لینن

لینن

منتخب تصانیف

حصۂ سوم

دارالاشاعت ترقی
ماسکو ۱۹۷۰ء

پبلشر کا نوٹ

اس ایڈیشن میں لینن کے پانچویں روسی مجموعۂتصانیف سے مضامین ترجمہ کئے گئے ہیں اور ہمارے قارئین کی آسانی کےلئے اس ایڈیشن کو چار جلدوں میں شایع کیا جارہا ہے۔

В. И. ЛЕНИН

ИЗБРАННЫЕ ПРОИЗВЕДЕНИЯ

часть третья

на языке урду

فہرست

سمجھوتے

اپنے کچھ مطالبات سے دست‌بردار ہوجانا، اپنے مطالبات کے کچھ حصوں کو چھوڑ دینا تاکہ دوسرے فریق سے مصالحت کی جائے سیاست میں سمجھوتہ کہلاتا ہے۔

عام طور پر تنگ نظر لوگوں کا بالشویکوں کے بارے میں یہ خیال ہے جسکو بالشویکوں کو بدنام کرنےوالا پریس ہوا دیتا ہے، کہ بالشویک کبھی کسی سے سمجھوتہ نہیں کرتے۔

ایسا خیال ہمارے لئے انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کی حیثیت سے ستائش آمیز ہے کیونکہ یہ ثابت کرتا ہے کہ سوشلزم اور انقلاب کے بنیادی اصولوں سے ہماری وفاداری کو دشمن بھی ماننے پر مجبور ہیں۔ بہر حال حق بات تو یہ ہے کہ یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اینگلس حق‌بجانب تھے جب انھوں نے بلانکیسٹ کمیونسٹوں کے مینی‌فسٹو (۱۸۷۳ء) پر اپنی تنقید میں ان کے ”کوئی سمجھوتہ نہیں!“(۱) والے اعلان کا مذاق اڑایا تھا۔ انھوں نے کہا تھا کہ یہ خالی لفاظی ہے کیونکہ کسی جدوجہد کرنےوالی پارٹی کو حالات اکثر ناگزیر طور پر سمجھوتوں کے لئے مجبور کر دیتے ہیں اور ”قرض کو قسطوں پر وصول کرنے سے“ ہمیشہ کے لئے انکار کرنا فضول ہے۔ حقیقی انقلابی پارٹی کا فریضہ یہ نہیں ہے کہ وہ تمام سمجھوتوں سے انکار کے ناممکن ہونے کا اعلان کردے بلکہ فریضہ یہ ہے کہ تمام سمجھوتوں سے گذر کر، جبکہ وہ ناگزیر ہوں، اپنے اصولوں،

اپنے طبقے، اپنے انقلابی فریضے، اپنے انقلاب کی تیاری اور انقلاب کی فتح کے لئے عوام کی تربیت کے کام سے وفاداری برتی جائے۔

مثلاً تیسری اور چوتھی دوما میں (۲) شرکت پر راضی ہونا سمجھوتہ تھا، انقلابی مطالبات سے عارضی طور پر دست‌بردار ہونا تھا۔ لیکن یہ قطعی مجبوری کا سمجھوتہ تھا کیونکہ طاقتی توازن نے ہمارے واسطے کچھ مدت کے لئے عوامی انقلابی جدوجہد کا سوال ہی نہیں رکھا تھا اور اس کی طویل تیاری کے لئے ایسے ''سور کے بھٹ،، کے اندر ہی سے کام کرنا تھا۔ تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بالشویکوں نے پارٹی کی حیثیت سے جس طرح اس سوال کو پیش کیا وہ بالکل ٹھیک تھا۔

اب سوال مجبوری کے سمجھوتے کا نہیں بلکہ رضامندانہ سمجھوتے کا آتا ہے۔

ہماری پارٹی، کسی دوسری سیاسی پارٹی کی طرح اپنے لئے سیاسی تسلط کی کوشاں ہے۔ ہمارا مقصد انقلابی پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ ہے۔ انقلاب کے چھہ مہینوں نے بہت صاف، پرزور اور پر یقین طور پر اسی خاص انقلاب کے مفادات میں اس مطالبے کے صحیح اور ناگزیر ہونے کی تصدیق کی ہے کیونکہ دوسری طرح جمہوری امن، کسانوں کے لئے زمین اور مکمل آزادی (مکمل جمہوری رپبلک) حاصل کرنا لوگوں کےلئے ممکن نہیں ہے۔ ہمارے انقلاب کے نصف سال میں واقعات کی رفتار، طبقوں اور پارٹیوں کی جدوجہد اور ۲۱ — ۲۰ اپریل، ۱۰ — ۹ اور ۱۹ — ۱۸ جون، ۵ — ۳ جولائی اور ۳۱ — ۲۷ اگست کے بحرانوں کے ابھار نے (۳) اسکو دکھایا اور ثابت کیا ہے۔

اب روسی انقلاب میں ایسا شدید اور انوکھا موڑ آیا ہے کہ ہم پارٹی کی حیثیت سے رضامندانہ سمجھوتے کی پیش کش کر سکتے ہیں — یہ سچ ہے کہ بورژوازی سے نہیں جو ہماری براہ راست اور خاص طبقاتی دشمن ہے بلکہ اپنے قریب ترین مخالفوں، ''حکمراں،، پیٹی بورژوا جمہوری پارٹیوں، سوشلسٹ انقلابیوں (۴) اور منشویکوں (۵) سے۔

محض استثنا کے طور پر، محض مخصوص صورت حال کے لحاظ سے جو صاف ظاہر ہے صرف بہت تھوڑے عرصے کے لئے ہوگی، ہم ان پارٹیوں سے سمجھوتے کی پیش کش کرسکتے ہیں اور میرے خیال میں ہم کو ایسا کرنا چاہئے۔

ہماری طرف سے سمجھوتہ جولائی سے پہلےوالے ہمارے اس مطالبے کی طرف واپسی ہے کہ سارا اقتدار سوویتوں کو دیا جائے اور سوویتوں کے سامنے جواب دہ سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی حکومت ہو۔

ابھی اور صرف ابھی، ممکن ہے کہ صرف چند دنوں کے دوران یا ایک دو ہفتوں میں ایسی حکومت بالکل پرامن طور پر بنائی اور پائدار کی جا سکتی۔ وہ زبردست امکان کے ساتھ پورے روسی انقلاب کو پرامن طور پر آگے بڑھانے کی ضمانت دے سکتی اور امن اور سوشلزم کی فتح کی طرف عالمی تحریک کے زبردست قدم بڑھانے کے غیر معمولی بڑے مواقع فراہم کر سکتی۔

صرف انقلاب کے اس پرامن ارتقا کے نام پر — تاریخ میں انتہائی نایاب اور انتہائی بیش قیمت امکان، غیرمعمولی طور پر نایاب امکان کے نام پر ہی بالشویک جو عالمی انقلاب کے حامی، انقلابی طریقوں کے حامی ہیں، میرے خیال میں ایسا سمجھوتہ کرسکتے ہیں اور ان کو کرنا چاہئے۔

یہ سمجھوتہ ان باتوں پر مشتمل ہوتا کہ بالشویک حکومت میں شرکت کے دعویدار نہ ہو کر (یہ بین اقوامیت کے حامیوں کے لئے نا ممکن ہے جب تک کہ پرولتاریہ اور غریب کسانوں کی ڈکٹیٹرشپ کا واقعی وجود نہ ہو) پرولتاریہ اور غریب کسانوں کو اقتدار دینے کے مطالبے کو فوری طور پر پیش کرنے سے اور اس مطالبے کے لئے جدو جہد کے انقلابی طریقوں سے انکار کر دیتے۔ ایک شرط یہ ہوتی جو بجائے خود صاف ہے اور سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کے لئے نئی نہیں ہے کہ ایجی‌ٹیشن کی مکمل آزادی اور مزید تاخیر کے بغیر یا جلد ہی آئین ساز اسمبلی کا انعقاد ہو۔

منشویک اور سوشلسٹ انقلابی حکومت کا بلاک ہونے کی حیثیت سے یہ مان لیتے (یہ فرض کرتے ہوئے کہ سمجھوتہ ہو گیا)

کہ وہ ایسی حکومت بنائیں گے جو پورے اور قطعی طور پر سوویتوں کے سامنے جوابدہ ہو اور سارا اقتدار سوویتوں کے ہاتھ میں مقامی طور پر بھی دے دے۔ یہ ”نئی،، شرط ہوتی۔ میرے خیال میں بالشویکوں نے اور کوئی شرط یہ فرض کرتے ہوئے نہ پیش کی ہوتی کہ ایجی‌ٹیشن کی واقعی پوری آزادی اور سوویتوں کی تشکیل (ان کے نئے انتخاب کے ذریعہ) اور ان کے برسرکار ہونے میں نئی جمہوریت کا فوری وجود بجائے خود انقلاب کو پرامن طور سے آگے بڑھانے اور سوویتوں کے اندر پارٹی کی کشمکش کو پرامن طور سے ختم کرنے کی ضمانت ہیں۔

ممکن ہے کہ اب یہ ناممکن ہو؟ ممکن ہے۔ لیکن اگر سو میں ایک بھی امکان ہے تو اس موقع کو حاصل کرنا چاہئے۔

اس ”سمجھوتے،، سے دونوں ”رضامند،، فریقوں کو کیا فائدہ ہوتا یعنی بالشویکوں کو ایک طرف اور سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کو دوسری طرف؟ اگر دونوں فریقوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو سمجھوتے کو ناممکن سمجھنا چاہئے اور پھر اس کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سمجھوتہ چاہے جتنا مشکل کیوں نہ ہو (جولائی اور اگست کے دو مہینوں بعد جنکا مقابلہ دو دہائی ”پرامن،، اور خوابیدہ برسوں سے کیا جاسکتا ہے) میرے خیال میں اسکے عملی جامہ پہننے کا کچھ امکان ہے اور یہ امکان سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کے اس فیصلے نے پیدا کیا ہے کہ وہ کیڈیٹوں (٦) کے ساتھ حکومت میں شریک نہ ہوں گے۔

بالشویکوں کو یہ فائدہ ہوتا کہ ان کو اپنے خیالات کا پروپیگنڈا کرنے کی پوری آزادی کا امکان حاصل ہوتا اور واقعی مکمل جمہوریت کے حالات میں سوویتوں میں اپنا اثر بڑھانے کا موقع ملتا۔ بالشویکوں کے لئے اس آزادی کو زبانی ”سبھی،، تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ایسی آزادی بورژوا حکومت یا ایسی حکومت کے تحت ناممکن ہے جسمیں بورژوازی حصہ لے رہی ہو، ایسی حکومت کے تحت جو سوویت نہیں ہے۔ سوویت حکومت کے تحت ایسی آزادی ممکن ہوتی (ہم یہ نہیں کہتے کہ

یقینی ایسا ہوتا لیکن بہر حال ممکن ہوتا)۔ ایسے مشکل زمانے میں اس طرح کے امکانات رکھتے ہوئے سوویتوں میں موجودہ اکثریت سے سمجھوتہ کرنا مناسب ہوتا۔ حقیقی جمہوریت کے حالات میں ہمیں کچھ نہ ڈرنا چاہئے کیونکہ حقائق ہمارے ساتھ ہیں اور حتی کہ ہماری دشمن پارٹیوں کے اندر جیسے سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی پارٹیوں کے اندر مختلف رجحانات کا دھارا بھی ہم کو صحیح ثابت کرتا ہے۔

منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کو یہ فائدہ ہوتا کہ عوام کی زبردست اکثریت پر بھروسہ کرکے اور سوویتوں میں اپنی اکثریت کے "پرامن" استعمال کی ضمانت حاصل کرکے ان کو فوراً اپنے بلاک کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کا پورا موقع مل جاتا۔

یہ سچ ہے کہ اس بلاک سے جو مختلف‌النوع ہے کیونکہ یہ بلاک ہے اور کیونکہ پیٹی بورژوا جمہوریت ہمیشہ بورژوازی یا پرولتاریہ کے مقابلے میں کم ہم‌نوع ہوتی ہے، غالباً اس بلاک سے دو آوازیں بلند ہوتیں۔

ایک آواز کہتی: ہمارا بالشویکوں کے ساتھ، انقلابی پرولتاریہ کے ساتھ کسی طرح راستہ ایک نہیں ہو سکتا۔ وہ بہر حال غیرمعمولی اقدامات کی مانگ کرتا اور مکارانہ شوروغوغے سے غریب کسانوں کو اپنی طرف کھینچتا۔ وہ امن کا مطالبہ اور اتحادیوں سے ناتہ توڑنے کا مطالبہ کرتا۔ یہ ناممکن ہے۔ ہم بورژوازی کے ساتھ زیادہ اچھے اور محفوظ ہیں، بہرحال ہم اس سے علحدہ نہیں ہوئے ہیں، صرف تھوڑے دن کے‌لئے جھگڑا ہو گیا ہے اور وہ بھی کورنیلوف کے ایک واقعہ پر۔ لڑے ہیں اور میل کرلیں‌گے۔ مزید برآں بالشویک ہمیں کچھ "دے" بھی تو نہیں رہے ہیں کیونکہ ان کی جانب سے بغاوت کی کوششیں بہرنوع اسی طرح ناکام ہونگی جیسے ۱۸۷۱ء کا کمیون (۷) ہوا تھا۔

دوسری آواز کہتی: کمیون کا حوالہ دینا بہت ہی سطحی حتی کہ حماقت کی بات ہے۔ کیونکہ اول تو ۱۸۷۱ء کے بعد بالشویکوں نے کچھ نہ کچھ تو سیکھا ہے، وہ بینکوں پر قبضہ کرنے سے نہ چوکتے اور وارسائی (۸) پر دھاوا بولنے سے نہ انکار کرتے۔

اور ایسے حالات میں تو کمیون بھی فتح یاب ھوتا ۔ اسکے علاوہ کمیون عوام کو فوراً وہ نہیں پیش کر سکتا تھا جو بالشویک پیش کر سکتے ھیں ، اگر وہ برسراقتدار آجائیں یعنی کسانوں کو زمین ، امن کی فوری پیش کش ، پیداوار پر حقیقی کنٹرول اور یوکرینیوں اور فن‌لینڈوالوں سے ایماندارانہ صلح وغیرہ بھدے طریقے سے یہ کہا جا سکتا ھے کہ بالشویکوں کے ھاتھ میں کمیون کے مقابلے میں دس گنے زیادہ ''ٹرمپ'' ھیں ۔ دوسرے ، کمیون کا مطلب کسی نہ کسی طرح سخت خانہ‌جنگی ھے ، اس کے بعد پرامن تہذیب کی ترقی میں طویل عرصے کےلئے رکاوٹ ڈالنا ھے ، سارے میکمیھنوں اور کورنیلوفوں کی کارروائیوں اور سازشوں کو آسان بنانا ھے اور ایسی کارروائیاں ھمارے سارے بورژوا سماج کےلئے خطرناک ھوتی ھیں ۔ کیا کمیون کا خطرہ مول لینا عقلمندی کی بات ھوگی ؟

اور روس میں کمیون ناگزیر ھے ، اگر ھم اقتدار نہ لیں ، اگر حالات ایسے ھی سنگین رھیں جیسے ۶ مئی اور ۳۱ اگست کے درمیان تھے ۔ ھر انقلابی مزدور اور سپاھی ناگزیر طور پر کمیون کا خیال کریگا ، اس پر یقین کریگا ، ناگزیر طور پر اسکے حصول کی کوشش کریگا ۔ وہ سوچےگا : لوگ مر رھے ھیں ۔ جنگ ، بھکمری اور تباھی زیادہ پھیلتی جا رھی ھے ۔ صرف کمیون ھی بچا سکتا ھے ۔ چاھے ھم سب تباہ ھو جائیں ، مر جائیں لیکن کمیون کو وجود میں لا کر رھیں‌گے ۔ مزدوروں کے لئے ایسے خیالات ناگزیر ھیں اور اب کمیون کو کچل دینا اتنا آسان نہ ھوگا جتنا ۱۸۷۱ ء میں ھوا ۔ روسی کمیون کے اتحادی ۱۸۷۱ ء کے مقابلے میں ساری دنیا میں سوگنا زیادہ طاقتور ھوں‌گے ... کیاھم لوگوں کےلئے کمیون کا خطرہ مول لینا عقلمندی ھوگی ؟ اسی طرح یہ بھی نہیں مانا جا سکتا کہ حقیقت میں بالشویک ھم کو اپنے سمجھوتے سے کچھ نہیں دیتے ھیں ۔ کیونکہ سب مہذب ملکوں میں مہذب وزیر جنگ کے دوران پرولتاریہ کے ساتھ ھر سمجھوتے کی خواہ وہ بہت چھوٹا ھی کیوں نہ ھو بڑی قدر کرتے ھیں ۔ بہت زیادہ قدر کرتے ھیں ۔ اور یہ کاروباری لوگ ھیں ، اصلی وزیر ھیں ۔ بالشویک جبر و تشدد

کے باوجود ، اپنے پریس کی کمزوری کے باوجود تیزی سے مضبوط ہو رہے ہیں۔ کیا ہمارے لئے کمیون کا خطرہ مول لینا عقلمندی کا کام ہوگا ؟

هم معتبر اکثریت رکھتے ہیں ، غریب کسانوں کی بیداری ابھی اتنی قریب نہیں ہے ، ہماری صدی محفوظ ہے۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ کسانوں کے ملک میں اکثریت انتہاپسندوں کا ساتھ دے گی۔ ایک کھلی ہوئی اکثریت کے خلاف حقیقی جمہوری ریپبلک میں بغاوت نا ممکن ہے۔ اس طرح دوسری آواز کہتی۔

ممکن ہے کہ مارتوف یا اسپیریدونووا کے حامیوں کے درمیان سے کوئی تیسری آواز کہے : '' رفیقو ،، مجھے اس پر غم وغصہ ہے کہ آپ دونوں کمیون اور اسکے امکانات پر سوچ بچار کرتے ہوئے اٹل طور پر اسکے مخالفین کا ساتھ دے رہے ہیں۔ ایک یا دوسری طرح آپ دونوں ان لوگوں کے ساتھ ہیں جنھوں نے کمیون کو کچل دیا۔ میں کمیون کے لئے پرچار کرنے نہیں جاتا ، پہلے سے اسکا وعدہ نہیں کرسکتا کہ میں اسکی صفوں میں لڑونگا جیسا کہ ہر بالشویک کریگا لیکن بہرحال مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر کمیون میری کوششوں کے باوجود پھوٹ پڑتا ہے تو میں اس کے مخالفوں کو نہیں بلکہ اسکے حامیوں کو مدد دینا بہتر سمجھونگا۔

'' بلاک ،، میں اختلاف رائے زبردست اور ناگزیر ہے کیونکہ پیٹی بورژوا ڈیموکریسی میں بہت سے شیڈ شامل کرتے ہیں ، مکمل وزارتی ، مکمل بورژوا سے لیکر نیم غریب تک جو ابھی تک پرولتاری کی پوزیشن اختیار کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور اس اختلاف رائے کا کسی لمحے نتیجہ کیا ہوگا کسی کو یہ نہیں معلوم ہے۔

* * *

مندرجہ‌بالا سطور بروز جمعہ یکم ستمبر کو لکھی گئی تھیں لیکن اتفاقی حالات کیوجہ سے (تاریخ بتائےگی کہ کیرینسکی کی حکومت میں سارے بالشویکوں کو اپنی رہائش‌گاہ کا انتخاب کرنے کی آزادی نہ تھی) وہ اسی دن اخبار کے دفتر تک نہیں پہنچ سکیں۔

سنیچر اور آج کے، اتوار کے اخبارات پڑھ کر میں اپنے آپ سے کہتا ہوں : شاید سمجھوتے کی پیش کش کےلئے دیر ہو چکی ہے۔ شاید وہ چند دن بھی جن کے دوران پر امن ارتقا ابھی ممکن تھا وہ گذر چکے ہیں۔ ہاں، تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ وہ گذر چکے ہیں (۹)۔ کیرینسکی کسی نہ کسی طرح سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی سے اور سوشلسٹ انقلابیوں سے الگ ہو جائےگا اور سوشلسٹ انقلابیوں کے بغیر بورژوازی کی مدد سے اپنے کو مضبوط کریگا اور بھلا ہو انکی بےعملی کا... ہاں، صاف ظاہر ہے کہ وہ دن اب گذر چکے ہیں جب اتفاق سے پر امن ارتقا کا راستہ ممکن ہو گیا تھا۔ اب یہ رہ گیا ہے کہ ان نوٹوں کو اخبار کے دفتر اس درخواست کے ساتھ بھیجا جائے کہ ان کو ''تاخیرآمیز خیالات،، کے عنوان سے چھاپا جائے۔ شاید کبھی کبھی تاخیرآمیز خیالات بھی خالی از دلچسپی نہیں ہوتے۔

۳ ستمبر ۱۹۱۷ء

یکم سے ۳ (۱۴ — ۱۶) ستمبر
۱۹۱۷ء تک لکھا گیا۔
۱۹ (۶) ستمبر ۱۹۱۷ء کو
اخبار ''رابوچی پوت،،
(مزدوروں کا راستہ)
کے شمارے ۳ میں شائع ہوا۔
دستخط : ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن، جلد
۳۴، صفحات ۱۳۳ — ۱۳۹

مارکس‌ازم اور بغاوت

روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی
(بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے نام خط

حکمراں ''سوشلسٹ،، پارٹیوں نے مارکس‌ازم کی جو توڑ مروڑ کی ھے اس میں انتہائی خراب اور غالباً بہت ھی بڑے پیمانے پر توڑ مروڑ وہ موقع‌پرست جھوٹ ھے کہ گویا بغاوت کی تیاری اور بغاوت کی طرف آرٹ کی حیثیت سے عام رویہ ''بلانک‌ازم،، (۱۰) ھے۔

موقع‌پرستی کا لیڈر برنشٹائن مارکس‌ازم پر بلانک‌ازم کا الزام لگا کر پہلے ھی بدنامی حاصل کر چکا ھے اور جب موجودہ زمانے کے موقع‌پرست بلانک‌ازم کے بارے میں شور مچاتے ھیں تو وہ درحقیقت برنشٹائن کے حقیر ''خیالات،، کو نہ تو ایک ذرہ بہتر بناتے ھیں اور نہ ''متمول،،۔

آرٹ کی حیثیت سے بغاوت کی طرف رویہ اختیار کرنے کے لئے مارکسیسٹوں پر بلانک‌ازم کا الزام لگایا جاتا ھے! کیا سچائی کو اس سے زیادہ کھلے طور پر توڑمروڑا جا سکتا ھے جبکہ ایک بھی مارکسی اس سے منکر نہیں ھو سکتا کہ خود مارکس نے اسکے بارے میں بہت واضح، صاف اور قطعی طور پر کہا، بغاوت کو آرٹ ھی کہا، یہ کہا کہ بغاوت کی طرف آرٹ کی حیثیت سے رویہ اختیار کرنے کی ضرورت ھے، کہ پہلی کامیابی حاصل کرنا چاھئے اور پھر ایک کامیابی سے دوسری کامیابی کی طرف بڑھنا چاھئے، دشمن پر حملے کو نہ روکتے ھوئے اس کے انتشار سے فائدہ اٹھانا چاھئے وغیرہ۔

بغاوت کو کامیاب بننے کے لئے سازش اور پارٹی پر نہیں بلکہ پیش‌رو طبقے پر بھروسہ کرنا چاھئے۔ یہ ھے پہلی بات۔ بغاوت کو عوام کے انقلابی ابھار پر بھروسہ کرنا چاھئے، یہ ھے دوسری بات۔

بغاوت کو بڑھتے ہوئے انقلاب کی تاریخ میں ایسے موڑ پر بھروسہ کرناچاہئے جبکہ عوام کی پیش رو صفوں کی سرگرمیاں عروج پر ہوں، جبکہ دشمن کی صفوں میں اور انقلاب کے کمزور، غیر مستحکم اور مذبذب دوستوں کی صفوں میں تزلزل زبردست ہو۔ یہ ہے تیسری بات۔ یہ ہیں تین شرائط بغاوت کا سوال اٹھانے کے بارے میں اور یہی مارکس‌ازم کو بلانک‌ازم سے ممیز کرتی ہیں۔

اگر یہ شرائط موجود ہوں تو آرٹ کی حیثیت سے بغاوت کی طرف رویہ اختیار کرنے سے انکار کرنا مارکس‌ازم سے غداری اور انقلاب سے غداری ہوگی۔

اسکو ثابت کرنے کےلئے کہ ٹھیک موجودہ لمحے کو ایسا لمحہ تسلیم کرنے کی کیوں ضرورت ہے، جبکہ پارٹی کے لئے یہ تسلیم کرنا لازمی ہوگیا ہے کہ معروضی واقعات کے دھارے نے بغاوت کو آج کے ایجنڈے پر رکھ دیا ہے اور بغاوت کی طرف آرٹ کی حیثیت سے رویہ اختیار کرنا ہے، سب سے اچھا مقابلے کا طریقہ استعمال کرنا اور ۳ — ۴ جولائی کا ستمبر کے دنوں سے موازنہ کرنا ہوگا۔

۳ — ۴ جولائی کو، حق کو جھٹلائے بغیر، سوال کو اس طرح پیش کیا جا سکتا تھا کہ اقتدار پر قبضہ کر لینا بجا ہوتا کیونکہ بہر حال دشمن ہم کو بغاوت کا ملزم ٹھہراتے اور باغیوں کی حیثیت سے ہم پر جبروتشدد کرتے۔ لیکن اس وقت اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا ٹھیک نہ ہوتا کہ اقتدار پر قبضہ کر لیا جائے کیونکہ اس وقت بغاوت کی فتح کے لئے معروضی شرائط نہیں تھیں:

(۱) ابھی وہ طبقہ ہمارے ساتھ نہیں تھا جو انقلاب کا ہراول ہے۔

راجدھانیوں کے مزدوروں اور سپاہیوں کے درمیان ہماری اکثریت نہ تھی۔ اب دونوں سوویتوں میں ہماری اکثریت ہے۔ محض جولائی اور اگست کی تاریخ نے اس کی تخلیق کی ہے، بالشویکوں پر ''جبروتشدد،، کے تجربے اور کورنیلوف کی بغاوت کے تجربے نے۔

(۲) اس وقت پورے عوام کا انقلابی ابھار نہیں تھا۔ اب کورنیلوف کی بغاوت کے بعد یہ ہے۔ صوبوں کے حالات اور بہت سے مقامات پر سوویتوں کے اقتدار ہاتھ میں لینے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔

(۳) ہمارے دشمنوں کے درمیان اور غیرمستحکم پیٹی‌بورژوازی کے درمیان کافی عام سیاسی پیمانے پر اس وقت تزلزل نہیں تھا۔ اور اب زبردست تزلزل ہے۔ ہمارا خاص دشمن، اتحادی اور عالمی سامراج (کیونکہ ''اتحادی،، عالمی سامراج کے سربراہ ہیں) فتح تک جنگ اور روس کے خلاف علحدہ صلح کے درمیان تذبذب میں ہے۔ ہمارے پیٹی‌بورژوا ڈیموکریٹوں نے عوام کے درمیان صاف طور پر اکثریت کھودی ہے اور بہت متزلزل ہو کر بلاک بنانے سے انکار کردیا ہے یعنی کیڈیٹوں کے ساتھ ایتلاف کرنے سے۔

(۴) اسی‌لئے ۴ — ۳ جولائی کو بغاوت کرنا غلطی ہوتی: ہم اقتدار نہ تو مادی طور سے اور نہ سیاسی طور سے برقرار رکھ سکتے۔ ہم اسکو مادی طور سے نہ برقرار رکھ سکتے چاہے پیٹروگراد کچھ وقت کے لئے ہمارے ہاتھ آجاتا کیونکہ اس وقت ہمارے مزدور اور سپاہی پیٹروگراد کو لینے کے لئے لڑنے مرنے پر نہ تیار ہوتے۔ اس وقت کیرینسکیوں اور تسرےتیلیوں اور چیرنوفوں کے خلاف بھی اتنی ''درندگی،، اور کھولتی ہوئی نفرت نہ تھی۔ ہمارے لوگ ابھی بالشویکوں کے خلاف اِن مظالم کے تجربات میں تپ کر پختہ نہیں ہوئے تھے جن میں سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں نے حصہ لیا تھا۔

۴ — ۳ جولائی کو ہم سیاسی طور پر اقتدار کو نہ برقرار رکھ سکتے کیونکہ کورنیلوف کی بغاوت سے پہلے فوج اور صوبے پیٹروگراد پر دھاوا بول سکتے تھے اور بولتے۔

اب تصویر بالکل مختلف ہے۔

ایک طبقے کی اکثریت ہمارے ساتھ ہے جو انقلاب کا ہراول، عوام کا ہراول ہے اور عوام کو اپنے ساتھ لانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ہمارے ساتھ عوام کی اکثریت ہے کیونکہ چیرنوف کا استعفا، جو کسی طرح محض واحد علامت نہیں ہے بلکہ ایک انتہائی نمایاں اور صاف علامت اس کی ہے کہ کسان سوشلسٹ انقلابیوں کے بلاک سے (یا خود سوشلسٹ انقلابیوں سے) زمین نہیں پائیں‌گے۔ اور اسی میں انقلاب کے عوامی کردار کا نچوڑ ہے۔

پارٹی کی سازگار صورت حال ہمارے حق میں ہے جو اپنا راستہ ایسے وقت میں بخوبی جانتی ہے جبکہ سارا سامراج اور سوشلسٹ انقلابیوں کے ساتھ منشویکوں کا سارا بلاک بےنظیر تذبذب میں ہیں۔

ہمارے لئے فتح کی ضمانت ہے کیونکہ لوگ اب بالکل جان پر کھیلنے کے لئے تل گئے ہیں اور ہم سب لوگوں کو ایک معتبر راستہ بتا رہے ہیں ، ”کورنیلوف کے دنوں،، میں ہم نے اپنی رہنمائی کی اہمیت سب لوگوں کو دکھائی اور پھر بلاک والوں کے سامنے سمجھوتے کی پیش کش کی جسکو انہوں نے مسترد کر دیا حالانکہ ان کی طرف سے تزلزل میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔

یہ خیال کرنا بہت بڑی غلطی ہوتی کہ ہماری سمجھوتے کی پیش کش ابھی مسترد نہیں ہوئی ، کہ ڈیموکریٹک کانفرنس (۱۱) ابھی اسکو منظور کر سکتی ہے۔ یہ سمجھوتہ ایک پارٹی کی طرف سے پارٹیوں کو پیش کیا گیا تھا۔ اس کے پیش کرنیکا کوئی اور طریقہ نہ تھا۔ اسکو پارٹیوں نے مسترد کر دیا۔ ڈیموکریٹک کانفرنس محض کانفرنس ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ایک بات نہ بھولنا چاہئے کہ اسمیں انقلابی لوگوں کی اکثریت کی ، انتہائی غریب اور مظلوم کسانوں کی نمائندگی نہیں ہے۔ یہ کانفرنس لوگوں کی اقلیت کی ہے — اس بین حقیقت کو نہ بھولنا چاہئے۔ یہ بڑی غلطی ہوتی ، ہماری طرف سے زبردست پارلیمانی فاتر العقلی ہوتی اگر ہم ڈیموکریٹک کانفرنس کو پارلیمنٹ کا درجہ دیتے کیونکہ اگر وہ اپنے لئے یہ اعلان بھی کر دیتی کہ وہ انقلاب کی مستقل اور اقتدار اعلی رکھنےوالی پارلیمنٹ ہے تب بھی وہ کچھ نہ طے کر سکتی۔ فیصلہ اس سے باہر پیٹروگراد اور ماسکو کی مزدور بستیوں کے ہاتھ میں ہے۔

ہمارے سامنے بغاوت کی کامیابی کی ساری معروضی شرائط موجود ہیں۔ ہمارے سامنے غیر معمولی طور پر ساز گار صورت حال ہے جبکہ بغاوت میں صرف ہماری فتح لوگوں کو کوفت پہنچانےوالے تزلزل کا خاتمہ کر دیگی، دنیا میں انتہائی کوفت کی بات کا، جبکہ بغاوت میں صرف ہماری فتح کسانوں کو بلا تاخیر زمین دے گی ، جبکہ بغاوت میں صرف ہماری فتح انقلاب کے خلاف علحدہ صلح کے کھیل کو نا کام بنا دےگی، اسکو اس طرح ناکام بنا دےگی کہ وہ صلح کی تجویز کو زیادہ مکمل، زیادہ منصفانہ، زیادہ قریب کر سکے ، ایسی صلح جس سے انقلاب کو فائدہ ہو۔

آخر میں ، صرف ہماری پارٹی بغاوت میں کامیاب ہو کر پیٹروگراد کو بچا سکتی ھے کیونکہ اگر ہماری صلح کی تجویز کو مسترد کر دیا گیا اور ہم عارضی صلح تک نہ حاصل کر سکے تب ہم '' دفاعیت پسند ،، بن جائیں گے ، تب ہم جنگی پارٹیوں کے سربراہ ہو جائیں گے ، ہم سب سے زیادہ '' جنگی ،، پارٹی ہو جائیں گے اور ہم واقعی انقلابی طریقے سے جنگ کریں گے ۔ ہم سرمایہ داروں کی ساری روٹی اور سارے جوتے چھین لیں گے ۔ ہم ان کے لئے روٹی کے سوکھے ٹکڑے چھوڑ دیں گے اور ان کو چھال کے بنے ہوئے جوتے پہنائیں گے ۔ ہم ساری روٹی اور سارے جوتے محاذ جنگ کو بھیج دیں گے ۔

اور تب ہم پیٹروگراد کو بچا لیں گے ۔

حقیقی انقلابی جنگ کے وسائل مادی اور روحانی دونوں روس میں بہت زیادہ ھیں ۔ ۱۰۰ میں سے ۹۹ اسکا امکان ھے کہ جرمن ہم سے کم از کم عارضی صلح کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اور اس وقت عارضی صلح کرنے کا مطلب ساری دنیا کو فتح کر لینا ہوگا۔

* * *

انقلاب کو بچانے اور دونوں سامراجی گروہوں میں روس کو '' علحدہ ،، تقسیم سے بچانے کے لئے پیٹروگراد اور ماسکو کے مزدوروں کی بغاوت کی قطعی ضرورت کو تسلیم کر کے ہمیں سب سے پہلے کانفرنس میں اپنے سیاسی طریقۂ کار کو بڑھتی ہوئی بغاوت کے حالات کے مطابق بنانا چاہئے ، دوسرے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ ہم بغاوت کی طرف آرٹ کی حیثیت سے رویہ رکھنے کے متعلق مارکس کے خیال کو محض زبانی نہیں تسلیم کرتے ۔

کانفرنس میں ہمیں بالشویکوں کے گروہ کو فوراً متحد کرنا چاہئے ، تعداد کے لئے نہ دوڑنا چاہئے اور مذبذب لوگوں کو مذبذب کیمپ میں چھوڑنے سے نہ ڈرنا چاہئے ۔ وہ انقلاب کے لئے بمقابلہ باعزم اور پر ایثار مجاھدوں کے کیمپ کے وہاں زیادہ مفید ھیں ۔

ہمیں بالشویکوں کا ایک مختصر اعلان مرتب کر لینا چاہئے ، جسمیں انتہائی سختی کے ساتھ طویل تقریروں اور عام طور پر '' تقریروں ،،

کی بےجائیت پر، انقلاب کو بچانے کےلئے فوری اقدام کی ضرورت پر، بورژوازی سے بالکل ناتہ توڑنے، ساری موجودہ حکومت کو پوری طرح ہٹانےاور روس کی ''علحدہ'' تقسیم کی تیاری کرنےوالے برطانوی فرانسیسی سامراجیوں سے مکمل قطع تعلق کرنے کی قطعی ضرورت پر اور تمام اقتدار انقلابی ڈیموکریٹوں کے ھاتھ میں دینے کی ضرورت پر جنکی سربراھی انقلابی پرولتاریہ کر رھا ھے، زور دینا چاھئے۔

ھمارے اعلان کو اس نتیجے کا سب سے مختصر اور سخت اظہار ھونا چاھئے۔ اس کو ھمارے مجوزہ پروگرام سے منسلک کرنا چاھئے: قوموں کو امن، کسانوں کے لئے زمین، بدنام زمانہ منافعوں کی ضبطی اور سرمایہداروں کے ھاتھوں پیداوار میں بدنام زمانہ توڑ پھوڑ پر قابو پانا۔

اعلان جتنا ھی مختصر اور جتنا ھی سخت ھوگا اتنا ھی بہتر ھوگا۔ اسمیں صرف اور دو انتہائی اھم نکتے دکھانے کی ضرورت ھے یعنیلوگ تذبذب سے عاجز آچکے ھیں، لوگ سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی غیر مستقل مزاجی سے تنگ آچکے ھیں اور ھم ان پارٹیوں سے قطعی قطع تعلق کر رھے ھیں کیونکہ انھوں نے انقلاب سے غداری کی ھے۔

اور دوسرا نکتہ یہ ھے کہ فوراً بلا کسی الحاق کے صلح کی تجویز پیش کرکے، فوراً اتحادی سامراجیوں اور تمام سامراجیوں سے قطع تعلق کر کے یا تو ھم فوراً عارضی صلح حاصل کرلیںگے یا سارا انقلابی پرولتاریہ دفاع کے لئے آجائیگا اور انقلابی ڈیموکریٹ اسکی قیادت میں واقعی منصفانہ، واقعی انقلابی جنگ لڑیںگے۔

اس اعلان کو پڑھکر، فیصلہ کرنے، نہ کہ باتیں بنانے، عمل پیرا ھونے، نہ کہ تجویزیں لکھنے کی اپیل کرکے ھمیں اپنے سارے گروہ کو کارخانوں اور فوجی بارکوں میں بھیجنا چاھئے۔ وھیں اسکی جگہ ھے، وھیں زندگی کی نبض ھے، وھاں انقلاب کی حفاظت کے سرچشمہ ھے اور وھیں ڈیموکریٹک کانفرنس کی قوت محرکہ ھے۔

وھاں پر جوش اور ولولہانگیز تقریروں کے ذریعہ ھمیں اپنے پروگرام کی وضاحت کرنا چاھئے اور سوال کو اس طرح رکھنا چاھئے: یا تو کانفرنس اس کو مکمل طور پر منظور کرلے یا بغاوت ھوگی۔

درمیانی راستہ نہیں ہے۔ انتظار نہیں کیا جاسکتا۔ انقلاب ختم ہوتا جا رہا ہے۔

سوال کو اس طرح پیش کر کے ، اپنے پورے گروہ کو کارخانوں اور فوجی بارکوں میں مرکوز کر کے ہم بغاوت کی ابتدا کے لئے ٹھیک لمحے کا اندازہ لگا سکیں گے۔

بغاوت کی طرف مارکسی رویہ اختیار کرنے کے لئے یعنی آرٹ کی حیثیت سے، ہمیں چاہئے کہ اسی وقت میں ایک لمحہ ضایع کئے بغیر بغاوت کرنےوالے دستوں کا ہیڈ کوارٹر منظم کریں ، اپنی طاقتوں کی تقسیم کریں ، معتبر رجمنٹوں کو انتہائی اہم جگہوں پر بھیجیں ، الکساندرینسکی تھیٹر کو گھیر لیں اور پیٹر اور پال کے قلعے (۱۲) پر قبضہ کرلیں ، جنرل اسٹاف اور حکومت کو قید کرلیں اور یونکروں (۱۳) اور وحشی ڈویژن (۱۴) کے خلاف ایسے دستے بھیجیں جو مر جائیں گے لیکن دشمن کو شہر کے مرکزوں تک نہیں آنے دینگے۔ ہمیں مسلح مزدوروں کو بھرتی کرنا چاہئے اور ان سے جان پر کھیل کر آخری لڑائی لڑنے کی اپیل کرنی چاہئے ، تار گھر اور ٹیلی‌فون اسٹیشن پر فوراً قبضہ کر لینا چاہئے ، اپنے بغاوت کے ہیڈ کوارٹر کو مرکزی ٹیلی‌فون اسٹیشن پر قائم کرنا چاہئے ، اس کو ٹیلی‌فون کے ذریعہ تمام کارخانوں ، تمام رجمنٹوں اور مسلح جدوجہد کی تمام جگہوں وغیرہ سے رابطہ قائم کرنا چاہئے۔

واقعی یہ سب مثال کے طور پر ہے ، صرف یہ دکھانے کےلئے کہ موجودہ لمحے میں مارکس‌ازم کا وفادار رہنا ، انقلاب کا وفادار رہنا نا ممکن ہے اگر بغاوت کی طرف آرٹ کی حیثیت سے رویہ نہ اختیار کیا جائے۔

ن۔ لینن

۱۳ — ۱۴ (۲۶ — ۲۷) ستمبر ۱۹۱۷ء کو لکھا گیا۔
پہلی بار ۱۹۲۱ءمیں
رسالہ ”پرولتاری انقلاب“،
شمارے ۲ میں شائع ہوا

لینن کا مجموعۂ تصانیف ،
پانچواں روسی ایڈیشن ،
جلد ۳۴ ، صفحات ۲۴۷ — ۲۴۲

کیا بالشویک ریاستی اقتدار قائم رکھ سکتے ہیں ؟

دوسرے ایڈیشن کا پیش لفظ

جیسا کہ مسودے سے ظاہر ہے ، موجودہ پمفلٹ ستمبر کے آخر میں لکھ کر یکم اکتوبر ۱۹۱۷ء کو ختم کیا گیا۔

۲۰ اکتوبر کے انقلاب نے اس پمفلٹ میں دئے ہوئے سوال کو نظرئے کے میدان سے عمل کے میدان میں منتقل کر دیا ہے۔

اب اس سوال کا جواب زبانی نہیں بلکہ عمل سے دینا چاہئے۔ بالشویکوں کے اقتدار کے خلاف نظریاتی دلیلیں انتہا درجے کی کمزور ہیں۔ ان کو پارہ پارہ کیا جا چکا ہے۔

اب فریضہ یہ ہے کہ اگواکار طبقہ یعنی پرولتاریہ مزدوروں اور کسانوں کی حکومت کی جانداری کو عملی طور پر ثابت کر دکھائے۔ سب باشعور مزدور ، سارے سرگرم اور ایماندار کسان ، تمام محنت کش اور استحصال کے شکار لوگ اپنی ساری طاقت لگا دیں گے تا کہ وہ اس عظیم‌ترین تاریخی سوال کو عملی طور پر حل کر سکیں۔

کام کے لئے ، سب کے سب کام کے لئے ، عالمی سوشلسٹ انقلاب کے کاز کی فتح ہونی چاہئے اور ہوگی۔

پیٹرسبرگ ، ۹ نومبر ۱۹۱۷ء

ن۔ لینن

۱۹۱۸ء میں ن۔ لینن کے پمفلٹ "کیا بالشویک ریاستی اقتدار قائم رکھ سکتے ہیں ؟"، "سپاہیوں اور کسانوں کی لائبریری"، کے سلسلے وار پمفلٹوں (پیٹرسبرگ) میں شایع ہوا

کس بات پر سارے رجحانات ، '' ریچ ،، سے لیکر '' نووایا ژیزن ،، تک ، کورنیلوف کے کیڈیٹوں سے لیکر نیم بالشویکوں تک (۱۵) کو ملاکر ، سب سوائے بالشویکوں کے متفق ھیں ؟

اس بات پر کہ بالشویک یا تو سارا ریاستی اقتدار تنہا اپنے ھاتھ میں لینے کا فیصلہ کبھی نہ کریں گے یا اگر فیصلہ کر کے اسکو اپنے ھاتھ میں لے لیں گے تو وہ انتہائی مختصر وقت کے لئے بھی اسکو اپنے قبضے میں نہ رکھ سکیں گے۔

اگر کوئی اس بات پر زور دیتا ھے کہ بالشویکوں کے تنہا سارا ریاستی اقتدار سنبھالنے کا سوال قطعی غیرحقیقی سیاسی سوال ھے اور اسکو صرف کوئی انتہائی احمق خود رائے '' جنونی ،، ھی حقیقی سمجھ سکتا ھے تو ھم اس دعوے کی تردید انتہائی مستند اور بااثر سیاسی پارٹیوں اور مختلف ،، رنگوں ،، کے رجحانات کے ٹھیک ٹھیک بیانات سے کریں گے۔

لیکن ابتدا میں چند لفظ میں متذکرہ سوالوں میں سے پہلے کی بابتہ کہنا چاھتا ھوں یعنی کیا بالشویک تنہا سارا ریاستی اقتدار اپنے ھاتھ میں لینے کا فیصلہ کریں گے ؟ مجھے سوویتوں کی کل روس کانگرس میں اس سوال کا قطعی طور پر مثبت جواب دینے کا اتفاق ایک ریمارک کے ذریعہ ھو چکا ھے جو میں نے تسرےتیلی (۱۶) کی ایک وزارتی تقریر کے دوران اپنی جگہ سے بآواز بلند کیا تھا۔ اور بالشویکوں کی طرف سے میں نے نہ تو پریس میں یہ اعلان دیکھا اور نہ سنا کہ ھمارے لئے تنہا اقتدار سنبھالنا مناسب نہ ھوگا۔ میں اس نقطۂنظر پر قائم ھوں کہ کوئی سیاسی پارٹی عام طور پر اور اگوا کار طبقے

کی پارٹی خاص طور پر وجود کا کوئی حق نہ رکھتی، پارٹی کہلانے کے قابل نہ ہوتی، ہر طرح سے حقیر صفر ہوتی، اگر موقع آنے پر وہ اقتدار ہاتھ میں لینے سے انکار کرتی۔

اب ہم اپنے سوال کے بارے میں کیڈیٹوں، سوشلسٹ انقلابیوں اور نیم بالشویکوں (میں چوتھائی بالشویک کہنا بہتر سمجھتا) کے بیانوں کا حوالہ دیں گے۔

" ریچ "، اخبار کے ۱۶ ستمبر کے ایڈیٹوریل سے :

"... الکساندرینسکی تھیٹر میں اختلاف رائے اور انتشار کا راج تھا اور سوشلسٹ پریس بھی اسی تصویر کی عکاسی کرتا ہے۔ صرف بالشویکوں کے خیالات میں استحکام اور صفائی ہے۔ کانفرنس میں یہ اقلیت کے خیالات ہیں۔ سوویتوں میں یہ سب سے زیادہ مضبوطی اختیار کرتا ہوا رجحان ہے۔ لیکن اپنے تمام زبانی جوش، تعلی‌آمیز باتوں اور خوداعتمادی کے مظاہرے کے باوجود بالشویک، چند جنونیوں کو الگ کرکے، صرف زبانی بہادر ہیں۔ وہ خود اپنی خواہش سے " سارا اقتدار "، لینے کی کوشش نہیں کر سکتے۔ یہ par excellence (زیادہ تر) بد نظمی اور توڑ پھوڑ کرنےوالے درحقیقت بزدل ہیں اور اپنے دل میں اچھی طرح اپنی اندرونی جہالت اور موجودہ کامیابیوں کی چند روزہ نوعیت کو جانتے ہیں۔ ہم سب کی طرح وہ بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ انکی قطعی فتح کا پہلا دن ان کے شدید زوال کا بھی پہلا دن ہوتا۔ اپنی نوعیت کے لحاظ سے غیرذمےدار، طریقوں اور عمل میں نراجی، ان کو محض سیاسی خیال کا ایک رجحان، بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا، اس سے گمراہی سمجھنا چاہئے۔ بالشویزم سے برسوں تک نجات پانے کے لئے، اسکو نکال پھینکنے کےلئے یہی بہترین طریقہ ہوتا کہ ملک کی قسمت اسکے لیڈروں کے سپرد کر دی جائے۔ اور اگر ایسے تجربوں کے ناروا اور مہلک ہونے کا شعور نہ ہوتا تو اضطراری حالت میں ایسے ہیروانہ اقدام کا فیصلہ بھی ممکن تھا۔ ہم دھراتے ہیں کہ خوش قسمتی سے یہ آج کے

بد قسمت هیرو واقعی خود مکمل اقتدار پر قبضه نہیں کرنا چاہتے - وہ کسی حالت میں بھی تعمیری کام کے لائق نہیں ہیں - اس طرح انکا سارا استحکام اور صفائی سیاسی پلیٹ‌فارم اور جلسوں میں لفاظی تک محدود ہیں - عملی طور پر انکی پوزیشن کو کسی نقطهٔ نظر سے شمار میں نہیں لایا جاسکتا - بھر حال ایک لحاظ سے وہ کچھ حقیقی اهمیت رکھتی ہے یعنی وہ اپنی مخالفت میں ''سوشلسٹ خیال،، کے تمام باقی شیڈوں کو متحد کر دیتی ہے ...،،

اس طرح کیڈیٹ دلیلیں پیش کرتے ہیں - اور یہ رہا روس کی سب سے بڑی، ''راج اور حکومت،، کرنےوالی، ''سوشلسٹ انقلابیوں،، کی پارٹی کا نقطهٔ نظر جس کا اظہار ان کے سرکاری اخبار ''دیلو نرودا،، (۱۷) کے ۲۱ ستمبر کے شمارے میں ایک غیردستخط شدہ تحریر یعنی ایڈیٹوریل میں کیا گیا ہے :

''... اگر آئین ساز اسمبلی کے انعقاد تک کانفرنس کے تصدیق‌شدہ پلیٹ‌فارم کی بنا پر بورژوازی جمہوریت کے ساتھ ملکر کام کرنا نہیں چاہیگی تو ایتلاف کو خود کانفرنس کے اندر سے ابھرنا چاہئے - یہ ایتلاف کے حامیوں کے لئے بھاری قربانی ہوگی لیکن اس پر ان لوگوں کو بھی راضی ہونا پڑیگا جو اقتدار کی ''خالص لائن،، کے خیال کے مبلغ ہیں - لیکن ہمیں ڈر ہے کہ یہاں سمجھوتہ نہ ہو سکےگا - اس وقت تیسری اور آخری ترتیب باقی رہ جائےگی یعنی کانفرنس کے اس نصف کو حکومت منظم کرنی چاہئے جو اصولی طور پر اسکے ہم‌نوع ہونے کے خیال کے حامی ہیں -

''صاف طور پر یوں کہنا چاہئے کہ بالشویکوں پر وزارت کی تشکیل لازم ہوگی - انھوں نے بڑی سرگرمی کے ساتھ انقلابی ڈیموکریٹوں کو ایتلاف کے خلاف نفرت سے بھرا ہے اور ''سمجھوتے کی پالیسی،، ترک کرنے کے بعد ان سے ہر

طرح کے فوائد کا وعدہ کیا ہے اور اس پالیسی کو ملک کی ساری بدقسمتیوں کا سبب بتایا ہے۔

''اگر انھوں نے اپنے ایجی ٹیشن کی ذمے داری کو سمجھ لیا ہے، اگر انھوں نے عوام کو دھوکا نہیں دیا ہے تو ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان ہنڈیوں کی ادائیگی بھی کریں جن کو وہ ہر طرف تقسیم کرتے رہتے ہیں۔

''سوال صاف ہے۔

'' ان کے لئے ان نظریوں کے پیچھے چھپنا بیسود ہوگا جو ان کے اقتدار سنبھالنے کے نا ممکن ہونے کے بارے میں تھوڑے ہی دن ہوئے بنائے گئے ہیں۔

''ایسے نظریوں کو جمہوریت نہیں قبول کریگی۔

''ساتھ ہی ایتلاف کے حامیوں کو چاہئے کہ ان کو پوری حمایت کی ضمانت دیں۔ یہ ہیں تین ترتیبیں، تین راستے جو ہمارے سامنے ہیں۔ اور دوسرے نہیں ہیں،، ! (خط کشیدہ الفاظ '' دیلو نرودا ،، کے ہیں۔)

یہ ہیں سوشلسٹ انقلابیوں کی دلیلیں۔ اور آخر میں یہ رہی '' پوزیشن ،، (اگر دو کرسیوں کے درمیان بیٹھنے کی کوششوں کو پوزیشن کا نام دیا جاسکتا ہو) '' نووایا ژیزن ،، کے '' چوتھائی بالشویکوں ،، کی جو '' نووایا ژیزن ،، کے ۲۳ ستمبر کے ایڈیٹوریل سے لی گئی ہے :

'' ... اگر کونووالوف اور کیشکین کے ساتھ پھر ایتلاف کیا گیا تو اسکا مطلب جمہوریت کے لئے نئی ہار اور ۱۴ اگست کے پلیٹ فارم پر ذمے دار حکومت بنانے کے بارے میں کانفرنس کی تجویز سے انحراف کے سوا اور کچھ نہ ہوگا ...

'' ... منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی ہم نوع وزارت اپنی ذمے داری کو اتنی ہی کم محسوس کریگی جتنی کم ذمے داری سوشلسٹ وزرا ایتلافی وزارت میں محسوس کرتے تھے ... اس طرح کی حکومت نہ صرف اپنے گرد انقلاب کی '' جاندار

طاقتوں ،، کو متحد نہ کر سکتی بلکہ اس کے ہراول — پرولتاریہ کی سرگرم حمایت پر بھی بھروسا نہ کر سکتی۔

'' بہرحال ایک اور قسم کی ہم‌نوع حکومت ، '' پرولتاریہ اور غریب کسانوں ،، کی حکومت کی تشکیل صورت حال سے چھٹکارا پانے کے لئے کچھ بہتر نہیں بلکہ خراب راستہ ہوتی ، حقیقت میں یہ چھٹکارا نہیں، شکست ہوتی۔ یہ سچ ہے کہ اس طرح کا نعرہ کوئی بھی نہیں پیش کر رہا ہے سوائے '' ربوچی پوت ،، (۱۸) کے جس نے اس کو اتفاقیہ ، کمزور بیانات کے انداز میں کیا جنکی '' صفائی ،، بعد میں باقاعدہ دی جاتی ہے ،، ۔

(اس کھلے جھوٹ کو وہ ذمےدار صحافی '' ہمت ،، کے ساتھ لکھتے ہیں جو '' دیلو نرودا ،، کا ۲۱ ستمبر کا ایڈیٹوریل تک بھول بیٹھے ہیں ...)

'' بالشویکوں نے اب باقاعدگی کے ساتھ اس نعرے کی تجدید کی ہے کہ سارا اقتدار سوویتوں کے لئے۔ جولائی کے دنوں کے بعد سوویتوں نے ، جنکی نمائندگی مرکزی انتظامیہ کمیٹی کرتی تھی ، عملی طور پر بالشویک مخالف پالیسی اختیار کی تھی۔ اسلئے تب اس نعرے کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔ لیکن اب نہ صرف یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ '' سوویت لائن ،، میں استقامت پیدا ہوئی ہے بلکہ یہ خیال کرنے کی بھی بنیاد ہے کہ مجوزہ سوویتوں کی کانگرس میں بالشویکوں کی اکثریت ہوگی۔ ان حالات میں بالشویکوں کی طرف سے اس نعرے کی تجدید کہ '' سارا اقتدار سوویتوں کے لئے ،، اس '' طریقۂ کار کی لائن ،، ہے جو پرولتاریہ اور '' غریب کسانوں ،، کی ڈکٹیٹرشپ کی سمت لے جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ سوویتوں کا مطلب کسان نمائندوں کی سوویتیں بھی ہیں ، اور اس طرح بالشویک نعرہ روس کی ساری جمہوریت کے زیادہ تر حصے پر مبنی اقتدار کی پیش‌کش کرتا ہے۔ لیکن اس صورت میں '' سارا اقتدار سوویتوں کے لئے ،، کا نعرہ اپنی خودمختارانہ اہمیت کھو بیٹھتا ہے کیونکہ سوویتوں کی اپنی تشکیل کے لحاظ سے تقریباً وہی اہمیت رہ جاتی ہے جو کانفرنس

کے بنائے ہوئے ''ماقبل پارلیمنٹ،، کی تھی ...،، ('' نووایا ژیزن،، کا یہ دعوی بےشرم جھوٹ ہے، اس اعلان کے برابر ہے کہ نقلی اور جعلی جمہوریت ''تقریباً وھی اھمیت،، رکھتی ہے جو جمہوریت کی ہے۔ ماقبل پارلیمنٹ وہ جعل ہے جو لوگوں کی اقلیت کی مرضی کو خصوصاً کوسکووا، بیر کنگیئم، چائکوفسکی اینڈ کمپنی کی مرضی کو، اکثریت کی مرضی کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ یہ ہے پہلی بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ اوکسین تیفوں اور چائکوفسکیوں کی کسانوں کی جعلی سوویتوں نے بھی کانفرنس میں ایتلاف کے خلاف اتنی اونچی فیصدی دی کہ مزدوروں اور سپاھیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کو ملاکر بلاشبہ ایتلاف کا خاتمہ ہو جاتا۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ''سوویتوں کے لئے اقتدار،، کا مطلب یہ ہے کہ کسانوں کی سوویتوں کا اقتدار خاص طور سے دیہاتوں میں ہوگا اور دیہاتوں میں غریب کسانوں کے غلبے کی ضمانت ہے۔) '' ... اگر یہ ایک ہی بات ہے تو بالشویک نعرے کو فوراً میدان سے ہٹا لینا چاہئے۔ اگر ''سوویتوں کے لئے اقتدار،، صرف پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو چھپاتا ہے تو ایسے اقتدار کا مطلب ہی انقلاب کی ناکامی اور بربادی ہے۔

'' کیا اسکو ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ نہ صرف ملک کے باقی طبقوں سے کٹا ہوا بلکہ جمہوریت کی حقیقی جاندار طاقتوں سے کٹا ہوا پرولتاریہ نہ تو ٹکنیکی لحاظ سے ریاستی مشینری کو سنبھال سکتا ہے اور غیر معمولی طور پر پیچیدہ صورت حال میں اسکو چالو کر سکتا ہے اور نہ سیاسی لحاظ سے ان تمام دشمن طاقتوں کے اس دباؤ کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھےگا جو نہ صرف پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو بلکہ سارے انقلاب کو بھی صاف کردیگا۔

'' وہ واحد اقتدار جو وقت حاضر کا تقاضہ ہے جمہوریت کے اندر واقعی ایماندار ایتلاف ہے۔،،

* * *

ہم قارئین سے ایسے طویل اقتباسات پیش کرنے کےلئے معافی کے خواستگار ہیں، لیکن وہ قطعی ضروری تھے۔ بالشویکوں سے مخالفت رکھنے والی مختلف پارٹیوں کی صحیح پوزیشن کو پیش کرنا ضروری تھا۔

اس انتہائی اہم واقعہ کو ٹھیک ٹھیک ثابت کرنا ضروری تھا کہ ان سب پارٹیوں نے یہ تسلیم کر لیا ھے کہ تنہا بالشویکوں کے مکمل ریاستی اقتدار سنبھالنے کا سوال محض پوری طرح حقیقی سوال ھی نہیں ھے بلکہ حقیقت میں فوری ھے۔

اب ھم ان دلیلوں کی طرف جاتے ھیں جن کی بنا پر "سب"، کیڈیٹوں سے لیکر "نووایا ژیزن" والوں تک، یہ یقین رکھتے ھیں کہ بالشویک اقتدار کو برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔

محترم "ریچ" تو کوئی دلیل ھی نہیں پیش کرتا۔ وہ تو صرف بالشویکوں پر انتہائی چنیدہ اور تلخ گالیوں کی بوچھار کرتا ھے۔ جس اقتباس کا ھم نے حوالہ دیا ھے وہ دوسری باتوں کے علاوہ یہ دکھاتا ھے کہ یہ خیال کرنا کتنی بڑی غلطی ھوتی کہ دیکھو "ریچ" بالشویکوں کو اقتدار لینے کے لئے "اشتعال دلا رہا ھے" اور اسی لئے "رفیقو، چوکنا رھنا چاھئے کیونکہ دشمن جو مشورہ دیتا ھے وہ قطعی برا ھوتا ھے!" اگر عملی طریقے سے عام اور ٹھوس نوعیت کےخیالات کا اندازہ لگانے کے بجائے ھم یہ "یقین" کرلیں گے کہ بورژوازی ھم کو اقتدار سنبھالنے کےلئے "اشتعال دلا رھی ھے" تو ھم کو بورژوازی بیوقوف بنالےگی کیونکہ وہ لازماً ھمیشہ بدخوئی سے ایسی لاکھوں مصیبتیں گنواتی رھےگی جو بالشویکوں کے اقتدار سنبھالنے پر ٹوٹ پڑینگی، وہ ھمیشہ بدخوئی سے شور مچائےگی: "بالشویکوں سے فوراً اور "طویل برسوں" کےلئے نجات پانا بہتر ھوگا، اگر ان کو اقتدار سنبھالنے کی اجازت دے دی جائے اور پھر انکا سر توڑ دیا جائے"۔ اگر آپ دیکھیں تو اس طرح کا شور بھی "اشتعال" ھے لیکن صرف مخالف سمت سے۔ کیڈیٹ اور بورژوازی کسی طرح نہ تو یہ "مشورہ دے رھے" ھیں اور نہ کبھی یہ "مشورہ دیا ھے" کہ ھم اقتدار سنبھال لیں۔ وہ ھمیں صرف اقتدار کے گویا ناقابل حل فریضوں سے ڈرانے کی کوشش کر رھے ھیں۔

نہیں، ھمیں ڈری ھوئی بورژوازی کی چیخوں سے نہ ڈرنا چاھئے۔ ھم کو یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاھئے کہ ھم نے اپنے سامنے کوئی "ناقابل حل" سماجی فریضے کبھی نہیں رکھے ھیں، اور سوشلزم

کی طرف فوری قدم اٹھانے کے پوری طرح قابل‌حل فریضوں کو ، مشکل صورت حال سے نکلنے کے واحد طریقے کی حیثیت سے ، صرف پرولتاریہ اور غریب کسانوں کی ڈکٹیٹرشپ حل کریگی۔ روس میں پرولتاریہ کےلئے فتح اور مستحکم فتح کی بمقابلہ پہلے کبھی اور کہیں کے زیادہ ضمانت ہے اگر وہ اقتدار حاصل کرلے۔

هم خالص عملی طریقے پر اس ٹھوس صورت حال کے بارے میں بحث کریں‌گے جو کسی ایک لمحے کو ناساز گار بناتی ہے لیکن هم ایک منٹ کےلئے بھی بورژوازی کے وحشیانہ شور سے نہ ڈرینگے اور یہ نہ بھولیں‌گے کہ بالشویکوں کے سارا اقتدار سنبھالنے کا سوال واقعی فوری ھوتا جارہا ہے۔ اس وقت هماری پارٹی کو یہ بات بھولنے میں زیادہ خطرہ ہے بمقابلہ اس کے کہ هم یہ تسلیم کرلیں کہ اقتدار کو سنبھالنا ” قبل ازوقت ،، ھوگا۔ اس صورت حال میں اب کچھ ” قبل ازوقت ،، نہیں ھوسکتا۔ اسکے لئے تو ایک دو کے سوا لاکھوں امکان ھیں۔

جہاں تک ” ریچ ،، کی تلخ گالیوں کا تعلق ہے تو هم یہ دھرا سکتے ھیں اور همیں دھرانا چاہئے :

هم سنتے ھیں تصدیق کی آواز
شیریں گفتار تعریف میں نہیں
بلکہ غصے کی وحشیانہ چیخوں میں ! (۱۹)

بورژوازی کا هم سے اس بری طرح نفرت کرنا اس حقیقت کا ایک انتہائی بین‌ثبوت ہے کہ هم عوام کو بورژوازی کی حکمرانی کا تختہ الٹنے کے لئے صحیح راستہ اور ذرائع بتا رہے ھیں۔

* * *

اس بار یہ ایک غیر معمولی بات ھوئی کہ ” دیلو نرودا ،، نے اپنی گالیوں سے هماری عزت‌افزائی نہیں کی اور ذرہ برابر دلیل بھی نہیں پیش کی۔ وہ صرف بالواسطہ طریقے سے کسی اشارے کے ذریعہ

همیں اس امکان سے ڈرانے کی کوشش کرتا ہے کہ " بالشویکوں کو کابینہ بنانا پڑیگی "۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہم کو ڈراتے ہوئے سوشلسٹ انقلابی خود بھی سچ مچ ڈرے ہوئے ہیں۔ وہ ڈرے ہوئے لبرلوں کے بھوت سے ڈرگئے ہیں۔ مجھے مساوی طور پر یہ بھی یقین ہے کہ سوشلسٹ انقلابیوں کو مرکزی انتظامیہ کمیٹی اور اسی طرح کے " رابطہ " رکھنےوالے (یعنی کیڈیٹوں سے رابطہ رکھنےوالے یا صاف زبان میں کیڈیٹوں سے ہم پیالہ وہم نوالہ ہونےوالے) کمیشنوں قسم کے اونچے اور خاص طور سے سڑے ہوئے اداروں میں بعض بالشویکوں کو ڈرانے میں کامیابی ہوئی ہے کیونکہ اول تو، ان تمام مرکزی انتظامیہ کمیٹیوں، " ماقبل پارلیمنٹوں "، وغیرہ میں فضا اتنی زیادہ گھناؤنی اور گندی ہے کہ قے آتی ہے۔ کسی شخص کے لئے بھی اسمیں دیر تک سانس لینا نقصان‌ده ہے۔ دوسرے، خلوص تو متعدی ہوتا ہے اور ایک واقعی ڈرا ہوا تنگ‌نظر شخص یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ کسی واحد انقلابی کو کچھ وقت کےلئے تنگ‌نظر بنا لے۔

لیکن " انسانیت کے نقطۂ‌نظر " سے سوشلسٹ انقلابی کا یہ پرخلوص ڈر چاہے ہماری سمجھ میں آجائے جسکو بدقسمتی سے کیڈیٹوں کے ساتھ وزارت نصیب ہوئی ہے یا جو کیڈیٹوں کی نگاہ میں وزیر بننے کے لائق ہے پھر بھی ہمارے ڈرنے کا مطلب وہ سیاسی غلطی ہوگی جو بہت آسانی سے پرولتاریہ کے ساتھ غداری کی حد تک پہنچ سکتی ہے۔ حضرات، عملی دلیلیں دیجئے! یہ توقع مت کیجئے کہ ہم آپ کے ڈرانے سے ڈر جائیں‌گے!

* * *

اس بار ہمیں عملی دلیلیں صرف " نووایا ژیزن " (نئی زندگی) میں ملتی ہیں۔ اس بار یہ صاحبہ بورژوازی کی وکیل کی حیثیت سے سامنے آتی ہیں۔ یہ رول بمقابلہ بالشویکوں کے وکیل بننے کے ان کو کہیں زیب دیتا ہے جو اس ہر پہلو سے پسندیدہ خاتون (۲۰) کے لئے صاف طور پر " بدنام کن " تھا۔

اس وکیل نے چھ دلیلیں پیش کی ہیں:

(۱) پرولتاریہ ''ملک کے باقی طبقوں سے کٹا ہوا ہے،،۔
(۲) وہ ''جمہوریت کی حقیقی جاندار طاقتوں سے کٹا ہوا ہے،،۔
(۳) وہ ''ٹکنیکی لحاظ سے ریاستی مشینری کو نہیں سنبھال سکتا،،۔
(۴) وہ ''اس مشینری کو چالو نہیں کرسکتا،،۔
(۵) ''صورت حال غیر معمولی طور پر پیچیدہ ہے،،۔
(۶) وہ ''ان تمام دشمن طاقتوں کے اس دباؤ کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھےگا جو نہ صرف پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو بلکہ سارے انقلاب کو بھی صاف کر دیگا،،۔

''نووایا ژیزن،، کی پہلی دلیل مضحکہ‌انگیز حد تک بھونڈی ہے کیونکہ سرمایہ‌دار اور نیم سرمایہ‌دار سماج میں ہم صرف تین طبقوں کو جانتے ہیں: بورژوازی، پیٹی بورژوازی (کسان اسکے خاص نمائندے ہیں) اور پرولتاریہ۔ بھلا پرولتاریہ کے باقی طبقوں سے کٹے ہونے کا کیا ذکر جب کہ بات بورژوازی کے خلاف پرولتاریہ کی جدوجہد کے بارے میں ہے؟ بورژوازی کے خلاف انقلاب کے بارے میں؟

غالباً ''نووایا ژیزن،، یہ کہنا چاہتا ہے کہ پرولتاریہ کسانوں سے کٹا ہوا ہے کیونکہ بہر حال زمینداروں کا تو یہاں ذکر نہیں تھا۔ لیکن صاف صاف یہ کہنا ممکن نہ تھا کہ پرولتاریہ اب کسانوں سے کٹا ہوا ہے کیونکہ اس دعوے کا بین جھوٹ تو بالکل آنکھوں کے سامنے آجاتا۔

یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ کسی سرمایہ‌دار ملک میں پرولتاریہ پیٹی بورژوازی سے اتنا کم کٹا ہو — اور دیکھئے، بورژوازی کے خلاف انقلاب میں — جیسا کہ آجکل پرولتاریہ روس میں ہے۔ ہم معروضی اور مسلمہ معلومات سے تسرےتیلی کی ''بولیگین والی دوما،، میں یعنی بدنام زمانہ ''ڈیموکریٹک،، کانفرنس میں بورژوازی کے ساتھ ایتلاف کے حق میں اور اس کے خلاف ''عشیروں،، (curias) کی ووٹنگ کے بارے میں تازہ‌ترین معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ہم سوویتوں کے ''عشیروں،، کی رائے لیں تو ہمیں مندرجہ ذیل نقشہ ملتا ہے:

	ایتلاف کے حق میں	اسکے خلاف
مزدوروں اور سپاھیوں کے نمائندوں کی سوویتیں	۸۳	۱۹۲
کسانوں کے نمائندوں کی سوویتیں	۱۰۲	۷۰
کل سوویتیں	۱۸۵	۲۶۲

اس طرح ، عام طور پر اکثریت پرولتاری نعرے کے حق میں ھے یعنی بورژوازی کے ساتھ ایتلاف کے خلاف۔ اور ھم اوپر دیکھ چکے ھیں کہ حتی کہ کیڈیٹ بھی سوویتوں پر بالشویکوں کے بڑھتے ھوئے اثر کو تسلیم کرنے پر مجبور ھیں۔ اور یہاں سوویتوں کے سابق لیڈروں ، سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی بلائی ھوئی کانفرنس ھے جو مرکزی اداروں میں مستحکم اکثریت رکھتے ھیں ! صاف ظاھر ھے کہ سوویتوں میں بالشویکوں کے حقیقی غلبے کو یہاں کم کر کے پیش کیا گیا ھے۔

بورژوازی کے ساتھ ایتلاف کے سوال پر اور زمینداروں کی زمین کسان کمیٹیوں کو فوراً دینے کے سوال پر بھی بالشویک اس وقت مزدوروں ، سپاھیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں میں اکثریت رکھتے ھیں ، عوام کی اکثریت ، پیٹی بورژوازی کی اکثریت رکھتے ھیں۔ ۲۴ ستمبر کے " رابوچی پوت " کے شمارہ ۱۹ نے سوشلسٹ انقلابیوں کے ترجمان " زنامیا ترودا " (۲۱) کے شمارہ ۲۵ سے کسان نمائندوں کی مقامی سوویتوں کی اس کانفرنس کی رپورٹ نقل کی ھے جو ۱۸ ستمبر کو پیٹروگراد میں ھوئی۔ اس کانفرنس میں چار کسان سوویتوں (کوستروما ، ماسکو ، سمارا اور تاوریدا کے صوبوں کی سوویتوں) کی انتظامیہ کمیٹیوں نے لامحدود ایتلاف کی تائید کی۔ تین صوبوں اور دو فوجوں (ولادیمیر ، ریازان اور بحیرۂ اسود کے صوبوں کی سوویتوں) کی انتظامیہ کمیٹیوں نے بغیر کیڈیٹوں کے ایتلاف کی تائید کی۔ ایتلاف کے خلاف ۲۳ صوبوں اور چار فوجوں کی انتظامیہ کمیٹیوں نے رائے دی۔

اس طرح کسانوں کی اکثریت ایتلاف کے خلاف ہے !

اچھا، یہ رہا "پرولتاریہ کے کٹے ہونے" کے بارے میں۔ برسبیل تذکرہ، ہمیں اس پر بھی زور دینا چاہئیے کہ ایتلاف کے حق میں تین سرحدی صوبوں سمارا، تاوریدا اور بحیرۂ اسود کے صوبوں نے رائے دی جہاں مقابلتاً بہت زیادہ امیر کسان اور بڑے بڑے جاگیردار ہیں جو اجرتی مزدوروں سے کام لیتے ہیں اور چار صنعتی صوبوں (ولادیمیر، ریازان، کوستروما اور ماسکو کے صوبوں) نے بھی جہاں کسان بورژوازی روس کے اکثر صوبوں کے مقابلے میں زیادہ طاقتور ہے۔ اس سوال کے بارے میں زیادہ تفصیلات جمع کرنا اور یہ غور کرنا دلچسپ ہوتا کہ آیا ان صوبوں میں جہاں سب سے زیادہ "امیر" کسان ہیں سب سے زیادہ غریب کسانوں کے بارے میں اطلاعات ہیں۔

مزید برآں، دلچسپ بات یہ ہے کہ "قومی گروپوں" نے ایتلاف کے مخالفوں کو کافی زیادہ غلبہ دیا یعنی ۱۵ کے مقابلے ۴۰ ووٹ۔ روس کی مکمل حقوق نہ رکھنےوالی قوموں کے خلاف بوناپارٹسٹ کیرینسکی اینڈ کمپنی کی الحاقی پالیسی اور کھلے تشدد نے اپنے پھل دئے۔ مظلوم قوموں کی وسیع آبادی، جن میں پیٹی‌بورژوازی کی کثیر تعداد ہے، روس کے پرولتاریہ پر بمقابلہ بورژوازی کے زیادہ اعتبار کرتی ہے کیونکہ تاریخ نے یہاں ظالموں کے خلاف مظلوم قوموں کی آزادی کی جدوجہد کو سامنے لاکر کھڑا کر دیا ہے۔ بورژوازی نے کمینگی کے ساتھ مظلوم قوموں کی آزادی کے کاز کے ساتھ غداری کی ہے اور پرولتاریہ آزادی کے کاز کا وفادار ہے۔

قوموں اور زراعت کے مسائل — یہ فی‌الوقت روس کی زیادہ تر پیٹی‌بورژوا آبادی کے لئے بنیادی مسائل ہیں۔ یہ مسلمہ ہے۔ اور دونوں مسئلوں میں پرولتاریہ بالکل "کٹا نہیں" ہے۔ اسکے پیچھے عوام کی اکثریت ہے۔ وہ تنہا یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ دونوں مسئلوں پر ایسی فیصلہ کن اور واقعی "انقلابی — جمہوری" پالیسی اختیار کر سکے جو پرولتاری ریاستی اقتدار کےلئے نہ صرف آبادی کی اکثریت کی طرف سے حمایت کی فوری ضمانت‌دار ہو بلکہ عوام میں انقلابی جوش کا حقیقی شعلہ بھڑکا دے کیونکہ پہلی مرتبہ عوام کو

حکومت کی طرف سے کسانوں پر جاگیرداروں کے، یوکرینیوں پر عظیم روسیوں کے بے رحمانہ جبروتشدد سے سابقہ نہیں پڑیگا جیسا کہ زارشاهی میں تھا اور نہ ریپبلک میں بلند بانگ الفاظ سے ڈھک کر اسی پالیسی کو جاری رکھنے کی کوشش سے اور نہ فضول نکتہ چینی، توهین، بهتان تراشی، التوا، خفیه کارروائیوں اور حیلے بازی (ان تمام باتوں سے جو کیرینسکی کسان اور مظلوم قوموں کو عطا کرتا ھے) سے بلکه عمل سے ثابت کی هوئی پرخلوص همدردی، جاگیرداروں کے خلاف فوری اور انقلابی اقدامات، فن‌لینڈ، یوکرین، بیلوروس اور مسلمانوں وغیرہ کے لئے فوری مکمل آزادی کا قیام ملیں گے۔

سوشلسٹ انقلابی اور منشویک حضرات اسکو خوب جانتے هیں اور اسی لئے وہ کوآپریٹیو سوسائٹیوں کے نیم کیڈیٹ افسران کو اپنی طرف کھینچ رهے هیں تاکه اپنی رجعت‌پرست — جمهوری پالیسی عوام کے خلاف چلا سکیں۔ اسی لئے عملی پالیسی کے خاص نقطوں کے بارے میں وہ عوام کی رائے پوچھنے، عام رائے دهی کرنے حتی کہ تمام مقامی سوویتوں، تمام مقامی تنظیموں کی رائے لینے کی همت کبھی نہیں کرینگے، مثلاً اس سوال کے بارے میں کہ کیا اس وقت فوراً زمینداروں کی ساری زمین کسان کمیٹیوں کے سپرد کرنا چاهئے، کیا فن‌لینڈ کے لوگوں یا یوکرینیوں کے کسی مطالبے کو مان لینا چاهئے وغیرہ۔

امن کا سوال ساری موجودہ زندگی کا بنیادی سوال ھے۔ پرولتاریه "باقی طبقوں سے کٹا هوا ھے"... یہاں پرولتاریه واقعی ساری قوم کی نمائندگی کرتا ھے، تمام طبقوں کے ذی حس اور ایماندار لوگوں کی، پیٹی‌بورژوازی کی زبردست اکثریت کی کیونکہ صرف پرولتاریه هی، اقتدار حاصل کرنے پر، فوراً تمام لڑنےوالی قوموں کے سامنے منصفانہ امن کی پیش کش کریگا، کیونکہ صرف پرولتاریه هی سچے انقلابی اقدامات کریگا (خفیه معاهدوں کی اشاعت وغیرہ) تاکہ جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ منصفانہ امن ممکن هوسکے۔

نہیں۔ "نووایا ژیزن" کے حضرات پرولتاریه کے کٹے هونے کے بارے میں شور مچاکر صرف بورژوازی کے اندرونی ڈر کا اظہار

کر رہے ہیں۔ روس میں معروضی صورت حال بلاشبہ ایسی ہے کہ پرولتاریہ ، خاص طور سے اس وقت پیٹی بورژوازی کی اکثریت سے ” کٹا ہوا ،، نہیں ہے۔ ٹھیک اب ” ایتلاف ،، کے افسوسناک تجربے کے بعد ، پرولتاریہ کو عوام کی اکثریت کی ہمدردیاں حاصل ہیں۔ بالشویکوں کے اقتدار سنبھالے رکھنے کی یہ شرط موجود ہے۔

* * *

دوسری دلیل یہ ہے کہ گویا پرولتاریہ ” جمہوریت کی حقیقی جاندار طاقتوں سے کٹا ہوا ہے،،۔ اسکا مطلب کیا ہے یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ غالباً ” یونانی ،، ہے جیسا کہ فرانسیسی ایسے موقعوں پر کہتے ہیں۔

” نووایا ژیزن ،، کے لکھنےوالے اچھے وزیر بن سکتے ہیں۔ وہ کیڈیٹوں کی کابینہ میں بہت موزوں وزیر ہوتے کیونکہ ایسے وزیروں سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ بظاہر اچھی اور چمکدار باتیں کریں ، جن کے کوئی معنی نہیں ہوتے ، جن کے ذریعہ ہر طرح کی ذلالت کو چھپایا جاسکتا ہے اور جن کو اسی وجہ سے سامراجیوں اور سوشل سامراجیوں کی داد و تحسین ملتی ہے۔ ” نووایا ژیزن ،، والوں کو کیڈیٹوں ، بریشکوفسکایا ، پلیخانوف اینڈ کمپنی کی دادوتحسین کی ضمانت اس یقین دہانی کے لئے ہے کہ پرولتاریہ جمہوریت کی حقیقی جاندار طاقتوں سے کٹا ہوا ہے کیونکہ بالواسطہ طریقے پر یہاں کہا جاتا ہے (یا اس یقین دہانی کو اس طرح سمجھا جائےگا جیسے یہ کہا جا رہا ہو) کہ کیڈیٹ ، بریشکوفسکایا ، پلیخانوف ، کیرینسکی اینڈ کمپنی ” جمہوریت کی جاندار طاقتیں ،، ہیں۔

یہ غلط ہے۔ یہ مردہ طاقتیں ہیں۔ اسکو ایتلاف کی تاریخ نے ثابت کر دیا ہے۔

بورژوازی اور بورژوا دانش‌ورانہ ماحول سے ڈرائے ہوئے ” نووایا ژیزن ،، والے ” وولیا نرودا ،، اور ” یدینستوا ،، (۲۲) قسم کے دائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کو ” جاندار ،، مانتے ہیں جو حقیقت میں کیڈیٹوں سے کسی طرح مختلف نہیں ہیں۔ ہم تو صرف ان کو جاندار سمجھتے ہیں جنکا تعلق عوام سے ہے نہ

کہ کولا کوں (۲۳) سے ، صرف ان کو جنکو ایتلاف کے سبقوں نے دھکا دیا ھے - پیٹی بورژوا جمہوریت کی '' سرگرم عمل جاندار طاقتوں ،، کی نمائندگی سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کا بایاں بازو کرتا ھے۔ اس بائیں بازو کی طاقت میں اضافہ ، خصوصاً جولائی کے انقلاب معکوس کے بعد ، اس بات کی انتہائی یقینی علامت ھے کہ پرولتاریہ کٹا ھوا نہیں ھے -

مرکز کی پوزیشن رکھنےوالے سوشلسٹ انقلابیوں کی بائیں طرف جھکنے کے انتہائی حالیہ واقعہ نے اسکو اور زیادہ واضح طور پر دکھایا ھے ، جیسا کہ چیرنوف کے ۲۴ ستمبر کے اس بیان سے ثابت ہوتا ھے کہ اسکا گروپ کیشکین اینڈ کمپنی کے ساتھ نئے ایتلاف کی حمایت نہیں کرسکتا - مرکز کی پوزیشن رکھنےوالے سوشلسٹ انقلابیوں کا بائیں طرف جھکاؤ ، جو ابھی‌تک سوشلسٹ انقلابی پارٹی میں غالب اکثریت رکھتے تھے (اور شہروں اور خاص کر دیہاتوں میں حاصل‌شدہ ووٹوں کے لحاظ سے یہ رہنما اور حاوی پارٹی تھی) ، یہ ثابت کرتا ھے کہ اس بات کے بارے میں '' دیلو نرودا ،، کے جن بیانات کا حوالہ ھم نے اوپر دیا ھے کہ معینہ حالات میں جمہوریت کے لئے خالص بالشویک حکومت کو اپنی '' پوری حمایت کی ضمانت ،، دینا چاھئے ، وہ محض زبانی باتیں نہیں ھیں -

ایسے واقعات جیسے کیشکین کے ساتھ نئے ایتلاف کی حمایت سے مرکزی پوزیشن رکھنےوالے سوشلسٹ انقلابیوں کا انکار یا صوبوں میں (قفقاز میں ژوردانیا وغیرہ) منشویک دفاع پرستوں میں ایتلاف کے مخالفین کا غلبہ اسکا معروضی ثبوت ھیں کہ عوام کا ایک خاص حصہ جو ابھی تک منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کا پیرو ھے اب خالص بالشویک حکومت کی حمایت کریگا۔

جمہوریت کی جاندار طاقتوں سے ھی روس کا پرولتاریہ اب کٹا ھوا نہیں ھے -

* * *

تیسری دلیل یہ ھے کہ پرولتاریہ '' ٹکنیکی لحاظ سے ریاستی مشینری کو نہیں سنبھال سکتا ،، - یہ انتہائی رائج اور عام طور پر

پھیلی ہوئی دلیل ہے ۔ اس سبب سے اسکی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور اسلئے بھی کہ وہ ایک انتہائی سنجیدہ اور انتہائی مشکل فریضے کو دکھاتی ہے جو فتح یاب پرولتاریہ کو درپیش ہوگا ۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ فرائض بہت مشکل ہیں لیکن اگر ہم ، جو اپنے آپ کو سوشلسٹ کہتے ہیں، ان مشکلات کو صرف اسلئے دکھائیں گے کہ ان فریضوں کی تکمیل سے پہلو تہی کریں تو عملی طور پر ہمارے اور بورژوازی کے خادموں کے درمیان کوئی فرق نہیں رہے گا ۔ پرولتاری انقلاب کے فریضوں کی مشکلات کو پرولتاریہ کے حامیوں میں یہ جذبہ پیدا کرنا چاہئے کہ وہ ان فریضوں کو پورا کرنے کے طریقوں کو زیادہ توجہ سے اور ٹھوس طور پر سیکھیں ۔

ریاستی مشینری کا مطلب سب سے پہلے مستقل فوج ، پولیس اور نوکرشاہی ہیں ۔ یہ کہہ کر کہ پرولتاریہ ٹکنیکی طور پر اس مشینری کو نہیں سنبھال سکیگا '' نووایا ژیزن ،، کے لکھنےوالے انتہائی جہالت اور زندگی کے ان واقعات ، ان دلیلوں کو اہمیت دینے سے بےپروائی کا اظہار کرتے ہیں جن کو بالشویک ادب میں مدت ہوئے پیش کیا جاچکا ہے ۔

'' نووایا ژیزن ،، کے سارے لکھنےوالے اگر اپنے کو مارکسیسٹ نہیں تو کم از کم مارکس‌ازم کے واقف‌کار ، تعلیم‌یافتہ سوشلسٹ سمجھتے ہیں ۔ اور مارکس نے پیرس کمیون کے تجربے سے یہ سکھایا کہ پرولتاریہ بنی بنائی ریاستی مشینری کو محض سنبھال کر اسکو اپنے مقاصد کے لئے نہیں استعمال کرسکتا ، کہ پرولتاریہ کو یہ مشینری توڑ کر اسکی جگہ پر نئی لانا چاہئے (میں اسکے بارے میں تفصیل سے ایک پمفلٹ میں بتاؤنگا جسکا پہلا حصہ ختم ہوچکا ہے اور جو جلد ہی '' ریاست اور انقلاب ۔ ریاست کا مارکسی نظریہ اور انقلاب میں پرولتاریہ کے فریضے ،، کے عنوان سے شایع ہوگا)* ۔ یہ نئی ریاستی مشینری پیرس کمیون نے قائم کی تھی اور اسی قسم کی '' ریاستی مشینری ،، مزدوروں ، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی

---

* اس ایڈیشن کے دوسرے حصے کو دیکھئے ، صفحات ۳۰۰ — ۱۶۴ ۔ (ایڈیٹر)

روسی سوویتیں ھیں ۔ میں نے ۴ اپریل ۱۹۱۷ء (۲۴) سے اس حالت کے بارے میں متعدد بار کہا ھے ۔ اس کے بارے میں بالشویک کانفرنسوں کی قراردادوں میں کہا گیا ھے اور اسی طرح بالشویک ادب میں بھی ۔ "نووایا ژیزن"، واقعی مارکس اور بالشویکوں سے اپنے مکمل اختلاف رائے کا اظہار کر سکتا تھا لیکن اس سوال کو ایسے اخبار کی طرف سے بالکل نظر انداز کیا جانا جو اکثر اور اتنی بلندی سے بالشویکوں کو اسلئے برا بھلا کہتا ھے کہ جیسے انھوں نے مشکل مسائل کی طرف غیرسنجیدہ رویہ اختیار کیا ھے، اس بات کے مترادف ھے کہ وہ اپنی ذھنی غربت کا ثبوت پیش کر رھا ھے ۔

"ریاستی مشینری"، کو "سنبھالنا"، اور "اسکو چالو کرنا"، پرولتاریہ یہ نہیں کرسکتا ۔ لیکن وہ سب توڑ تو سکتا ھے جو پرانی ریاستی مشینری میں جبروتشدد کرنیوالا، بندھاٹکا اور لا علاج بورژوا ھے اور اس کی جگہ پر اپنی نئی مشینری لگا سکتا ھے ۔ یہ مشینری مزدوروں، سپاھیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتیں ھیں ۔

اسکو عجیب کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ھے کہ "نووایا ژیزن"، اس "ریاستی مشینری"، کے بارے میں بالکل ھی بھول گیا ۔ اپنی نظریاتی دلیلوں میں اس طرح کا رویہ اختیار کر کے "نووایا ژیزن"، والے حقیقت میں سیاسی نظریات کے میدان میں وھی کر رھے ھیں جو کیڈیٹ عملی سیاست میں کرتے ھیں ۔ کیونکہ واقعی اگر پرولتاریہ اور انقلابی ڈیموکریٹوں کو کسی نئی ریاستی مشینری کی ضرورت نہیں ھے تو سوویتوں کے وجود کے کوئی معنی نہیں رھتے اور وہ اپنے وجود کا حق کھو بیٹھیں گی اور کورنیلوف والے کیڈیٹ اس کوشش میں حق بجانب ھیں کہ وہ سوویتوں کو قطعی مجہول بنا دیں!

"نووایا ژیزن"، کی یہ عجیب نظریاتی غلطی اور سیاسی اندھاپن اتنا زیادہ عجیب ھے کہ انٹرنیشنلسٹ منشویکوں (۲۵) نے بھی (جنکے ساتھ "نووایا ژیزن"، نے پیٹروگراد کی شہری دوما کے پچھلے انتخاب کے دوران بلاک بنایا تھا) اس مسئلے کے بارے میں بالشویکوں سے نمایاں قربت کا اظہار کیا ۔ اچھا، سوویت اکثریت کے اعلان میں جو کامریڈ مارتوف نے ڈیموکریٹک کانفرنس میں پڑھا، یہ لکھا تھا:

”... مزدوروں، سپاهیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتیں جنکی تشکیل انقلاب کے پہلے دنوں میں عوام کے حقیقی تخلیقی جوش کے زبردست ابهار سے هوئی تهی اس انقلابی ریاستی نظام کا نیا تانا بانا بن گئیں جس نے پرانی حکومت کے فرسودہ ریاستی تانے بانے کی جگہ لے لی ...“

اسکو ذرا بہت لچهے دار زبان میں بیان کیا گیا ہے یعنی یہ مرصع بیانی یہاں سیاسی خیال میں صفائی کی جو کمی ہے اسکو چهپا لیتی ہے۔ سوویتوں نے ابهی تک پرانے ”تانے بانے“ کو بدلا نہیں ہے اور یہ پرانا ”تانابانا“ پرانی حکومت کا ریاستی نظام نہیں بلکہ زار شاهی اور بورژوا ریپبلک کا بهی ریاستی نظام ہے۔ بهر حال، مارتوف یہاں ”نووایا ژیزن“ والوں سے کہیں زیادہ بلند هیں۔

سوویتیں نئی ریاستی مشینری هیں جو اول تو مزدوروں اور کسانوں کی مسلح طاقت مہیا کرتی هیں اور یہ طاقت عوام سے کٹی هوئی نہیں ہے جیسے کہ پرانی مستقل فوج کی طاقت تهی بلکہ عوام سے مضبوطی کےساتھ مربوط ہے۔ فوجی نقطہ نظر سے یہ طاقت پہلی طاقتوں سے کہیں زیادہ زبردست ہے۔ انقلابی لحاظ سے اسکی جگہ اور کوئی چیز نہیں لے سکتی۔ دوسرے، یہ مشینری عوام سے رابطہ فراهم کرتی ہے، عوام کی اکثریت سے جو اتنا قریبی، اٹوٹ، آسانی سے جانچا اور تجدید کیا جانےوالا ہے کہ پچهلی ریاستی مشینری میں دور دور تک ایسی کوئی چیز نہیں تهی۔ تیسرے، یہ مشینری، اس صفت کیوجہ سے کہ اسکا عملہ عوام کی مرضی کے مطابق بلا کسی دفترشاهی اور ضابطہ‌پرستی کے منتخب کیا جاتا ہے اور بدلا جا سکتا ہے، کسی بهی پچهلی مشینری سے کہیں زیادہ جمہوری ہے۔ چوتهے، یہ بہت هی مختلف پیشوں سے مضبوط روابط فراهم کرتی ہے اور اس طرح بغیر دفترشاهی کے بہت هی مختلف اور گہری نوعیت رکهنےوالی اصلاحات کو آسان بنادیتی ہے۔ پانچویں، وہ هراول کو تنظیم کی شکل دیتی ہے یعنی مظلوم طبقوں، مزدوروں اور کسانوں کے انتہائی باشعور، انتہائی سرگرم اور انتہائی ترقی‌یافتہ حصے کی تنظیم کی شکل۔ اس طرح یہ ایسی مشینری ہے جس کے ذریعہ مظلوم طبقوں کا هراول ان طبقوں

کے کثیر تعداد لوگوں کو جو ابھی تک سیاسی زندگی سے، تاریخ سے بالکل الگ تھے، ان کو اٹھا کر کھڑا کر سکتا ھے، ان کو تعلیم دے کر اپنے ساتھ لے جا سکتا ھے۔ چھٹے، یہ پارلیمانیت کی سہولتوں کو فوری اور براہ راست جمہوریت کی سہولتوں سے متحد کرنے کا امکان فراہم کرتی ھے یعنی عوام کے منتخبہ نمائندوں کو قانون‌سازی اور قوانین کی تکمیل دونوں کے کام دیتی ھے۔ بورژوا پارلیمانیت کے مقابلے میں یہ جمہوریت کی ترقی کی طرف ایسا اگلا قدم ھے جو عالمی تاریخی اھمیت کا حامل ھے۔

یوں کہنا چاھئے کہ ۱۹۰۵ء میں ھماری سوویتیں، محض جنین میں تھیں کیونکہ انکا وجود صرف چند ھفتوں تک رھا۔ صاف بات ھے کہ اس وقت کے حالات میں ان کی ھمہ پہلو ترقی کا سوال نہیں اٹھتا تھا۔ اور فروری ۱۹۱۷ء کے انقلاب میں بھی اسکا سوال نہیں اٹھتا کیونکہ چند مہینوں کی مدت بہت ھی کم ھے اور بڑی بات تو یہ ھے کہ سوشلسٹ انقلابی اور منشویک لیڈروں نے سوویتوں کو عزت فروش بنا دیا ھے، ان کو باتیں بنانے‌والیوں کے رول تک گرا دیا ھے، لیڈروں کی سمجھوتے‌بازی میں شریک کا رول دے دیا ھے۔ لیبروں، دانوں، تسرے‌تیلیوں، چیرنوفوں کی قیادت میں سوویتیں زندہ جان سڑ گل رھی ھیں۔ سوویتیں صرف سارا ریاستی اقتدار ھی لیکر صحیح طور پر ترقی کرسکتی ھیں، پوری طرح اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو دکھا سکتی ھیں کیونکہ اسکے بغیر ان کو کچھ نہیں کرنا ھے۔ اسکے بغیر یا تو وہ محض جنین ھیں (اور بہت زیادہ عرصے تک جنین رھنا بھی ٹھیک نہیں ھے) یا کھلونے۔ ”دو عملی“، سوویتوں کے لئے فالج ھے۔

اگر انقلابی طبقوں کے عوامی تخلیقی جوش نے سوویتیں نہ قائم کی ھوتیں تو روس میں پرولتاری انقلاب بے سود ھوتا کیونکہ اسمیں کوئی شک نہیں کہ پرانی مشینری کے ذریعہ پرولتاریہ اقتدار کو برقرار نہ رکھ سکتا اور نئی مشینری فوراً نہیں بنائی جاسکتی۔ تسرے‌تیلیوں اور چیرنوفوں کے ھاتھوں سوویتوں کی عزت‌فروشی کی افسوس ناک تاریخ، ”ایتلاف“، کی تاریخ پیٹی‌بورژوا فریب خیال سے سوویتوں کی نجات کی بھی تاریخ ھے، سارے اور ھر طرح کے

بورژوا ایتلافوں کی انتہائی غلاظت اور گندگی کے عملی سبق کی " تطہیر " سے گذرنے کی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس " تطہیر " نے سوویتوں کو کمزور نہیں بلکہ فولادی بنا دیا ہے۔

* * *

پرولتاری انقلاب کی بڑی مشکل پیداوار اور سامان کی تقسیم کا عوامی پیمانے پر انتہائی باصحت اور ایماندارانہ حساب کتاب اور کنٹرول، مزدوروں کے کنٹرول کا قیام ہے۔

جب " نووایا ژیزن " کے لکھنےوالوں نے ہمارے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم " مزدوروں کے کنٹرول " کا نعرہ دے کر گویا سینڈیکالزم میں پھنس رہے ہیں، تبھی انھوں نے اسکولی لڑکے کے احمقانہ، بلا سمجھے بوجھے اور استرووے کی طرح رٹے ہوئے طریقے سے " مارکس‌ازم " کو استعمال کرنے کی مثال پیش کر دی۔ سینڈیکالزم یا تو پرولتاریہ کی انقلابی ڈکٹیٹرشپ سے انکار کرتا ہے یا تو عام سیاسی اقتدار کی طرح اس کو پیچھے ڈھکیل کر سب سے آخری جگہ دیتا ہے۔ اور ہم اسکو اولیں جگہ دیتے ہیں۔ اگر " نووایا ژیزن " والوں کی اسپرٹ میں محض یہ کہا جائے کہ مزدوروں کا کنٹرول نہیں، بلکہ ریاستی کنٹرول، تو یہ بالکل بورژوا اصلاح پسندانہ جملہ بن کر رہ‌جاتا ہے، اپنے مافیہ میں خالص کیڈیٹ‌والا فارمولا بن‌جاتا ہے کیونکہ " ریاستی " کنٹرول میں مزدوروں کے حصہ لینے کے خلاف کیڈیٹ کچھ نہیں کہتے۔ کورنیلوف‌والے کیڈیٹ خوب جانتے ہیں کہ ایسی شرکت بورژوازی کے لئے مزدوروں کو بیوقوف بنانے کا بہترین طریقہ ہے، سارے گووزدیوف، نیکیتین، پروکوپوویچ، تسرے‌تیلی جیسے لوگوں اور ان کی ساری ٹولی کو سیاسی طور پر خرید لینے کا بہترین طریقہ ہے۔

جب ہم کہتے ہیں " مزدوروں کا کنٹرول " اور اس نعرے کو ہمیشہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے برابر یا اسکے بعد رکھتے ہیں تو ہم اسکی وضاحت کرتے ہیں کہ کس طرح کی ریاست کا ذکر ہے۔ ریاست ایک طبقے کی حکمرانی کا آلۂ‌کار ہے۔ کس

طبقے کی ؟ اگر بورژوازی کی تو وہ کیڈیٹ، کورنیلوف اور ''کیرینسکی،، والوں کا ریاستی نظام ہے جو چھہ مہینے سے زیادہ سے روس کے محنت کش لوگوں کو ''کورنیلوف اور کیرینسکی ٹائپ،، کی مصیبتوں میں مبتلا کر رہا ہے۔ اگر پرولتاریہ کا، اگر پرولتاریہ کی ریاست کا ذکر ہے یعنی پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا تو پیداوار اور سامان کی تقسیم پر مزدوروں کا کنٹرول عوامی، ہمہ گیر، ہر جگہ، انتہائی باصحت اور ایماندارانہ حساب کتاب ہو سکتا ہے۔

یہی پرولتاری یعنی سوشلسٹ انقلاب کی سب سے بڑی مشکل اور اہم‌ترین فریضہ ہے۔ سوویتوں کے بغیر یہ فریضہ کم از کم روس میں ناقابل حل ہوتا۔ سوویتیں پرولتاریہ کو وہ تنظیمی کام بتاتی ہیں جو عالمی تاریخی اہمیت کے فریضے کو حل کر سکتا ہے۔

یہاں ہم ریاستی مشینری کے دوسرے پہلو تک پہنچ جاتے ہیں۔ ''جبروتشدد،، کی مشینری — مستقل فوج، پولیس اور نوکرشاہی کے علاوہ موجودہ ریاست میں ایسی مشینری بھی ہے جو بینکوں اور سینڈیکیٹوں سے مضبوطی کےساتھ منسلک ہے، مشینری جو حساب کتاب اور رجسٹری کا زبردست کام کرتی ہے، اگر اسکو اس طرح کہا جاسکے۔ اس مشینری کو نہ توڑنا چاہئے اور اس کو توڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسکو سرمایہ‌داروں کی ماتحتی سے نکال لینا چاہئے۔ اس سے سرمایہ‌داروں اور ان کے اثر کے رشتوں کو کاٹنا، توڑنا اور چیرنا چاہئے، اسکو پرولتاری سوویتوں کی ماتحتی میں لانا چاہئے، اسکو زیادہ وسیع، زیادہ ہمہ گیر اور زیادہ عوامی بناناچاہئے۔ اور اسکو ان حاصلات کے سہارے کیا جاسکتا ہے جو بڑے پیمانے کی سرمایہ‌داری حاصل کر چکی ہے (جیسا کہ عام طور پر پرولتاری انقلاب صرف ان حاصلات کے سہارے اپنے مقاصد تک پہنچ سکتا ہے)۔

سرمایہ‌دار نظام نے حساب کتاب کی مشینری بینکوں، سینڈیکیٹوں، ڈاک خانوں، صارفین کی انجمنوں اور ملازموں کی انجمنوں کی صورت میں قائم کی۔ بڑے بینکوں کے بغیر سوشلزم ناممکن ہوتا۔

بڑے بینک وہ ''ریاستی مشینری،، ہیں جو سوشلزم کے حصول میں ہمارے لئے ضروری ہے اور جو ہم بنی‌بنائی سرمایہ‌دار نظام

سے لے رہے ہیں، اسی لئے یہاں ہمارا فریضہ محض یہ رہ جاتا ہے کہ ہم اسکو کاٹ دیں جو اس لاجواب مشینری میں سرمایہ‌دارانہ نوعیت رکھتا ہے، اور اس کو خراب کرتا ہے۔ اس کو زیادہ بڑا، زیادہ جمہوری اور زیادہ ہمہ گیر بنائیں۔ مقدار صفت میں بدل جائے گی۔ ایک بڑے سے بڑا ریاستی بینک، جسکی شاخیں ہر دیہی ضلع، ہر فیکٹری میں ہونگی، سوشلسٹ مشینری کا ۹۰ فیصدی ہوگا۔ یہ عام ریاستی حساب کتاب اور پیداوار اور سامان کی تقسیم کا عام ریاستی حساب ہوگا، یہ کہنا چاہئے کہ یہ کچھ سوشلسٹ سماج کے ڈھانچے کی قسم کی چیز ہوگی۔

اس ''ریاستی مشینری،، پر (جو سرمایہ‌دار نظام میں مکمل ریاستی مشینری نہیں ہے لیکن جو ہمارے یہاں، سوشلزم میں مکمل ریاستی ہوگی) ہم ''قبضہ کرکے،، اسکو ایک ضرب، ایک فرمان سے ''چالو،، کر سکتے ہیں کیونکہ محاسبت، کنٹرول، رجسٹری، ساب کتاب اور شمار کا واقعی کام یہاں وہ ملازمین کرتے ہیں جنکی اکثریت پرولتاری یا نیم‌پرولتاری حالت میں ہے۔

پرولتاری حکومت کے ایک فرمان کے ذریعہ ان ملازمین کو ریاستی ملازمین میں تبدیل کیا جاسکتا ہے اور کرنا چاہئے، اس طرح جیسے سرمایہ‌دار نظام کے نگراں، بری‌آن اور دوسرے بورژوا قسم کے وزیر ایک فرمان کے ذریعہ ہڑتال کرنےوالے ریلوے مزدوروں کو ریاستی ملازم بنا دیتے ہیں۔ ایسے ریاستی ملازمین کی ہمیں زیادہ تعداد میں ضرورت ہوگی اور وہ زیادہ مل بھی سکتے ہیں کیونکہ سرمایہ‌دار نظام نے حساب کتاب اور کنٹرول کا کام اتنا آسان اور نسبتاً سلجھا ہوا بنا دیا ہے کہ ہر ایک پڑھا لکھا آدمی محاسبت کا کام کر سکتا ہے۔

بینکوں، سینڈیکیٹوں اور تجارت وغیرہ وغیرہ کے کثیر تعداد ملازمین کو سوویتوں کے کنٹرول اور نگرانی میں ''ریاستی بنانا،، ٹکنیکی (اس ابتدائی کام کیوجہ سے جو سرمایہ‌داری نے اور مالیاتی سرمایہ‌داری نے بھی ہمارے لئے کیا ہے) اور سیاسی طور پر دونوں طرح سے ممکن ہے۔

اور اعلی ملازمین کے ساتھ جو بہت زیادہ نہیں ہیں مگر جو

سرمایہداروں کی طرف جھکے ہوئے ہیں، ایسا ہی ''سخت،، برتاؤ کرنا پڑےگا جیسا کہ سرمایہداروں کے ساتھ۔ وہ بھی سرمایہداروں کی طرح مزاحمت کریںگے۔ اس مزاحمت کو توڑنا ہوگا اور اگر لافانی طور پر معصوم پیشیحونوف نے ''ریاستی معاملات میں بچے کی طرح،، تتلاتی زبان میں جون ۱۹۱۷ء میں ہی کہہ دیا تھا کہ ''سرمایہداروں کی مزاحمت ختم کی جاچکی ہے،، تو اس طفلانہ جملے، طفلانہ تعلی، طفلانہ چال کو پرولتاریہ حقیقت میں بدل دیگا۔

ہم یہ کرسکتے ہیں کیونکہ یہ آبادی کی ایک حقیر اقلیت کی مزاحمت کو توڑنے کا سوال ہے جو واقعی مٹھی بھر لوگ ہیں اور جن کے اوپر ملازموں کی یونینیں، ٹریڈ یونینیں، صارفین کی انجمنیں اور سوویتیں نگرانی کا ایسا گھیرا ڈالیں گی کہ ہر تیت تی‌تیچ (۲۶) اس طرح محصور ہو جائےگا جیسے فرانسیسی سیڈان کے قریب ہوئے تھے (۲۷)۔ ہم ان تیت تی‌تیچوں کو نام بنام جانتے ہیں۔ ڈائرکٹروں، بورڈ کے ممبروں، بڑے بڑے حصوں کے مالکوں وغیرہ کی فہرست دیکھنا کافی ہوگا۔ یہ کئی سو ہیں اور زیادہ سے زیادہ پورے روس میں کئی ہزار اور پرولتاری ریاست سوویتوں اور ملازمین کی یونینوں وغیرہ کی مشینری کے ذریعہ ان میں سے ہر ایک پر دس یا سو تک نگراں اس طرح مسلط کر سکتی ہے کہ ان کی ''مزاحمت کو توڑنے،، کے بجائے مزدوروں کے کنٹرول (سرمایہداروں کے اوپر) کے ذریعہ یہ تک ممکن ہوگا کہ ساری مزاحمت کو ناممکن بنا دیا جائے۔

حتی کہ سرمایہداروں کی ملکیت کی ضبطی بھی ''سب سے اہم،، نہیں رہ‌جائےگی بلکہ سرمایہداروں اور ان کے ممکن حامیوں پر مزدوروں کا عوامی، ہمہ‌گیر کنٹرول ہی رکھنا اہم ہوگا۔ اکیلی ضبطی سے کچھ نہ ہوگا کیونکہ اسمیں تنظیم اور صحیح تقسیم کے حساب کتاب کے عناصر نہیں ہیں۔ ضبطی کے بجائے ہم ایک منصفانہ ٹیکس (چاہے وہ شینگارئیف کے پیمانے پر ہی کیوں نہ ہو) لگا سکتے ہیں — بس اس امکان کو ختم کر دیں کہ کوئی حساب کتاب سے بچ سکے، سچ کو چھپا سکے اور قانون سے فرار اختیار کر سکے۔ اور ان امکانات کو صرف مزدور ریاست کا مزدور کنٹرول ہی ختم کر سکتا ہے۔

لازمی سینڈیکیٹ بنانا یعنی ریاست کے کنٹرول میں کارخانوں کا یونینوں میں لازمی اتحاد، یہی سرمایہ‌دار نظام نے تیار کیا ھے، یہی جرمنی میں یونکروں کی حکومت نے کیا تھا اور یہی روس میں سوویتیں اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ مکمل طور سے کر سکیں‌گی۔ یہی ھم کو وہ ”ریاستی مشینری،، دیگی جو ھمہ گیر، جدیدترین اور غیرنوکرشاھی ھوگی*۔

* * *

بورژوازی کے وکیلوں کی چوتھی دلیل یہ ھے کہ پرولتاریہ ریاستی مشینری کو ”چالو،، نہیں کرسکتا۔ یہ دلیل پہلی‌والی دلیل کے مقابلے میں کوئی نئی بات نہیں پیش کرتی۔ واقعی، ھم نہ تو پرانی مشینری کو اپنی قبضے میں لے سکتے تھے اور نہ اسکو چالو کر سکتے تھے۔ نئی مشینری، سوویتیں ”اصلی عوامی تخلیق کے زبردست جوش،، سے چالو کی جاچکی ھیں۔ اس مشینری سے صرف وہ بندھن الگ کرنا ھیں جن سے اسکو سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کے لیڈروں کے تسلط نے باندھ رکھا ھے۔ یہ مشینری اب چالو ھو چکی ھے، ھمیں اس سے صرف بدصورت پیٹی‌بورژوا رکاوٹوں کو دور کرنا ھے جو اسکو پوری رفتار سے آگے بڑھنے سے روکتی ھیں۔

جو کچھ کہا جا چکا ھے اسکی تکمیل کے لئے دو صورتوں پر غور کرنا ضروری ھے — اول، تو کنٹرول کے نئے ذرائع پر جو ھم نے نہیں بلکہ سرمایہ‌دار نظام نے اپنی فوجی سامراجی منزل میں بنائے ھیں اور دوسرے، پرولتاری قسم کی ریاست کے انتظامی کاموں میں جمہوریت کو زیادہ گہرا کرنے کی اھمیت پر۔

اناج کی اجارےداری اور روٹی کے راشن کارڈ ھم نے نہیں بلکہ جنگ میں حصہ لینےوالی سرمایہ‌دار ریاست نے رائج کئے تھے۔ اس نے فی‌الحال سرمایہ‌دار ڈھانچے کے اندر عام محنتی لام‌بندی کر دی ھے۔ یہ مزدوروں کے لئے جنگی قید کی جیل ھے۔ لیکن

---

* لازمی سینڈیکیٹ بنانے کا مزید تفصیلی مطلب جاننے کےلئے میراپمفلٹ ”منڈلاتا ھوا خطرہ اور اسکا مقابلہ کیسے کیاجائے،، دیکھئے۔

یہاں بھی ، اپنی تمام تاریخی سرگرمیوں کی طرح پرولتاریہ اپنے اسلحہ سرمایہ‌دار نظام سے حاصل کرتا ہے اور وہ ''انکو محض ہوا سے،، نہیں لیتا یا ''ایجاد کرتا،، ہے ۔

اناج کی اجارےداری ، راشن کارڈ ، عام محنتی لام‌بندی پرولتاری ریاست کے ہاتھ میں پہنچ کر ، اقتدار اعلی رکھنےوالی سوویتوں کے ہاتھ میں پہنچ کر ، حساب کتاب اور کنٹرول کا زبردست ذریعہ بن‌جاتے ہیں ، ایسا ذریعہ جو سرمایہ‌داروں پر اور عام طور سے امیروں پر نافذ کرنے سے ، ان کے اوپر مزدوروں کے نافذ کرنے سے ریاستی مشینری کو ''چالو کرنے،، کے لئے ، سرمایہ‌داروں کی مزاحمت پر قابو پانے کے لئے ، ان کو پرولتاری ریاست کے تحت لانے کے لئے ایسی طاقت فراہم کریگا جسکی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ہے ۔ کنٹرول اور جبری محنت کا یہ ذریعہ کنوینشن کے قوانین اور اس کی جلاد مشین گلوٹین سے کہیں زیادہ طاقتور ہے ۔ گلوٹین نے تو صرف دہشت پھیلائی تھی ، صرف سرگرم مزاحمت کو توڑا تھا ۔ ہمارے لئے یہ کافی نہیں ہے ۔

ہمارے لئے یہ کافی نہیں ہے ۔ ہمیں سرمایہ‌داروں کو صرف اس معنی میں ''ڈرانا،، نہیں چاہئے کہ وہ پرولتاری ریاست کو قادرمطلق محسوس کریں اور سرگرمی کے ساتھ اسکی مزاحمت کا خیال چھوڑ دیں ۔ ہمیں ان کی انفعالی مزاحمت کو بھی توڑ دینا چاہئے جو بلاشبہ زیادہ خطرناک اور مضرت‌رساں مزاحمت ہے ۔ ہمیں صرف ہر طرح کی مزاحمت کو توڑنا ہی نہ چاہئے ۔ ہمیں نئی ریاستی تنظیم کے ڈھانچے کے اندر سرمایہ‌داروں کو کام کرنے کے لئے بھی مجبور کرنا چاہئے ۔ سرمایہ‌داروں کو ''نکال باہر،، کرنا ہی کافی نہیں ہے ۔ ضرورت ہے کہ (ناپسندیدہ اور غیرمعتبر ''مزاحموں،، کو نکال باہر کرکے) ان کو نئی ریاست کی خدمت کے لئے استعمال کرنا چاہئے ۔ اس کا اطلاق سرمایہ‌داروں اور بورژوا دانش‌وروں کی معینہ اوپری پرت ، ملازموں وغیرہ پر بھی ہے ۔

اور ہمارے پاس اسکے لئے ذرائع ہیں ۔ جنگ کرنےوالی سرمایہ‌دار ریاست نے خود اسکے لئے ذرائع اور اسلحہ ہمارے ہاتھ میں دئے ہیں ۔ یہ ذرائع ہیں اناج کی اجارےداری ، روٹی کے راشن کارڈ ، عام محنتی

لام‌بندی۔ ”جو کام نہیں کرتا، اس کو کھانا بھی نہیں چاہئے،،۔ یہ ہے بنیادی، سب سے پہلا اور سب سے بڑا اصول جسکو مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتیں برسر اقتدار آنے پر زندگی میں رائج کر سکتی ہیں اور کرینگی۔

ہر مزدور کے پاس کام کا کتابچہ ہے۔ لیکن یہ دستاویز اس کو ذلیل نہیں کرتی حالانکہ وہ اس وقت، بلا شبہ سرمایہ‌دارانہ اجرتی غلامی کی نشانی ہے جو محنت‌کش آدمی کے کسی نہ کسی طفیل‌خور سے وابستگی کا ثبوت دیتی ہے۔

سوویتیں امیروں کے لئے کام کے کتابچے رائج کریں‌گی اور اس کے بعد رفتہ رفتہ پوری آبادی کے لئے (ایک کسان ملک میں غالباً بہت زمانے تک کسانوں کی غالب اکثریت کے لئے کام کے کتابچوں کی ضرورت نہیں ہوگی)۔ کام کا کتابچہ ”سیاہ ہڈی،، کی نشانی نہ رہےگا، ”کمینے،، طبقوں کی دستاویز، اجرتی غلامی کا ثبوت نہیں رہےگا۔ وہ اس بات کا ثبوت بن جائےگا کہ نئے سماج میں اب ”مزدور،، نہیں ہیں لیکن کوئی ایسا بھی نہیں ہے جو کام نہ کرتا ہو۔

امیروں کو کام کا کتابچہ مزدوروں یا ملازموں کی اس یونین سے حاصل کرنا ہوگا جس سے ان کے پیشے کا سب سے قریبی تعلق ہوگا۔ ان کو ہر ہفتے یا کسی دوسری معینہ مدت میں اس یونین سے یہ سرٹیفکٹ حاصل کرنا ہوگا کہ وہ اپنا کام ایمانداری سے کر رہے ہیں۔ اس کے بغیر ان کو نہ تو راشن کارڈ مل سکےگا اور نہ عام طور پر غذائی سامان۔ ہمیں بینکوں کے کام اور کارخانوں کو متحد کرنےوالے اچھے ناظموں کی ضرورت ہے (اس کام میں سرمایہ‌داروں کو زیادہ تجربہ ہے اور تجربے کار لوگوں کے ذریعہ کام آسان ہوتا ہے)، ہمیں پہلے کے مقابلے کہیں زیادہ بڑی تعداد میں انجنیروں، زرعی ماہرین، ٹکنیک اور ہر طرح کے سائنسی تربیت یافتہ ماہروں کی ضرورت ہے — پرولتاری ریاست یہ کہےگی۔ ہم ان سب کام کرنےوالوں کو ان کے مقدور اور عادت کے مطابق کام دیں‌گے۔ ہم غالباً مکمل طور سے اجرت کی برابری کو رفتہ رفتہ رائج کریں‌گے اور عبوری دور میں ایسے ماہرین کو زیادہ اونچی تنخواہیں دینگے۔ لیکن ہم ان کو ہمہ‌رخی مزدور کنٹرول

میں رکھیں‌گے اور ہم اس قاعدے کو زندگی میں مکمل اور قطعی طور پر رائج کریں‌گے کہ : ''جو کام نہیں کرتا وہ کھاتا بھی نہیں،،۔ ہم کام کی تنظیمی شکل کو ایجاد نہیں کریں‌گے بلکہ اس کو سرمایہ‌دار نظام سے بنی‌بنائی لے لینگے : بینک، سینڈیکیٹ، بہترین فیکٹریاں، تجرباتی اسٹیشن اور اکادمیاں وغیرہ۔ ہمیں صرف یہ کرنا پڑےگا کہ ہم ترقی‌یافتہ ملکوں کے تجربے سے بہترین نمونے مستعار لےلیں۔

ہم واقعی ذرہ برابر بھی یوتوپیا پر نہیں اترتے، ہم انتہائی سنجیدہ عملی سبب کی بنیاد کو نہیں چھوڑتے اگر ہم یہ کہیں کہ سارا سرمایہ‌دار طبقہ انتہائی سخت مزاحمت کریگا لیکن ساری آبادی کو سوویتوں میں منظم کرکے اس مزاحمت کو توڑ دیا جائےگا۔ خاص طور سے ضدی اور منحرف سرمایہ‌داروں کی ساری ملکیت ضبط کرنا اور ان کو جیل بھیجنا پڑیگا۔ بہر حال پرولتاریہ کی فتح ایسے واقعات میں اضافہ کر دیگی جو، مثال کے لئے، میں نے آج ھی ''ایزویستیا،، (۲۸) میں پڑھا ھے :

''۲۶ ستمبر کو فیکٹریوں اور کارخانوں کی کمیٹیوں کی مرکزی کونسل میں دو انجنیروں نے آکر کہا کہ انجنیروں کے ایک گروپ نے سوشلسٹ انجنیروں کی یونین بنانے کا فیصلہ کیا ھے۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ موجودہ زمانہ واقعی سماجی انقلاب کی ابتدا ھے یونین اپنے کو محنت‌کش عوام کی خدمت کے لئے پیش کرتی ھے اور یہ خواہش کرتی ھے کہ مزدوروں کے مفادات کے دفاع میں وہ مزدور تنظیموں سے مکمل اتحاد کے ساتھ کام کرے۔ فیکٹریوں — کارخانوں کی کمیٹیوں کی مرکزی کونسل کے نمائندوں نے جواب دیا کہ کونسل بڑی خوشی سے اپنی تنظیم میں انجنیروں کا سکشن بنائےگی جس کے پروگرام میں پیداوار کے اوپر مزدوروں کے کنٹرول کے بارے میں فیکٹریوں — کارخانوں کی کمیٹیوں کی پہلی کانفرنس کے بنیادی مقالے شامل ہونگے۔ قریبی دنوں میں ھی فیکٹریوں — کارخانوں کی کمیٹیوں کی مرکزی کونسل اور سوشلسٹ

انجنیروں کے اگواکار گروپ کے نمائندوں کا مشترکہ جلسہ ہوگا،، ("مرکزی انتظامیہ کمیٹی کا اخبار ایزویستیا،،، ۲۷ ستمبر، ۱۹۱۷ء)۔

* * *

ہم سے کہا جاتا ہے کہ پرولتاریہ ریاستی مشینری کو چالو نہیں کر سکتا۔

۱۹۰۵ء کے انقلاب کے بعد روس پر ایک لاکھ ۳۰ ہزار جاگیرداروں کی حکمرانی رہی ہے جنھوں نے ۱۵ کروڑ لوگوں پر لامحدود تشدد کے ذریعہ، ان پر بےحد ظلم کے ذریعہ حکمرانی کی اور زبردست اکثریت کو شدید محنت اور نیم‌بھوک کا شکار بنایا۔

اور گویا روس کی حکومت کو بالشویک پارٹی کے دو لاکھ ۴۰ ہزار ممبر نہیں چلا سکتے، غریبوں کے مفاد کے لئے اور امیروں کے خلاف حکومت نہیں کرسکتے۔ اب ان دو لاکھ ۴۰ ہزار لوگوں کے پیچھے بالغ لوگوں کی آبادی کے دس لاکھ ووٹ ہیں کیونکہ پارٹی کے ممبروں کی تعداد اور ان کے لئے دئے ہوئے ووٹوں کی تعداد میں یہی نسبت یورپ اور روس کے تجربوں سے قائم کی گئی ہے، یہاں تک کہ مثال کے طور پر پیٹروگراد کی دوما (شہری کونسل) کے اگست کے انتخاب میں بھی۔ اس طرح ہمارے یہاں دس لاکھ ایسے لوگوں کی "ریاستی مشینری،، ہے جو خیالات کے لحاظ سے سوشلسٹ ریاست کے وفادار ہیں نہ کہ اس موٹی رقم کے لئے جو ہر مہینے کی بیس تاریخ کو ملتی ہے۔

مزیدبرآں ہمارے پاس اپنی ریاستی مشینری کی فوراً یکدم دس گنی توسیع کا "لاجواب ذریعہ،، ہے، ایسا ذریعہ جو نہ تو کسی سرمایہ‌دار ریاست کے پاس تھا اور نہ ہو سکتا تھا۔ یہ لاجواب ذریعہ محنت‌کش لوگوں کو، غریبوں کو ریاست کے انتظام کے روزمرہ کے کام میں کھینچنا ہے۔

اس کی وضاحت کے لئے کہ اس لاجواب ذریعہ کو استعمال کرنا کتنا آسان ہے، اس کی کارروائی کیسی بےعیب ہے، ہم امکانی طور پر انتہائی سادہ اور نمایاں مثال لیتے ہیں۔

ریاست کو ایک خاندان کو کسی فلیٹ سے جبریہ نکالنا اور دوسرے کو اسمیں لانا ہے۔ سرمایہ‌دار ریاست میں یہ اکثر ہوتا ہے اور ہماری پرولتاری یا سوشلسٹ ریاست میں بھی یہ ہوگا۔

سرمایہ‌دار ریاست اس مزدور خاندان کو زبردستی نکالتی ہے جو کام کرنےوالے سے محروم ہو گیا ہے اور کرایہ نہیں ادا کر سکتا۔ عدالتی اہلکار پولیس یا ملیشیا کا پورا دستہ لیکر پہنچ جاتا ہے۔ کسی مزدور محلے میں تخلیۂ مکان کے لئے کزاکوں کے دستے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیوں ؟ کیونکہ عدالتی اہلکار اور ''ملیشیاوالے،، بلا فوجی گارڈ کی زبردست طاقت کے جانے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ تخلیۂ مکان کا منظر پڑوسیوں میں اتنا غم و غصہ پیدا کر دیتا ہے، ان ہزارہا آدمیوں میں جو تقریباً مایوسی کی آخری حد تک پہنچ گئے ہیں، سرمایہ‌داروں اور سرمایہ‌دار ریاست کے خلاف اتنی نفرت پیدا کر دیتا ہے کہ عدالتی اہلکار اور ملیشیاوالوں کے دستے کے ہر منٹ پرخچیے اڑ سکتے ہیں۔ بڑی فوجی طاقت کی ضرورت ہے، بڑے شہر میں قطعی طور پر کسی دور دراز علاقے سے کئی رجمنٹیں لانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ سپاہی شہر کے غریبوں کی زندگی سے ناواقف رہیں، تاکہ سپاہیوں میں سوشلزم کی ''چھوت،، نہ لگ سکے۔

پرولتاری ریاست کو انتہائی غریب خاندان کو کسی امیر آدمی کے مکان میں زبردستی منتقل کرنا ہوگا۔ مان لیجئے کہ ہماری مزدور ملیشیا کا دستہ ۱۵ آدمیوں پر مشتمل ہے۔ اس میں دو ملاح، دو سپاہی، دو باشعور مزدور (جن میں سے مان لیجئے کہ ایک ہماری پارٹی کا ممبر یا اسکا ہمدرد ہے)، پھر ایک دانش‌ور اور ۸ اشخاص محنت‌کش غربا میں سے ہیں، جن میں لازمی طور پر ۵ سے کم عورتیں، گھریلو ملازم، بےہنر مزدور وغیرہ نہ ہونا چاہئے۔ یہ دستہ ایک امیر آدمی کے فلیٹ میں پہنچتا ہے اور اس کو دیکھتا ہے۔ اسمیں دو مردوں اور دو عورتوں کے لئے پانچ کمرے ہیں۔ ''شہریو، آپ اس جاڑے بھر کے لئے ذرا دو کمروں میں سمٹ جائیے اور دو کمرے ان دو خاندانوں کے لئے تیار کر دیجئے جو ابھی تہہ‌خانوں میں رہتے ہیں۔ اس وقت تک کے لئے جب تک کہ ہم انجنیروں

کی مدد سے (آپ غالباً انجنیر ہیں ؟) سب لوگوں کے لئے اچھے فلیٹ نہ بنالیں ۔ آپ کو ضرور سمٹنا پڑیگا۔ آپکا ٹیلیفون دس خاندانوں کے لئے کام کریگا۔ اس سے خرید و فروخت وغیرہ پر ضایع ہونےوالے کام کے ۱۰۰ گھنٹے بچ جائیں‌گے۔ پھر آپ کے یہاں دو بیکار آدمی ہیں جو ہلکا کام کرسکتے ہیں : ۵۵ سالہ خاتون اور ۱۴ سالہ شہری۔ وہ روزانہ تین گھنٹے اسکی نگرانی کریں‌گے کہ دس خاندانوں کو رسد ٹھیک سے تقسیم ہوتی ہے اور اسکا ضروری حساب کتاب درج کرتے رہیں‌گے۔ ہمارے دستے میں جو طالب علم ہے وہ ابھی اس ریاستی فرمان کی دو نقلیں تیار کر لیگا اور آپ مہربانی کر کے ہم کو یہ دستخطی تحریر دینگے کہ آپ اس کی ٹھیک تکمیل کے ذمےدار ہیں۔ ››

میرے خیال میں یہ پرانی بورژوا اور نئی سوشلسٹ ریاستی مشینری اور ریاستی انتظام کے درمیان تناسب کی نمایاں مثال ہو سکتی ہے۔

ہم یوتوپیائی نہیں ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہر بےہنر مزدور یا باورچن اس وقت ریاست کے انتظام کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ اسمیں ہم کیڈیٹوں، بریشکوفسکایا اور تسرےتیلی سے متفق ہیں۔ لیکن ہمیں ان حضرات سے اختلاف یہ ہے کہ ہم اس متعصبانہ خیال سے فوراً ناتہ توڑ لینے کا مطالبہ کرتے ہیں کہ صرف امیر یا امیر خاندانوں سے چنے ہوئے افسران ریاست کا انتظام کرنے، ریاستی انتظام کا معمولی، روزمرہ کا کام چلانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ باشعور مزدور اور سپاہی ریاستی انتظام کے کام کی تربیت دیں اور یہ تربیت فوراً شروع کر دی جائے یعنی اس کام کے لئے تمام محنت کش لوگوں، سارے غریبوں کی تربیت کی ابتدا فوراً کر دی جائے۔

ہم جانتے ہیں کہ کیڈیٹ بھی لوگوں کو جمہوریت سکھانے پر راضی ہیں۔ کیڈیٹ خواتین بہترین انگریزی اور فرانسیسی وسائل کے مطابق گھریلو ملازمین کو عورتوں کے مساوی حقوق کے بارے میں لکچر دینے کو تیار ہیں۔ اور اسی طرح قریبی کنسرٹ کے جلسے میں، ہزاروں لوگوں کے سامنے، پلیٹ‌فارم پر بوسہ‌بازی کا انتظام بھی ہوگا یعنی لکچر دینےوالی کیڈیٹ خاتون بریشکوفسکایا کو اور

بریشکوفسکایا سابق وزیر تسرےتیلی کو بوسه دیگی اور شکرگذار لوگوں کو اس طرح یه جیتی جاگتی مثال ملے گی که ریبلک کی مساوات، آزادی اور اخوت کیا ھوتی ھے ...

ھم اس بات سے متفق ھیں که کیڈیٹ، بریشکوفسکایا اور تسرےتیلی اپنے ڈھنگ سے جمہوریت کے وفادار ھیں اور لوگوں میں اس کا پروپیگنڈا کرتے ھیں ۔ لیکن اسکو کیا کیا جائے که ھم جمہوریت کا کچھ مختلف تصور رکھتے ھیں ؟

ھماری رائے میں جنگ کے ان بےمثال بوجھوں اور تکلیفوں کو ھلکا کرنے اور ان سنگین زخموں کے اندمال کے لئے جو عوام کو جنگ نے پہنچائے ھیں انقلابی جمہوریت کی ضرورت ھے، اس قسم کے انقلابی اقدامات کی ضرورت ھے جسکی مثال غریبوں کے مفاد میں مکانات کی تقسیم کے لئے دی جا چکی ھے ۔ ٹھیک اسی طرح شہر اور دیہات میں غذائی سامان، کپڑوں اور جوتوں وغیرہ کے لئے اور دیہات میں زمین وغیرہ کے لئے کارروائی کرنی چاھئے ۔ اس جذبے کے ساتھ ریاست کے انتظام کےلئے ھم فوراً ریاستی مشینری کو چالو کر سکتے ھیں جو اگر دو کروڑ پر نہیں تو ایک کروڑ لوگوں پر مشتمل ھوگی، ایسی مشینری جو کسی سرمایهدار ملک میں اپنی مثال نہیں رکھتی ۔ صرف ھمیں ایسی مشینری کی تخلیق کر سکتے ھیں کیونکه ھم کو آبادی کی زبردست اکثریت کی مکمل اور پرخلوص ھمدردی کا یقین ھے ۔ صرف ھمیں ایسی مشینری کی تخلیق کر سکتے ھیں کیونکه ھمارے پاس باشعور مزدور ھیں جنکو طویل سرمایهدارانه "سبقوں" نے (ھم سرمایهدار نظام کے اسکول میں سیکھنے کے لئے کچھ یونہی نہیں گئے تھے) منضبط بنایا ھے، ایسے مزدور جو مزدوروں کی ملیشیا بنانے اور رفته رفته اس کی توسیع کرکے (اس کی توسیع کی ابتدا فوراً کر کے) اس کو سارے عوام کی ملیشیا بنانے کی صلاحیت رکھتے ھیں ۔ باشعور مزدوروں کو رھنمائی کرنا چاھئے لیکن انتظام کے کام میں ان کو ایسے لوگوں کو کھینچنا چاھئے جو واقعی محنت کش اور مظلوم ھیں ۔

یه بات تو ظاھر ھے که اس نئی مشینری کے پہلے اقدامات میں غلطیاں ناگزیر ھیں ۔ لیکن کیا کسانوں نے اس وقت غلطیاں نہیں

کی تھیں جب وہ کسان غلامی سے ابھرے اور خود اپنا کام چلانے لگے ؟ کیا تجربے کے سوا کوئی اور طریقہ ھے جس کے ذریعہ عوام خود اپنے اوپر حکومت کرنا اور غلطیوں سے بچنا سیکھیں ؟ حقیقی عوامی خودانتظامی تک فوراً پہنچنے کے سوا کوئی اور طریقہ ھے ؟ اس وقت سب سے بڑی بات یہ ھے کہ ان بورژوا دانش‌ورانہ تعصبات سے نجات حاصل کی جائے کہ گویا ریاست کو صرف مخصوص افسران ھی چلا سکتے ھیں جو اپنی ساری سماجی پوزیشن کیوجہ سے ھر طرح سرمائے سے بندھے ھوئے ھیں - سب سے بڑی بات یہ ھے کہ اس صورت حال کا خاتمہ کر دیا جائے جس میں بورژوا ، افسران اور "سوشلسٹ" وزیر پرانے طریقے سے انتظام حکومت چلانے کی کوشش کر رھے ھیں لیکن انتظام نہیں کر پاتے اور سات مہینے کے بعد کسان ملک میں کسان بغاوت سے دو چار ھیں !! سب سے بڑی بات یہ ھے کہ مظلوم اور محنت کش لوگوں میں اپنی طاقت پر بھروسہ کرنیکا اعتماد پیدا کیا جائے، ان کو عملی طور سے دکھایا جائے کہ وہ خود روٹی، ھر طرح کی غذا ، دودھ ، کپڑوں ، فلیٹوں وغیرہ کی غریبوں کے مفاد کے لئے ٹھیک ، سخت اور باقاعدہ تقسیم کی تنظیم کر سکتے ھیں اور ان کو کرنا چاھئے - اس کے بغیر روس کو تباھی اور بربادی سے پناہ نہیں مل سکتی اور پرولتاریہ اور نیم پرولتاریہ کو انتظامی کام سپرد کرنے کےلئے ایماندارانہ ، جری اور ھمہ گیر تحریک عوام میں ایسا انقلابی جوش پیدا کر دےگی جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی ، غربت سے جد و جہد کے لئے عوامی طاقت کو اتنا بڑھا دیگی کہ جو ھماری تنگ‌نظر ، پرانی نوکرشاھی طاقتوں کو نا ممکن معلوم ھوتا تھا وہ لکھوکھا لوگوں کے لئے ممکن ھوجائےگا اور وہ خود اپنے لئے کام کرنا شروع کر دینگے ، نہ تو سرمایہ‌داروں ، شریف‌زادوں اور افسروں کے لئے اور نہ ڈنڈے کے زور سے -

* * *

ریاستی مشینری کے سوال سے مرکزیت کا سوال بھی منسلک ھے جسکو کامریڈ بازاروف نے "نووایا ژیزن" کے ۲۷ ستمبر کے

شمارے ۱۳۸ میں " بالشویک اور اقتدار کا مسئلہ ،، نامی مضمون میں بڑے زور شور سے اور بہت نا کام انداز میں اٹھایا ہے۔

کامریڈ بازاروف اس طرح بحث کرتے ہیں : "سوویتیں ریاستی زندگی کے تمام شعبوں کے لئے مناسب مشینری نہیں ہیں ،، کیونکہ سات مہینوں کے تجربے اور " دسیوں اور سیکڑوں دستاویزی حقائق جو پیٹرسبرگ کی انتظامیہ کمیٹی کے معاشی شعبے کے پاس موجود ہیں ،، اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ سوویتیں ، حالانکہ بہت سی جگہوں پر واقعی " مکمل اقتدار ،، رکھتی تھیں " اس قابل نہیں ہوئیں کہ وہ معاشی بربادی کے خلاف جدوجہد میں کوئی قابل اطمینان نتیجہ دکھا سکیں ،،۔ ایسی مشینری کی ضرورت ہے جو " پیداوار کی شاخوں کے مطابق تقسیم ہو ، ہر شاخ کے حدود کے اندر سختی کے ساتھ مرکوز ہو اور واحد ، کل ملکی مرکز کے تحت ہو ،،۔ آپ دیکھئے کہ " یہ سوال پرانی مشینری کو بدلنے کا نہیں بلکہ محض اس کی اصلاح کرنے کا ہے... بالشویک منصوبہ رکھنےوالے لوگوں کی چاہے جتنی ہنسی اڑائیں ... ،،

کامریڈ بازاروف کی یہ ساری دلیلیں قطعی حیرت‌انگیز طور پر بے چارگی کا اظہار کرتی ہیں ۔ وہ بورژوازی کی دلیلوں کی گونج ہیں اور اس کے طبقاتی نقطۂ نظر کی عکاسی کرتی ہیں ۔

بہر نوع یہ کہنا کہ سوویتوں نے روس میں کہیں اور کسی وقت " مکمل اقتدار ،، حاصل کیا ہے محض مضحکہ‌انگیز بات ہے (اگر سرمایہ‌داروں کے خودغرضانہ طبقاتی جھوٹ کو دھرانا نہیں ہے)۔ مکمل اقتدار کا مطلب ہے ساری زمین پر ، سارے بینکوں پر ، ساری فیکٹریوں پر اقتدار ۔ کوئی آدمی جو تاریخ سے ، سیاست اور معاشیات کے درمیان تعلق کے بارے میں سائنسی واقعات سے کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتا ہے اس " معمولی ،، سی صورت حال کو نہیں " بھول ،، سکتا ۔

بورژوازی کی مکارانہ چال یہ ہے کہ وہ سوویتوں کو اقتدار نہ دیکر ، ان کے ہر سنجیدہ قدم میں رکاوٹیں ڈالکر ، حکومت کو اپنے ہاتھ میں برقرار رکھ کر ، زمین اور بینکوں وغیرہ پر اقتدار

برقرار رکھ کر بربادی اور تباھی کا الزام سوویتوں پر ڈھال دیتی ھے ! ! یہی ایتلاف کا سارا افسوسناک تجربہ ھے۔

سوویتوں کو کبھی پورا اقتدار نہیں ملا اور جو اقدامات انھوں نے کئے ان کا نتیجہ تسلی‌آمیز باتوں اور انتشار کو بڑھانے کے سوا اور کچھ نہیں ھوا ھے۔

بالشویکوں پر مرکزیت کی ضرورت کو ثابت کرنا جو اپنے عقیدے، اپنے پروگرام اور اپنی پوری پارٹی کے طریقۂ کار کے لحاظ سے مرکزیت‌پسند ھیں اسی طرح ھے جیسے کھلے دروازے کو واقعی توڑنے کی کوشش کی جائے۔ اگر ''نووایا ژیزن'' کے صاحبان قلم اس فضول مشغلے میں اپنا وقت صرف کر رھے ھیں تو اس کی وجہ محض یہ ھے کہ وہ اپنے ''کل ملکی'' نقطۂ نظر پر ھمارے مذاق کے معنی اور اھمیت کو بالکل نہیں سمجھتے۔ اور ''نووایا ژیزن'' کے لوگ اس کو نہیں سمجھ سکے ھیں کیونکہ وہ طبقاتی جدوجہد کے نظرئے کو عقل سے نہیں بلکہ محض زبانی تسلیم کرتے ھیں۔ طبقاتی جدوجہد کے بارے میں رٹے ھوئے الفاظ کو دھراتے ھوئے وہ ھر سکنڈ ''طبقات سے بالاتر نقطۂ نظر'' کی طرف پھسلتے جاتے ھیں جو نظریاتی طور پر مضحکہ‌انگیز اور عملی طور پر رجعت‌پرست ھے اور بورژوازی کی اس خدمت‌گذاری کو ''کل ملکی'' منصوبہ کہتے ھیں۔

پیارے لوگو، ریاست ایک طبقاتی نظریہ ھے۔ ریاست ایسے تشدد کا آلۂ کار یا مشین ھے جو ایک طبقہ دوسرے کے خلاف استعمال کرتا ھے۔ جب تک وہ پرولتاریہ پر بورژوازی کے تشدد کی مشین ھے تب تک پرولتاریہ کا نعرہ ایک ھی ھو سکتا ھے: اس ریاست کی بربادی۔ اور جب ریاست پرولتاری ھو جائےگی، جب وہ بورژوازی پر پرولتاریہ کے تشدد کی مشین ھو جائےگی تب ھم پوری طرح اور قطعی طور پر مضبوط اقتدار اور مرکزیت کے حق میں ھوں گے۔

اس کو عام فہم زبان میں یوں کہنا ھے کہ ھم ''منصوبے'' پر نہیں بلکہ اس پر ھنستے ھیں کہ بازاروف اینڈ کمپنی کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ وہ ''مزدوروں کے کنٹرول'' سے منکر ھو کر، ''پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ'' سے منکر ھو کر بورژوازی

کی ڈکٹیٹرشپ کے حق میں ہو جاتے ھیں - بیچ کا کوئی راستہ نہیں ھے - بیچ کا راستہ پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کا خالی خولی خواب ھے۔

سوویتوں کی مرکزیت کے خلاف ، ان کے متحد ہونے کے خلاف ایک مرکز نے ، ایک بالشویک نے بھی کبھی مخالفت نہیں کی - پیداواری شاخوں کے لحاظ سے فیکٹریوں اور کارخانوں کی کمیٹیوں اور ان کی مرکزیت کے خلاف ھم میں سے کوئی معترض نہیں ھے - بازاروف ھوا میں گولیاں چلا رھے ھیں -

ھم مذاق اڑا رھے تھے ، مذاق اڑا رھے ھیں اور اڑائینگے ، ''مرکزیت ،، کا نہیں اور ''منصوبوں ،، کا نہیں بلکہ اصلاح پرستی کا کیونکہ ایتلاف کے تجربے کے بعد آپ کی اصلاح پرستی مضحکہ انگیز ھے - یہ کہنے کا مطلب کہ ''مشینری کو بدلنا نہیں بلکہ اس کی اصلاح کرنا ھے ،، اصلاح پرست ھونا ھے ، اس کا مطلب انقلابی نہیں اصلاح پرست ڈیموکریٹ ھونا ھے - اصلاح پرستی حکمراں طبقے کے رعایتیں دینے کے سوا کچھ نہیں ھے - وہ اس کا تختہ الٹنا نہیں ھے ، وہ اپنے لئے اقتدار کو قائم رکھ کر رعایتیں دینا ھے -

یہ ٹھیک وھی بات ھے جسکی ایتلاف نے نصف سال میں کوشش کی ھے -

ھم اسی کا مذاق اڑاتے ھیں - طبقاتی جدوجہد کے نظرئے کو نہ سمجھتے ہوئے بازاروف بورژوازی کے جال میں پھنس جاتا ھے جو کورس میں گاتی ھے : ''ھاں ، ھاں ، ھم تو اصلاحوں کے خلاف نہیں ھیں ، ھم کل ملکی کنٹرول میں مزدوروں کی شرکت کے حق میں ھیں ، ھم پوری طرح متفق ھیں ،، اور نیک بازاروف معروضی طور پر سرمایہ داروں کے ھم آھنگ کا رول ادا کرنے لگتے ھیں -

ایسے لوگوں کے ساتھ جو شدید طبقاتی جدوجہد کی صورت میں ''بیچ ،، کی پوزیشن لینا چاھتے ھیں ھمیشہ ایسا ھی ھوا ھے اور ھوگا - اور اسی وجہ سے کہ ''نووایا ژیزن ،، کے صاحبان قلم طبقاتی جدوجہد کو سمجھنے کے قابل نہیں ھیں ، ان کی سیاست ایسی مضحکہ انگیز ھے اور سدا بورژوازی اور پرولتاریہ کے درمیان جھولتی رھتی ھے -

عزیز شہریو اب ''منصوبوں ،، کو لے لیجئے - یہ نہ تو سیاست ھے اور نہ طبقاتی جدوجہد کا معاملہ - یہاں آپ عوام کے لئے

کار آمد ہوسکتے ہیں ۔ آپ کے اخبار میں بہت سے ماہرین معاشیات ہیں ۔ ان انجنیروں اور دوسرے ایسے لوگوں کے ساتھ متحد ہو جائیے جو پیداوار اور تقسیم کو باقاعدہ بنانے کے مسائل پر کام کرنا چاہتے ہیں ۔ اپنی بڑی ''مشینری،، (اخبار) کا مرکزی صفحہ روس میں پیداوار اور اشیا کی تقسیم، بینکوں اور سینڈیکیٹوں وغیرہ کے بارے میں ٹھیک ٹھیک اعداد و شمار کے عملی مطالعہ کےلئے وقف کر دیجئے — اس طرح آپ عوام کے لئے کارآمد ہوسکتے ہیں، اس طرح آپ کا دو تپائیوں کے درمیان بیٹھنا خاص طور سے مضرت‌رساں نہ ہوگا، ''منصوبوں،، پر ایسا کام مضحکہ‌انگیز نہ ہوگا بلکہ مزدور اس کے لئے شکرگذار ہوں گے۔

پرولتاریہ فتح‌یاب ہونے پر یہ کریگا : وہ ماہرین معاشیات، انجنیروں اور ماہرین زراعت وغیرہ کو مزدوروں کی تنظیموں کے کنٹرول میں بٹھائیگا تاکہ وہ ''منصوبے،، کو مرتب کریں، اس کی تصدیق کریں، مرکزیت کے ذریعہ محنت بچانے‌والے طریقے نکالیں، انتہائی سادہ، سستے، مناسب اور ہمہ‌گیر کنٹرول کے اقدام اور ذرائع نکالیں ۔ ہم اس کے لئے معاشیات، اعداد و شمار اور ٹکنیک کے ماہرین کو کافی اچھے پیسے دیں گے... لیکن ہم ان کو کھانے کو کچھ نہ دیں گے اگر انہوں نے یہ کام ایمانداری اور پورے طور پر محنت‌کشوں کے مفادات کے لئے نہ کیا۔

ہم مرکزیت اور ''منصوبے،، کے حق میں ہیں لیکن پرولتاری ریاست کی مرکزیت اور منصوبے کے، غریبوں، محنت‌کشوں اور استحصال کے شکار لوگوں کے مفادات کے لئے پیداوار اور تقسیم کی پرولتاری تنظیم کے حق میں اور استحصال کرنے‌والوں کے خلاف ۔ ہم ''کل ملکی،، سے صرف یہ مطلب سمجھنے کے لئے تیار ہیں جو سرمایہ‌داروں کی مزاحمت توڑتا ہے، جو سارا اقتدار عوام کی اکثریت کو دیتا ہے یعنی پرولتاریوں، نیم پرولتاریوں، مزدوروں اور غریب کسانوں کو ۔

* * *

پانچویں دلیل یہ ھے کہ بالشویک اقتدار کو برقرار نہیں رکھ سکیں گے کیونکہ ''صورت حال غیرمعمولی طور پر پیچیدہ ھے ...'' ۔

اے عقلمندو ! وہ شاید انقلاب پر سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے لیکن صرف ''صورت حال غیرمعمولی طور پر پیچیدہ'' ہوئے بغیر ۔

ایسے انقلاب نہیں ہوتے اور ایسے انقلاب کے لئے آھیں بھرنے میں بورژوا دانش وروں کے رجعت پرست شورماتم کے سوا اور کچھ نہیں ھے ۔ اگر انقلاب ایسی صورت میں شروع بھی ہو جائے جو چاھے بہت پیچیدہ نہ ہو تو خود انقلاب اپنے ارتقا کے دوران ہمیشہ غیر معمولی طور پر پیچیدہ صورت پیدا کر دیتا ھے ۔ کیونکہ مارکس کے الفاظ میں انقلاب ، حقیقی ، گہرا ، ''عوامی''، انقلاب پرانے سماجی نظام کی موت کا اور نئے کی پیدائش کا ، کروڑوں لوگوں کے طریقۂ زندگی کا ناقابل یقین طور پر پیچیدہ اور دردانگیز عمل ہوتا ھے۔ انقلاب انتہائی شدید ، خوفناک اور جاں بازانہ طبقاتی جدوجہد اور خانہ جنگی ھے ۔ تاریخ میں کوئی بھی بڑا انقلاب بلاخانہ جنگی کے نہیں ہوا ھے ۔ اور خانہ جنگی کو ''غیر معمولی طور پر پیچیدہ صورت حال'' کے بغیر سوچنا صرف ''کنوئیں کے مینڈک''، جیسے شخص کے لئے ممکن ھے ۔

اگر غیر معمولی پیچیدہ صورت حال نہ ہوتی تو انقلاب بھی نہ ہوتا ۔ اگر بھیڑیوں سے ڈرتے ہو تو جنگل مت جاؤ ۔

پانچویں دلیل میں کچھ بھی بحث کرنے کو نہیں ھے کیونکہ اسمیں نہ تو کوئی معاشی اور نہ سیاسی اور نہ عام طور پر کوئی خیال ھے ۔ اس میں صرف ان لوگوں کی آھیں ھیں جو انقلاب سے دلگیر اور ڈرے ہوئے ھیں ۔ ان آھوں کی کردارنگاری کے لئے میں اپنی دو ذاتی یادوں کا ذکر کرونگا ۔

جولائی کے دنوں سے پہلے میری بات چیت ایک امیر انجنیر سے ہوئی ۔ یہ انجنیر کبھی انقلابی تھا ، سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اور حتی کہ بالشویک پارٹی کا ممبر رہ چکا تھا ۔ اب وہ سرکش اور قابو میں نہ آنے والے مزدوروں کے خلاف مجسم خوف اور غصہ بن

گیا ہے۔ ''اگر وہ کم از کم جرمن مزدوروں کی طرح ہوتے !''، وہ کہتا ہے (وہ تعلیم‌یافتہ آدمی ہے اور غیر ملکوں کو جا چکا ہے) ۔ ''میں واقعی سمجھتا ہوں کہ عام طور پر سماجی انقلاب ناگزیر ہے لیکن ہمارے یہاں جنگ کیوجہ سے مزدوروں کے ایسے نیچے معیار میں ... یہ انقلاب نہیں بلکہ ایک گہرا غار ہے۔''

وہ سماجی انقلاب کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو جاتا اگر تاریخ اس کو ایسے پرامن، پرسکون، ہموار اور ٹھیک طریقے سے اس کے پاس لاتی جیسے جرمن ایکسپرس ٹرین کسی اسٹیشن پر پہنچتی ہے۔ ایک سنجیدہ کنڈکٹر ڈبے کا دروازہ کھول کر اعلان کرتا ہے ''سماجی انقلاب کا اسٹیشن۔ Alle aussteigen (سب اتر جائیں) !''۔ تب بھلا تیت تی‌تیچ * کے تحت انجنیر کی پوزیشن سے مزدور تنظیموں کے تحت انجنیر کی پوزیشن تک کیوں نہ آیا جائے۔

اس آدمی نے ہڑتالیں دیکھی ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ انتہائی معمولی ہڑتال انتہائی پرامن زمانے میں بھی جذبات کا کیسا طوفان برپا کر دیتی ہے۔ وہ واقعی سمجھتا ہے کہ یہ طوفان کتنے لاکھ گنا زیادہ زور کا ہوگا جب ایک وسیع ملک کے سارے محنت‌کشوں کو طبقاتی جدوجہد نے اٹھا کر کھڑا کر دیا ہو، جب جنگ اور استحصال نے لاکھوں کروڑوں لوگوں کو جان پر کھیل جانے کی حد تک مجبور کر دیا ہے جنکو صدیوں سے جاگیردار مظالم کا شکار بناتے آئے ہیں، دسیوں برسوں سے سرمایہ‌دار اور زار کے افسر لوٹ اور کچل رہے ہیں۔ وہ ان سب باتوں کو ''نظریاتی'' طور پر سمجھتا ہے، وہ ان سب باتوں کو صرف زبانی تسلیم کرتا ہے، وہ محض ''غیر معمولی طور پر پیچیدہ صورت حال'' سے ڈرا ہوا ہے۔

جولائی کے دنوں کے بعد، بھلا ہو اس خاص فکر و توجہ کا جو کیرینسکی کی حکومت نے میری طرف کی، مجھے پوشیدہ ہونا پڑا۔ درحقیقت ہمارے بھائیوں کو مزدوروں نے چھپایا۔ پیٹروگراد کی ایک دورافتادہ مضافاتی بستی میں، مزدور کے چھوٹے سے فلیٹ میں کھانا ہو رہا ہے۔ مالکۂ مکان روٹی لائی۔ مالک‌مکان کہتا ہے ''دیکھئے، کیسی اچھی روٹی ہے۔ ''وہ'' اب ہمیں خراب روٹی

* دیکھئے نوٹ نمبر ۲۵ ۔ (ایڈیٹر)

دینے کی جرأت نہیں کرتے ۔ اور ہم یہ سوچنا تک بھول چکے تھے کہ پیٹروگراد میں اچھی روٹی دی جا سکتی ہے ۔ ،،

جولائی کے دنوں کے بارے میں یہ طبقاتی اندازہ میرے لئے حیرت‌انگیز تھا ۔ میرے خیالات ان واقعات کی سیاسی اہمیت کے گرد چکر لگا رہے تھے ، اس رول کا اندازہ لگا رہے تھے ، جو واقعات کے عام دھارے میں وہ ادا کرتے تھے ، اس صورت حال کا تجزیہ کرتے تھے جو تاریخ میں اس پیچ و خم کا سبب تھی اور یہ پیچ و خم کیا صورت حال پیدا کریگا اور یہ کہ ہم کو کس طرح اپنے نعرے بدلنا چاہئے اور اپنی پارٹی مشینری میں کیسی تبدیلی کرنی چاہئے تاکہ وہ بدلی ہوئی صورت حال کے مطابق ہو سکے ۔ میں نے ، ایسے آدمی نے ، جس نے محتاجی کا منہ نہیں دیکھا تھا ، روٹی کے بارے میں نہیں سوچا تھا ۔ میرے لئے روٹی ایسی چیز تھی جو لکھنے کے کام کی ضمنی پیداوار تھی ۔ سب باتوں کی بنیاد تک ، روٹی کے لئے طبقاتی جدوجہد تک ذہن اس سیاسی تجزئے سے پہنچتا ہے جس کا راستہ غیرمعمولی طور پر پیچیدہ اور ٹیڑھا میڑھا ہے۔

اور استحصال کے شکار طبقے کا نمائندہ ، خواہ وہ اچھی اجرت پانےوالے اور پوری طرح دانش‌ور مزدوروں میں سے ھی کیوں نہ ھو حیرت‌انگیز سادگی اور صفائی سے ، ایسے مستحکم عزم اور خیالات کی متحیرکن صفائی سے دکھتی رگ کو پکڑ لیتا ھے جس سے ہمارے دانش‌ور بھائی اسی طرح دور ھیں جیسے آسمان کے تارے ۔ ساری دنیا دو کیمپوں میں تقسیم ھے : ”ہم ،، محنت‌کش لوگ اور ”وہ ،، استحصال کرنےوالے ۔ جو کچھ ھوا ھے اس پر ذرا بھی جھجک نہیں ھے : یہ سرمائے سے محنت کی طویل جدوجہد میں ایک لڑائی تھی ۔ جب جنگل کٹتا ھے تو چھپٹیاں اڑتی ھی ھیں ۔

”انقلاب کی یہ ”غیرمعمولی طور پر پیچیدہ صورت حال ،، کیسی دردانگیز ھے،،— بورژوا دانش‌ور اس طرح سوچتے اور محسوس کرتے ھیں ۔

”ہم نے ”ان کو ،، دبا لیا ھے ، ”وہ ،، ہم پر پہلے کی طرح حکم نہیں چلا سکیں گے ۔ اور زیادہ دبائیں گے اور ان کو بالکل نکال پھینکیں گے ،،— مزدور اس طرح سوچتے اور محسوس کرتے ھیں ۔

* * *

چھٹی اور آخری دلیل : پرولتاریہ ”ان تمام دشمن طاقتوں کے سارے دباؤ کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھےگا جو نہ صرف پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو بلکہ سارے انقلاب کو بھی صاف کر دیگا“۔

حضرات! ڈرائیے نہیں، ہم ڈرنےوالے نہیں ہیں۔ ہم کورنیلوف‌ازم کی صورت میں (جس سے کیرینسکی کی حکومت کسی طرح مختلف نہیں ہے) ان دشمن طاقتوں اور ان کے دباؤ کو دیکھ چکے ہیں۔ کیسے پرولتاریہ اور غریب کسانوں نے کورنیلوف کے گروہ کو صاف کر دیا اور بورژوازی کے حمایتیوں اور چھوٹے مقامی مالکان آراضی کے چند خاص طور پر خوش حال اور انقلاب کے خاص طور پر ”دشمن“ نمائندوں کی حالت کیسی قابل افسوس اور بے چارگی کی ثابت ہوئی، یہ سب نے دیکھا اور لوگوں کو یہ یاد ہے۔ ۳۰ ستمبر کا ”دیلو نرودا“ مزدوروں کو یہ سمجھاتے ہوئے کہ وہ آئین ساز اسمبلی کے انعقاد تک (جو باغی کسانوں کے خلاف ”فوجی اقدامات“ کی حفاظت میں منعقد ہوگی !) کیرینسکی (یعنی کورنیلوف) کی حکومت اور تسرےتیلی اور بولیگین کی نقلی دوما کو ”صبر سے برداشت کریں“، شان کے ساتھ ”نووایا ژیزن“ کی یہی چھٹی دلیل دھرا دیتا ہے اور گلا پھاڑ کر چیختا ہے کہ ”کیرینسکی کی حکومت کسی حالت میں نہیں جھکےگی“ (سوویتوں کے اقتدار کے لئے، مزدوروں اور کسانوں کے اقتدار کے لئے جس کو ”دیلو نرودا“ ”تروتسکی اور لینن“ کی حکومت کہتا ہے تاکہ منظم قتل عام کرنےوالوں اور یہودی دشمنوں، شاہ‌پرستوں اور کیڈیٹوں سے پیچھے نہ رہ جائے۔ یہ ہیں وہ حدیں جہاں تک سوشلسٹ انقلابی پہنچتے ہیں ! !)۔

لیکن باشعور مزدوروں کو نہ تو ”نووایا ژیزن“ اور نہ ”دیلو نرودا“ ڈرا سکتے ہیں۔ ”کیرینسکی کی حکومت“ تم کہتے ہو ”کسی حالت میں نہیں جھکےگی“ یعنی سادہ، سیدھے اور صاف طور پر کہنا چاہئے کہ وہ کورنیلوف کی بغاوت کو دھرائےگی۔ اور ”دیلو نرودا“ کے حضرات یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ گویا یہ ”خانہ جنگی“ ہوگی، کہ گویا یہ ”خوفناک امکان“ ہے !

نہیں حضرات ، آپ مزدوروں کو دھوکا نہ دے سکیں گے۔ یہ خانہ‌جنگی نہیں بلکہ مٹھی بھر کورنیلوف‌والوں کا بیسود بلوہ ہوگا، اگر وہ عوام کے سامنے "جھکنا نہیں چاہتے"، اور ہر صورت میں بڑے پیمانے پر عوام کو اس کے اعادے کے لئے اکسانا چاہتے ہیں جو کورنیلوف‌والوں کے ساتھ ویبورگ میں ہوا تھا۔ اگر سوشلسٹ انقلابی یہ چاہتے ہیں، اگر سوشلسٹ انقلابی پارٹی کا ممبر کیرینسکی یہ چاہتا ہے تو وہ عوام کو دیوانگی کی حد تک لے جا سکتا ہے۔ لیکن حضرات، آپ اس سے مزدوروں اور سپاہیوں کو نہیں ڈرا سکتے۔

کتنی شدید بےحیائی ہے! انہوں نے ایک نئی بولیگین کی دوما ساخت کر کے، جعل کر کے رجعت‌پرست کوآپریٹیو کے کارکنوں اور گاؤں کے کولاکوں کو اپنی مدد کے لئے جمع کر لیا، ان میں سرمایہ‌داروں اور جاگیرداروں کا (صاحب جائداد کہلائے جانےوالے طبقوں کا) اضافہ کر لیا اور کورنیلوف‌والوں کے اس غول کی مدد سے عوام کے عزم، مزدوروں اور کسانوں کے عزم کو توڑنا چاہتے ہیں۔

انہوں نے کسان ملک میں حالات ایسے بنا دئے ہیں کہ ہر طرف کسانوں کی بغاوت کا زبردست دریا بہ نکلا ہے! ذرا سوچئے! ایسی جمہوری ریپبلک میں جسمیں ۸۰ فیصدی آبادی کسانوں کی ہے، کسانوں کو بغاوت کے لئے مجبور کر دیا گیا ... یہی "دیلو نرودا"، چیرنوف کا اخبار، "سوشلسٹ انقلابیوں" کا ترجمان جس نے ۳۰ ستمبر کو بےشرمی کے ساتھ مزدوروں اور کسانوں کو "صبر کے ساتھ برداشت کرنے" کا مشورہ دیا تھا ۲۹ ستمبر کو اپنے ادارئے میں یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوا:

> "ابھی تک ان غلامی کے بندھنوں کو ختم کرنے کےلئے تقریباً کچھ نہیں کیا گیا ہے جو وسط روس ہی کے دیہاتوں پر ابتک مسلط ہیں۔"

یہی "دیلو نرودا"، اپنے ۲۹ ستمبر کے اسی ادارئے میں کہتا ہے کہ "انقلابی وزراء" کے طریقوں میں "استولیپن کی لوٹ ابھی زوروں میں رائج ہے"۔ یہ دوسرے الفاظ میں، زیادہ صاف اور سادہ

طور پر ، کیرینسکی ، نیکیتین ، کیشکین اینڈ کمپنی کو استولیپین والا کہتا ہے۔

" استولیپین‌والے " کیرینسکی اینڈ کمپنی کسانوں کو بغاوت تک لے آئے اور اب کسانوں کے خلاف " فوجی اقدامات " کر رہے ہیں اور لوگوں کو آئین ساز اسمبلی (۲۹) کے انعقاد سے تسلی دے رہے ہیں (حالانکہ کیرینسکی اور تسرے‌تیلی ۸ جولائی کو شان کے ساتھ یہ اعلان کر کے ایک بار عوام کو دھوکا دے چکے ہیں کہ آئین ساز اسمبلی مقررہ تاریخ ۱۷ ستمبر کو منعقد ہوگی ، پھر انہوں نے وعدہ شکنی کی اور منشویک دان کی مخالفت تک کے باوجود آئین ساز اسمبلی کو ملتوی کر دیا ، اکتوبر کے آخر تک نہیں ملتوی کیا جیسا کہ منشویکوں کی اسوقت کی مرکزی انتظامیہ کمیٹی چاہتی تھی بلکہ نومبر کے آخر تک ملتوی کیا) ۔ "استولیپین‌والے " کیرینسکی اینڈ کمپنی آئین‌ساز اسمبلی کے جلد انعقاد سے عوام کو تسلی دے رہے ہیں جیسے عوام ان کی بات کا یقین کرینگے جو اس کام میں ایک بار جھوٹ بول چکے ہیں ، جیسے کہ عوام یہ یقین کر سکتے ہیں کہ آئین ساز اسمبلی وہ حکومت ٹھیک سے منعقد کرے‌گی جس نے دورافتادہ دیہاتوں میں " فوجی اقدامات " کئے ہیں ، جو طبقاتی شعور رکھنے‌والے کسانوں کی ظالمانہ گرفتاری اور جعلی انتخابات کو علانیہ چھپاتی ہے۔

کسانوں کو بغاوت تک لایا جاتا ہے اور بے‌شرمی کے ساتھ ان سے کہا جاتا ہے کہ " صبر کے ساتھ " برداشت کرنے کی ضرورت ہے" ، انتظار کرنا چاہئے ، اس حکومت پر اعتبار کرنا چاہئے جو باغی کسانوں کو " فوجی اقدامات " کے ذریعہ پرسکون بنا رہی ہے! " ۔

معاملے کو اس حد تک پہنچا دینا کہ لاکھوں روسی سپاہی ۱۹ جون کے بعد حملے میں مارے گئے ، جنگ طویل ہو گئی ، جرمن ملاحوں نے بغاوت کر دی اور اپنے افسروں کو پانی میں پھینک رہے ہیں ، معاملے کو اس حدتک پہنچا دینا کہ ہمہ وقت امن کی باتیں ہوں لیکن تمام جنگ کرنے‌والوں کے سامنے منصفانہ امن کی پیش کش نہ کی جائے اور پھر بے‌شرمی کے ساتھ مزدوروں اور کسانوں

سے ، جان دینےوالے سپاھیوں سے کہا جائے ''صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی ضرورت ھے ،، ، ''استولیپن‌والی ،، کیرینسکی کی حکومت پر یقین کرو ، کورنیلوف کے جنرلوں کا ایک مہینے تک اور اعتبار کرو ، ممکن ھے کہ وہ اس مہینے میں اور لاکھوں سپاھی قتل ھونے کے لئے بھیجدیں ... ''صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی ضرورت ھے ،،۔

کیا یہ بےشرمی نہیں ھے ؟ ؟

نہیں ، سوشلسٹ انقلابی حضرات ، کیرینسکی کے پارٹی کے ساتھیو ، آپ سپاھیوں کو دھوکا نہیں دے سکتے !

مزدور اور سپاھی ایک دن کے لئے ، ایک مزید گھنٹے کے لئے بھی کیرینسکی کی حکومت کو یہ جانتے ھوئے نہیں برداشت کرینگے کہ سوویت حکومت تمام جنگ کرنےوالوں کے سامنے فوراً منصفانہ امن کی پیش کش کریگی اور ھر طرح سے غالب یقین یہ ھے کہ اس کے نتیجے میں فوری عارضی صلح اور جلد امن حاصل کرے گی۔

ایک دن کےلئے ، ایک مزید گھنٹے کے لئے بھی ھماری کسان فوج کے سپاھی یہ نہیں برداشت کرینگے کہ کیرینسکی کی حکومت سوویتوں کی مرضی کے خلاف باقی رہ‌جائے جو کسانوں کی بغاوت کو فوجی اقدامات کے ذریعہ کچل رھی ھے۔

نہیں ، سوشلسٹ انقلابی حضرات ، کیرینسکی کے پارٹی کے ساتھیو ، اب آپ مزدوروں اور کسانوں کو زیادہ دھوکا نہیں دے سکیں گے۔

* * *

دشمن طاقتوں کے دباؤ کے سوال کے بارے میں جو انتہائی خوف‌زدہ ''نووایا ژیزن ،، کے یقین کے مطابق پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو مٹا دےگا ، ایک اور انتہائی منطقانہ اور سیاسی غلطی کی جا رھی ھے جو صرف وھی لوگ نہیں دیکھ سکتے جنھوں نے خوف کی وجہ سے اپنے کو عقل سے عاری کر لیا ھے۔

''دشمن طاقتوں کا دباؤ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو مٹا دےگا ،، — آپ کہتے ھیں۔ اچھا۔ لیکن پیارے ساتھی شہریو ، آپ تو سب ماھر معاشیات اور تعلیم‌یافتہ لوگ ھیں۔ آپ سب جانتے ھیں کہ جمہوریت

کو بورژوازی کا پاسنگ بنانا لغویت اور جہالت کی بات ہے، بالکل اسی طرح جیسے سیر کو گز کا پاسنگ بنایا جائے۔ کیونکہ جمہوری بورژوازی اور پیٹی بورژوازی کی غیرجمہوری پرتیں (جو ویندے (Vendee) (۳۰) برپا کر سکتی ہیں) ہوتی ہیں۔

''دشمن طاقتیں،، محض ایک خالی خولی جملہ ہے۔ طبقاتی اصطلاح ہے بورژوازی (جس کی پشت پر جاگیردار ہوتے ہیں)۔

بورژوازی معه جاگیرداروں کے، پرولتاریہ، پیٹی بورژوازی، چھوٹے صاحبان جائداد جو سب سے پہلے کسان ہوتے ہیں — یہ ہیں وہ تین خاص ''طاقتیں،، جن میں روس بھی، ہر سرمایہ‌دار ملک کی طرح تقسیم ہے۔ یہ ہیں تین خاص ''طاقتیں،، جو ہر سرمایہ‌دار ملک میں (جن میں روس بھی شامل ہے) مدتوں سے نمودار ہوئی ہیں، نہ صرف سائنسی معاشی تجزئے سے بلکہ تمام ملکوں کی ساری جدید تاریخ کے سیاسی تجربے سے، تمام یورپی انقلابوں کے تجربے سے جو ۱۸ویں صدی سے ہوئے ہیں اور ۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے دو روسی انقلابوں کے تجربے سے۔

اس طرح آپ پرولتاریوں کو اس کی دھمکی دیتے ہیں کہ انکا اقتدار بورژوازی کے دباؤ سے مٹ جائےگا؟ یہی اور صرف یہی آپ کی دھمکی کا مطلب ہے، اس کے سوا اور کوئی مطلب نہیں۔

اچھا، اگر بورژوازی مزدوروں اور کسانوں کے اقتدار کو مٹا سکتی ہے تو ''ایتلاف،، کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہ‌جاتا یعنی پیٹی بورژوازی اور بورژوازی کا اتحاد یا سمجھوتہ۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں سوچا جا سکتا!!

اور ایتلاف کی آزمائش چھہ مہینے تک ہوئی جو تباھی لائی اور آپ نے، میرے پیارے لیکن نا سمجھ ''نووایا ژیزن،، کے شہریو، آپ نے خود ایتلاف سے بےزاری ظاھر کی۔

تو نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

''نووایا ژیزن،،والے شہریو آپ اس قدر الجھ گئے ہیں، اس قدر اپنے کو خوف‌زدہ کر لیا ہے کہ آپ بہت ھی معمولی سے بحث مباحثے میں، حتی کہ پانچ تک شمار کرنا تو الگ رہا تین تک شمار کرنے میں بھی ٹھیک نہیں چل سکتے۔

یا تو سارا اقتدار بورژوازی کو — اس کی وکالت آپ مدتوں سے نہیں کر رہے ہیں، اور خود بورژوازی یہ جانتے ہوئے اس کی طرف اشارہ تک نہیں کر سکتی کہ ۲۱ — ۲۰ اپریل کو عوام نے اپنے شانے کے ایک دھکے سے ایسے اقتدار کو نکال پھینکا اور پھر اس کو زیادہ عزم اور درشتی سے نکال پھینکیں گے۔ یا اقتدار پیٹی بورژوازی کو جس کا مطلب اس کا اور بورژوازی کا ایتلاف (اتحاد، سمجھوتہ) ہوگا، کیونکہ پیٹی بورژوازی آزادی اور خود مختاری کے ساتھ اقتدار کو لینا نہ تو چاہتی ہے اور نہ ایسا کر سکتی ہے جیسا کہ تمام انقلابوں کے تجربوں سے ثابت ہو چکا ہے اور جیسا کہ معاشی سائنس بھی ثابت کر رہی ہے۔ وہ وضاحت کرتی ہے کہ کسی سرمایہ‌دار ملک میں سرمائے کی حمایت کرنا یا محنت کی حمایت کرنا ممکن ہے لیکن بیچ میں کھڑے رہنا ناممکن ہے۔ روس میں ایسے ایتلاف نے چھ مہینے میں دسیوں طریقے آزمائے ہیں اور ناکامیاب رہا۔

یا آخر میں سارا اقتدار پرولتاریہ اور غریب کسانوں کو، بورژوازی کے خلاف، تاکہ وہ بورژوازی کی مزاحمت کو توڑ دیں۔ یہ ابھی آزمایا نہیں گیا ہے اور آپ، "نووایا ژیزن"، کے حضرات، لوگوں کو اس سے باز رہنے کا مشورہ دے رہے ہیں، بورژوازی سے آپ کو جو خوف ہے اس سے ان کو ڈرا کر۔

کوئی چوتھا طریقہ سوچا نہیں جا سکتا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر "نووایا ژیزن"، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے ڈرتا ہے اور اس سے اس امکان کیوجہ سے منکر ہوتا ہے کہ کہیں بورژوازی کے ہاتھوں پرولتاری اقتدار کو شکست نہ ہو جائے تو یہ خفیہ طور سے سرمایہ‌داروں کے ساتھ سمجھوتے کی پالیسی کی طرف واپس ہونا ہوگا!!!۔ یہ روز روشن کی طرح صاف ہے کہ جو مزاحمت سے ڈرتا ہے، جو یہ یقین نہیں رکھتا کہ اس مزاحمت کو توڑا جا سکتا ہے، جو عوام کو سکھاتا ہے: "سرمایہ‌داروں کی مزاحمت سے ڈرو، تم اس پر قابو نہ پا سکو گے"، وہ انہیں باتوں سے پھر سرمایہ‌داروں کے ساتھ سمجھوتے کی پالیسی چلانے کی دعوت دیتا ہے۔

’’ نووایا ژیزن ،، بری طرح سے افسوسناک طور پر الجھا ہوا ہے ، جیسے کہ اس وقت تمام پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ الجھے ہوئے ہیں جو ایتلاف کی ناکامی کو دیکھتے ہیں ، اس کی کھلم کھلا حمایت کی جرأت نہیں رکھتے اور ساتھ ہی‌ساتھ بورژوازی کی پناہ میں رہ کر سارا اقتدار پرولتاریہ اور غریب کسانوں کے ہاتھوں میں جانے سے ڈرتے ہیں۔

* * *

سرمایہ‌داروں کی مزاحمت سے ڈرنا اور ساتھ ہی ساتھ اپنے کو انقلابی کہنا ، اپنے کو سوشلسٹوں میں شمار کروانے کی خواہش رکھنا — کیسی شرم کی بات ہے ! موقع‌پرستی سے خراب ہو کر عالمی سوشلزم کو کتنی نظریاتی گراوٹ کی ضرورت ہوگی تاکہ ایسی آوازیں بلند کر سکے !

ہم سرمایہ‌داروں کی مزاحمت کی طاقت دیکھ چکے ہیں ، سارے عوام اس کو دیکھ چکے ہیں ، کیونکہ سرمایہ‌دار دوسرے طبقوں سے زیادہ باشعور ہیں اور انھوں نے سوویتوں کی اہمیت کو فوراً سمجھ لیا ، انھوں نے فوراً آخری درجے تک اپنی ساری طاقت لگا دی ، ہر بات کی ، ہر شدت کی ، جھوٹ اور بہتانوں کے بے‌مثال طریقوں تک ، فوجی سازشوں تک پہنچ گئے ، تاکہ سوویتوں کو توڑ دیں ، ان کو بیکار بنا دیں ، ان کو عزت فروش بنا دیں (منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی مدد سے) ، ان کو زبانی باتیں بنانے‌والیوں میں بدل دیں ، مہینوں خالی باتوں کے ذریعہ اور انقلاب سے کھیل کر کسانوں اور مزدوروں کو تھکا دیں۔

اور پرولتاریہ اور غریب کسانوں کی مزاحمت کی طاقت ہم نے ابھی نہیں دیکھی ہے کیونکہ یہ طاقت تو صرف اس وقت پوری طرح ظاہر ہوگی جب اقتدار پرولتاریہ کے ہاتھ میں ہوگا ، جب کروڑوں لوگ جنکو احتیاج اور سرمایہ‌دار غلامی نے کچل رکھا ہے تجربے سے دیکھیں‌گے اور محسوس کریں‌گے کہ ریاستی اقتدار مظلوم طبقوں کو مل گیا ہے ، کہ اقتدار غریبوں کو جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں سے لڑنے میں مدد دے رہا ہے اور ان کی مزاحمت کو

توڑ رہا ہے۔ صرف اسی وقت ہم دیکھیں گے کہ سرمایہ‌داروں کے خلاف مزاحمت کی کتنی اچھوتی طاقتیں عوام میں پنہاں ہیں، صرف اسی وقت وہ ظاہر ہوگا جس کو اینگلس نے ''پنہاں سوشلزم،، کہا ہے، صرف اسی وقت ہر ان دس ہزار علانیہ یا پوشیدہ، سرگرمی کے ساتھ یا محض خالی خولی مزدور طبقے کے اقتدار کی مزاحمت کرنے‌والوں پر دس لاکھ نئے مجاہد اٹھ کھڑے ہوں گے جو ابھی تک سیاسی طور پر سو رہے تھے، غریبی اور ناامیدی کی صعوبتوں میں مبتلا تھے اور یہ یقین کھو بیٹھے تھے کہ وہ بھی آدمی ہیں، کہ ان کو بھی زندہ رہنے کا حق ہے، کہ موجودہ مرکوز ریاست اپنی پوری طاقت سے ان کی بھی خدمت کر سکتی ہے، کہ پرولتاری ملیشیا کے دستے ریاست کے انتظام میں براہ‌راست، فوراً اور روزانہ حصہ لینے کی ان کو بھی پورے اعتماد کے ساتھ دعوت دیتے ہیں۔

سرمایہ‌داروں اور جاگیرداروں نے پلیخانوف، بریشکوفسکایا، تسرےتیلی، چیرنوف اینڈ کمپنی کی نیک خدمات سے جمہوری ریپبلک کی تخریب، دولت‌مندوں کی خدمت سے اس کی تخریب کے لئے اس حد تک سب کچھ کیا کہ لوگوں پر سردمہری اور بےتعلقی چھا گئی۔ ان کے لئے یہ سب برابر ہے کیونکہ بھوکا آدمی ریپبلک اور شاہی کے درمیان امتیاز نہیں کر سکتا۔ جاڑے سے ٹھٹھرا ہوا، ننگے پیر، تھکا مارا سپاہی جو دوسروں کے مفاد کے لئے اپنی جان قربان کر رہا ہو ریپبلک سے محبت نہیں کر سکتا۔

لیکن جب معمولی مزدور، ہر بےروزگار مزدور، ہر باورچن، ہر تباہ حال کسان، اخباروں سے نہیں بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھے گا کہ پرولتاری ریاست دولت کی غلامی نہیں کرتی بلکہ غریبوں کی مدد کرتی ہے، کہ یہ ریاست انقلابی اقدامات کرنے سے نہیں جھجکتی، کہ یہ غذائی سامان کے فاضل ذخیرے مفت‌خوروں سے لیکر بھوکوں کو دیتی ہے، کہ وہ بےگھر لوگوں کو زبردستی امیروں کے گھروں میں جگہ دیتی ہے، کہ وہ امیروں کو دودھ کی قیمت ادا کرنے پر مجبور کرتی ہے لیکن ان کو اس وقت تک دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں دیتی جب تک سارے غریب خاندانوں کے بچوں کو کافی دودھ نہیں پہنچ جاتا، کہ زمین محنت‌کش لوگوں کو منتقل

هو جاتی ہے اور فیکٹریاں اور بینک مزدوروں کے کنٹرول میں آجاتے ہیں اور ان کروڑ پتیوں کو سخت سزائیں دی جاتی ہیں جو اپنی دولت چھپاتے ہیں — جب غریب یہ دیکھیں گے اور محسوس کریں گے تب سرمایہ‌داروں یا کولاکوں کی کوئی طاقت، عالمی مالیاتی سرمائے کی کوئی طاقت جو کروڑوں اور اربوں کی رقموں کو گردش میں لاتی ہے، عوام کے انقلاب پر فتح نہیں حاصل کر سکےگی بلکہ اس کے برعکس انقلاب دنیا بھر میں فتح پائیگا کیونکہ تمام ملکوں میں سوشلسٹ انقلاب پختہ ہو رہا ہے۔

ہمارا انقلاب غیر مفتوح ہے، اگر وہ اپنے آپ سے خوف‌زدہ نہ ہو، اگر وہ سارا اقتدار پرولتاریہ کو منتقل کر دے کیونکہ ہماری پشت پر پرولتاریہ کی بے انتہا بڑی، زیادہ ترقی‌یافتہ، زیادہ منظم عالمی طاقتیں ہیں جن کو وقتی طور پر جنگ نے دبا دیا ہے لیکن وہ جنگ سے برباد نہیں ہوئی ہیں بلکہ اس کے برعکس ان میں اضافہ ہوا ہے۔

* * *

ڈر ہے کہ بالشویکوں کے اقتدار کو، جو پرولتاریہ کا اقتدار ہے اور جس کو غریب کسانوں کی پرایثار حمایت حاصل ہے سرمایہ‌دار حضرات ''صاف،، کر دیں گے۔ کیسی تنگ نظری، عوام سے کیسا شرمناک خوف، کیسی مکاری ہے! جو لوگ اس خوف کا اظہار کرتے ہیں وہ اس ''اعلی،، (سرمایہ‌دار معیار کے لحاظ سے، اور حقیقت میں سڑے ہوئے) ''سماج،، کے ہیں جو ''انصاف،، کا لفظ اس پر خود یقین کئے بغیر عادتاً ایسے فقرے کی طرح استعمال کرتا ہے جس کے کوئی معنی نہ ہوں۔

ایک مثال حاضر ہے:

جناب پیشیحونوف مشہور نیم کیڈیٹ ہیں۔ ان سے زیادہ اعتدال‌پرست ترودوویک (۳۱)، بریشکوفسکایا اور پلیخانوف جیسے لوگوں کا ہم‌خیال نہیں مل سکتا۔ کوئی وزیر اس سے زیادہ بورژوازی کا غلام نہیں رہا ہے۔ ''ایتلاف،، اور سرمایہ‌داروں سے سمجھوتے کا اتنا سرگرم وکیل دنیا نے نہیں دیکھا ہے۔

یہاں ہیں وہ اعترافات جو یہ حضرت اپنی ''ڈیموکریٹک،، (پڑھئے : بولیگین) کانفرنس کی تقریر میں کرنے پر مجبور ہوئے جیسا کہ دفاع پسند ''ایزویستیا،، نے لکھا ہے :

''دو پروگرام ہیں۔ ایک پروگرام گروپ کے مطالبوں، طبقوں اور قوموں کے مطالبوں کا ہے۔ اس پروگرام کی وکالت بالشویک خوب علانیہ کرتے ہیں۔ بہرحال جمہوریت کے دوسرے حصوں کے لئے اس پروگرام کو رد کرنا آسان نہیں ہے۔ یہ مطالبات محنت کش لوگوں کے ہیں، دھوکہ کھائی ہوئی اور مظلوم قوموں کے ہیں۔ اسی واسطے جمہوریت کے لئے بالشویکوں سے ناتہ توڑنا، ان طبقاتی مطالبات کو رد کر دینا آسان نہیں ہے سب سے پہلے اس وجہ سے کہ اپنے مافیہ میں یہ مطالبات منصفانہ ہیں۔ لیکن یہ پروگرام جس کے لئے ہم نے انقلاب سے پہلے جدوجہد کی، جس کے لئے ہم نے انقلاب کیا اور جس کی ہم دوسرے حالات میں انتہائی متفقہ طور پر حمایت کرتے موجودہ حالات میں سنگین خطرے کا حامل ہے۔ اس وقت خطرہ اور زیادہ ہے کیونکہ یہ مطالبات ایسے وقت پیش کرنا پڑ رہا ہے جبکہ ریاست کے لئے ان کو مطمئن کرنا ممکن نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ پہلے ہم کل کو بچائیں — ریاست کو، اس کو برباد ہونے سے بچائیں اور اس کے لئے صرف ایک راستہ ہے : مطالبات کو پورا نہ کرنا وہ چاہے جتنے منصفانہ اور زوردار کیوں نہ ہوں بلکہ اس کے برعکس پابندیاں اور قربانیاں جن کی ہر طرف سے ضرورت ہے،، (مرکزی انتظامیہ کمیٹی کا اخبار ''ایزویستیا،، ۱۷ ستمبر)۔

جناب پیشیحونوف یہ نہیں سمجھتے کہ جب تک سرمایہ‌دار برسراقتدار ہیں وہ کل کی نہیں بلکہ روسی اور ''اتحادی،، سامراجی سرمائے کے خودغرضانہ مفادات کی حفاظت کر رہے ہیں۔ جناب پیشیحونوف یہ نہیں سمجھتے کہ جنگ قبضہ گیر، سامراجی، قزاقانہ

صرف اس کے بعد نہیں رہےگی جب سرمایہ‌داروں سے، ان کے خفیہ معاهدوں سے، ان کی الحاق کی پالیسی سے (غیروں کے علاقے پر قبضہ)، ان کے بینکوں کی مالیاتی دھوکہ‌بازیوں سے ناتہ توڑ لیا جائےگا۔ جناب پیشیحونوف یہ نہیں سمجھتے کہ صرف اس کے بعد جنگ (اگر دشمن منصفانہ صلح کی باقاعدہ پیش‌کش سے انکار کر دے) مدافعانہ اور منصفانہ جنگ بن سکتی ہے۔ جناب پیشیحونوف یہ نہیں سمجھتے کہ اس ملک کی دفاعی صلاحیت جس نے اپنے سرمائے کا تختہ الٹ دیا ہے، کسانوں کو زمین دی ہے، بینکوں اور فیکٹریوں کو مزدوروں کے کنٹرول میں دیا ہے، کسی سرمایہ‌دار ملک کی دفاعی صلاحیت کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہوگی۔

اور سب سے بڑھکر، جناب پیشیحونوف یہ نہیں سمجھتے کہ بالشویزم کو منصفانہ ماننے پر مجبور ہوکر، یہ ماننے پر کہ اس کے مطالبات "محنت‌کش عوام"، یعنی آبادی کی اکثریت کے مطالبات کا نچوڑ ہیں، وہ اپنی ساری پوزیشن، ساری پیٹی‌بورژوا جمہوریت کی پوزیشن سے دست‌بردار ہو جاتے ہیں۔

یہی ہماری طاقت ہے۔ اسی لئے ہماری حکومت غیرمفتوح ہوگی: کیونکہ ہمارے مخالفین تک یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ بالشویکوں کا پروگرام "محنت‌کش عوام" اور "مظلوم قوموں" کا پروگرام ہے۔

بہرحال، جناب پیشیحونوف کیڈیٹوں، "یدینستوو" اور "دیلو نرودا" کے لوگوں، بریشکوفسکایا اور پلیخانوف‌والوں کے سیاسی دوست ہیں۔ وہ امیر کسانوں اور ان حضرات کے نمائندے ہیں جنکی بیویاں اور بہنیں کل زخمی بالشویکوں کی آنکھیں اپنی چھتریوں سے نکالنے کے لئے آئیں اگر ان کو کورنیلوف یا (یہ بالکل ایک ہی بات ہے) کیرینسکی کی فوجیں شکست دیں۔

اس طرح کا جنٹلمین بالشویکوں کے مطالبات "منصفانہ" تسلیم کرنے پر مجبور ہوا۔

اس کے لئے "منصفانہ" خالی لفظ ہے۔ لیکن کثیر تعداد نیم‌پرولتاریہ کے لئے، شہری اور دیہاتی پیٹی‌بورژوازی کی اکثریت کے لئے جس کو جنگ نے تباہ حال، مظلوم اور مصیبت‌زدہ بنا دیا ہے

یہ خالی لفظ نہیں بلکہ بھوک سے مرنے اور روٹی کے ایک ٹکڑے کا شدیدترین ، فوری اور بہت ہی بڑا سوال ھے۔ اسی لئے بھوکے مرنےوالوں اور تباہ حال لوگوں کے مفادات اور استحصال کرنےوالوں کے مفادات کے درمیان '' ایتلاف ،، پر ، '' سمجھوتے ،، پر کسی پالیسی کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔ اسی لئے بالشویک حکومت کو ان لوگوں کی غالب اکثریت کی حمایت کی ضمانت حاصل ھے۔

انصاف — خالی لفظ ھے ، وہ دانش‌ور اور پاجی لوگ کہتے ھیں جو اس اعلی بنیاد پر اپنے مارکسیسٹ ھونے کا اعلان کرتے ھیں کہ انھوں نے معاشی مادیت کے '' پچھلے حصے پر غور کیا ھے،،۔

خیالات اس وقت طاقتور ھو جاتے ھیں جب وہ عوام پر چھا جاتے ھیں اور ٹھیک اس وقت بالشویکوں نے یعنی انقلابی پرولتاری بین‌اقوامیت کے نمائندوں نے اپنی پالیسی میں اس خیال کو مجسم کر لیا ھے جو دنیا بھر میں لا محدود طور پر محنت‌کش لوگوں میں پھیل رہا ھے۔

صرف انصاف ، صرف استحصال کے خلاف لوگوں کا محض غصہ ان کو سوشلزم کے صحیح راستے پر کبھی نہ لاتا۔ لیکن جبکہ ، بھلا ھو سرمایہ‌دار نظام کا ، بڑے بڑے بینکوں ، سینڈیکیٹوں اور ریلوے وغیرہ کی مادی مشینری کی نشوونما ھوئی ھے ، جبکہ ترقی‌یافتہ ملکوں کے بڑے تجربے نے ٹکنیک کے معجزات کا ذخیرہ کر لیا ھے جس کے استعمال کو سرمایہ‌داری روک رھی ھے ، جبکہ طبقاتی شعور رکھنےوالے مزدوروں نے ڈھائی لاکھ ممبروں کی ایک پارٹی بنا لی ھے تاکہ وہ باقاعدگی کے ساتھ اس مشینری کو ھاتھ میں لے لیں اور اس کو تمام محنت‌کشوں اور استحصال کے شکار لوگوں کی مدد سے چلائیں — جبکہ یہ حالات موجود ھیں تو دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو بالشویکوں کو روک سکے ، اگر وہ ڈریں نہیں ، اقتدار حاصل کرسکیں اور عالمی سوشلسٹ انقلاب کی فتح تک اس کو قائم رکھ سکیں۔

پس لفظ

پچھلی سطریں لکھی جا چکی تھیں جب ''نووایا ژیزن،، کے یکم اکتوبر کے ادارئے نے حماقت کا ایک اور شاہکار پیش کیا جو اور زیادہ خطرناک ہے کیونکہ وہ اپنے کو بالشویکوں کی ہمدردی کے جھنڈے تلے چھپاتا ہے اور دانش‌مند عامیانہ دلیل ''اپنے کو مشتعل نہ ہونے دو،، کے پردے میں چھپتا ہے (اشتعال کے بارے میں شور و غل کے جال میں اپنے کو نہ پھنسنے دیں جس کا مقصد بالشویکوں کو خوف‌زدہ کر کے ان کو اقتدار لینے سے باز رکھنا ہے)۔

یہ رہا شاہکار :

''۵ - ۳ جولائی کی قسم کی تحریکوں کے سبقوں نے، ایک طرف اور کورنیلوف کے دنوں نے دوسری طرف، بالکل صاف طور سے دکھا دیا ہے کہ جمہوریت ایسے اداروں کو اپنے ماتحت رکھ کر جو آبادی میں زبردست اثر رکھتے ہیں ناقابل فتح ہوتی ہے، جب وہ خانہ‌جنگی میں دفاعی رویہ اختیار کرتی ہے اور اس وقت شکست کھاتی ہے، سارے بیچ والے مذبذب عناصر کو کھوکر، جب وہ حملہ‌آورانہ پیش‌قدمی کو اپنے ہاتھ میں لیتی ہے،،۔

اگر بالشویکوں نے اس عامیانہ حماقت سے جس کا اظہار اس دلیل میں کیا گیا ہے، کسی نہ کسی شکل میں دلچسپی دکھائی ہوتی، کچھ نہ کچھ اس کی طرف جھکے ہوتے تو وہ اپنی پارٹی اور انقلاب دونوں کو تباہ کر دیتے۔

کیونکہ اس دلیل کے خالق نے خانہ‌جنگی کا ذکر کرنے کا بار اپنے ذمے لیکر (ایسا موضوع جو ہر پہلو سے پسندیدہ خاتون کے لئے ہو) اس سوال پر تاریخ کے سبقوں کو ناقابلِ یقین طور پر مسخ کر دیا ہے۔

اور یہ دیکھئے ان سبقوں کے بارے میں، اس سوال پر تاریخ کے سبقوں کے بارے میں پرولتاری انقلابی طریقہ ہائے کار کے نمائندے اور بانی کارل مارکس نے کیسے بحث کی ہے :

'' بغاوت ایک فن ہے ، ٹھیک اسی طرح جیسے جنگ ، جیسے دوسرے فنون۔ وہ معینہ قواعد کے ماتحت ہوتی ہے جنکو بھولنے سے وہ پارٹی تباہ ہو جاتی ہے جو ان کو نظرانداز کرنے کا جرم کرتی ہے۔ یہ قواعد جو پارٹی کی نوعیت اور ان حالات کی نوعیت کا منطقی نتیجہ ہوتے ہیں جن سے ایسی صورت میں سابقہ پڑتا ہے، ایسے صاف اور سادہ ہوتے ہیں کہ ۱۸۴۸ء کے مختصر تجربے نے جرمنوں کو ان سے کافی واقف کر دیا۔ اول تو یہ کہ بغاوت سے کھیلنا کبھی مناسب نہیں ہے ، اگر اس کو اختتام تک پہنچانے کا عزم نہیں ہے (لفظی طور پر : اس کھیل کے سارے نتائج سمجھ لینا چاہئے)۔ بغاوت ایک ایسی بہت ہی غیرواضح اقداروالی مساوات ہے جس کی قدریں ہر روز بدل سکتی ہیں۔ وہ لڑنےوالی طاقتیں جنکے خلاف کارروائی کرنی پڑتی ہے تنظیم ، ڈسپلن اور روایتی اختیارات کی ساری سہولتیں اپنے لئے رکھتی ہیں ،، (مارکس نے بغاوت کی انتہائی '' مشکل ،، صورت لی ہے یعنی '' مستحکم ،، پرانے اقتدار کے خلاف ، اس فوج کے خلاف جو انقلاب کے اثر اور حکومت کے تذبذب سے منتشر نہیں ہوئی ہے) ؛ '' اگر باغی اپنے مخالفین کے خلاف بڑی طاقت نہیں مجتمع کر سکتے تو ان کو تباہ و برباد کر دیا جائیگا۔ دوسرے ایک بار انقلاب شروع ہو جائے تو انتہائی عزم کے ساتھ سرگرم عمل ہونا اور بڑھکر حملہ کرنا چاہئے۔ دفاع ہر طرح کی مسلح بغاوت کی موت ہے ، دفاع میں وہ دشمنوں سے طاقت آزمانے سے پہلے ہی مرجاتی ہے۔ دشمنوں کو اچانک جالینا چاہئے جبکہ ان کی فوج ابھی غیر منظم ہو ، ہر دن نئی کامیابیوں میں اضافہ کرنا چاہئے خواہ وہ بڑی نہ ہوں ، اس اخلاقی برتری کو برقرار رکھنا چاہئے جو باغیوں کی پہلی کامیاب تحریک نے تم کو عطا کی ہے، اپنی طرف ان مذبذب عناصر کو کھینچنا چاہئے جو ہمیشہ زیادہ طاقتور کی حمایت کرتے ہیں اور ہمیشہ زیادہ قابل بھروسہ فریق کی طرف ہوتے ہیں ، اپنے دشمن کو پسپائی پر مجبور کرنا چاہئے قبل اس کے کہ وہ تمہارے خلاف اپنی

فوج کو مجتمع کر سکے ، مختصر یہ کہ ابھی تک سب سے نمایاں انقلابی طریقۂ کار کے عظیم ماہر دانٹن کے اس قول پر عمل کرنا چاھئے : ھمت ، ھمت اور ایک بار ھمت ،، ('' جرمنی میں انقلاب اور انقلاب‌دشمنی ،، - جرمن ایڈیشن ، ۱۹۰۷ء - صفحہ ۱۱۸) -

ھم نے یہ سب بدل ڈالا ھے - '' نووایا ژیزن ،، کے '' نام نہاد مارکسیسٹ ،، اپنے لئے یہ کہہ سکتے ھیں - ھم میں تہری ھمت کے بجائے دو خوبیاں ھیں : '' میانہ روی اور احتیاط ،، - '' ھمارے ،، لئے عالمی تاریخ کا تجربہ ، فرانس کے عظیم انقلاب کا تجربہ کچھ نہیں ھیں - '' ھمارے ،، لئے ۱۹۱۷ء کی دو تحریکوں کا تجربہ اھم ھے جسکو مولچالین کی عینک نے (۳۲) مسخ کر دیا ھے -

آئیے ، اس تجربے کو بلا اس دلکش عینک کے دیکھیں -

۵ — ۳ جولائی کا مقابلہ آپ '' خانہ جنگی ،، سے کرتے ھیں کیونکہ آپ نے الیکسینسکی ، پیرےویرزیف اینڈ کمپنی پر یقین کیا - یہ '' نووایا ژیزن ،، کے حضرات کی خصوصیت ھے کہ وہ ایسے لوگوں پر یقین کرتے ھیں (اور ۵ — ۳ جولائی کے بارے میں معلومات جمع کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں کرتے ، باوجود اس کے کہ وہ ایک بڑے روزانہ اخبار کی زبردست مشینری رکھتے ھیں) -

لیکن ایک منٹ کے لئے ھم یہ مانے لیتے ھیں کہ ۵ — ۳ جولائی خانہ‌جنگی کی ابتدا نہ تھی جس کو بالشویکوں نے ابتدائی منزل کی حدود میں رکھا بلکہ حقیقی خانہ‌جنگی تھی - ھم یہ مانے لیتے ھیں -

اچھا تو اس صورت میں یہ سبق کیا ثابت کرتا ھے ؟

اول تو یہ کہ بالشویکوں نے حملہ نہیں کیا کیونکہ یہ مسلمہ ھے کہ ۴ — ۳ جولائی کی درمیانی رات کو اور ۴ جولائی کو بھی انھوں نے بہت کچھ لے لیا ھوتا اگر وہ حملہ کرتے - دفاع ان کی کمزوری تھی ، اگر ھم خانہ جنگی پر بحث کریں (جیسے کہ '' نووایا ژیزن ،، نے کیا ھے اور غیر منظم ھنگامے کو ۲۱ — ۲۰ اپریل کی قسم کے مظاھرے میں بدلنے کا نہیں جیسا کہ واقعات دکھاتے ھیں) -

اس لئے '' سبق ،، بتاتا ھے کہ '' نووایا ژیزن ،، کے عاقل غلطی پر تھے -

دوسرے ، اگر بالشویکوں نے ۴ — ۳ جولائی کی بغاوت کا

مقصد اپنے سامنے رکھا بھی نہ ہوتا، اگر بالشویکوں کی کسی واحد تنظیم نے بھی یہ سوال نہ اٹھایا ہوتا تب بھی اس کا سبب " نووایا ژیزن "، سے ہماری بحث کی حدود کے باہر ہوتا ۔ کیونکہ ہم " خانہ جنگی "، یعنی بغاوت کے سبقوں کے بارے میں بحث کر رہے ہیں ، نہ کہ اس بارے میں کہ اپنی طرف نمایاں اکثریت نہ ہونے کی وجہ انقلابی پارٹی کو بغاوت کا خیال کرنے سے روکتی ہے ۔

ہر ایک کو معلوم ہے کہ بالشویکوں کو جولائی ۱۹۱۷ء کے بہت بعد دارالحکومت کی سوویتوں اور ملک میں بھی اکثریت ملی (۴۹ فیصدی سے زیادہ ووٹ ماسکو میں) ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھر وہ " سبق "، بالکل نہیں ملے ، بالکل وہ نہیں ملے جو " نووایا ژیزن "، کی ہر پہلو سے پسندیدہ خاتون دیکھنا چاہتی تھیں ۔

نہیں ، نہیں ، بہتر یہ ہوگا کہ آپ سیاست سے دور ہی رہیں ، " نووایا ژیزن "، کے شہریو !

اگر انقلابی پارٹی انقلابی طبقوں کے اگواکار دستوں میں اور ملک میں اکثریت نہیں رکھتی تو بغاوت کا سوال نہیں اٹھ سکتا ۔ اس کے علاوہ بغاوت کے لئے ضرورت ہے : (۱) پورے قومی پیمانے پر انقلاب کا پھیلنا ، (۲) پرانی ، مثلاً " ایتلافی "، حکومت کی مکمل اخلاقی اور سیاسی تباہی ، (۳) تمام بیچ والے عناصر کے کیمپ میں بڑا تذبذب یعنی ان لوگوں کے کیمپ میں جو پوری طرح حکومت کے ساتھ نہیں ہیں ، چاہے وہ کل اس کے پورے حامی رہے ہوں ۔

۵ — ۳ جولائی کے " سبقوں "، کا ذکر کرتے ہوئے " نووایا ژیزن "، اس ، بہت ہی اہم سبق پر توجہ تک کیوں نہیں کرتا ؟ کیونکہ سیاستدانوں نے سیاسی سوال نہیں اٹھایا تھا بلکہ دانشوروں کے حلقے کے ایسے لوگوں نے جو بورژوازی سے خوف‌زدہ تھے ۔

آگے ۔ تیسرے ، واقعات شاہد ہیں کہ ۴ — ۳ جولائی کے بعد ہی ، سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کا زوال شروع ہوا ، ٹھیک اس وجہ سے کہ تسرے‌تیلی جیسے صاحبان کی جولائی کی پالیسی نے ان کی قلعی کھول دی ، ٹھیک اس وجہ سے کہ عوام نے دیکھ لیا کہ بالشویک ان کے لئے بڑھکر لڑنے‌والے مجاہد ہیں اور " سوشل بلاک‌والے "، غدار ہیں ۔ یہ زوال کورنیلوف کی بغاوت سے پہلے ہی

پیٹروگراد کے ۲۰ اگست کے الکشن میں پوری طرح ثابت ہو گیا تھا جس کا نتیجہ بالشویکوں کی جیت اور '' سوشل بلاک‌والوں '' کی سخت شکست ہوا تھا ('' دیلو نرودا '' نے حال ہی میں ساری پارٹیوں کے نتائج چھپا کر اس کی تردید کرنے کی کوشش کی لیکن یہ خود کو اور قارئین کو دھوکا دینا ہے۔ ۲۴ اگست کے '' دین '' میں شایع‌شدہ اعداد و شمار کے مطابق صرف شہر میں کیڈیٹوں کےلئے ووٹوں کی فیصدی ۲۲ سے بڑھکر ۲۳ ہو گئی لیکن ان کےلئے کل ووٹوں کی تعداد میں ۴۰ فیصدی کی کمی ہوئی، بالشویکوں کے لئے ووٹوں کی فیصدی ۲۰ سے بڑھکر ۳۳ ہوگئی اور ان کے لئے کل ووٹوں کی تعداد میں صرف ۱۰ فیصدی کی کمی ہوئی۔ تمام '' بیچ والوں '' کے لئے ووٹوں کی فیصدی ۵۸ سے گھٹ کر ۴۴ ہو گئی اور ان کے لئے کل ووٹوں کی تعداد میں ۶۰ فیصدی کمی ہوئی !!)۔

جولائی کے دنوں کے بعد اور کورنیلوف کی بغاوت تک سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کا زوال دونوں پارٹیوں کے '' بائیں '' بازوؤں میں اضافے سے بھی ثابت ہوتا ہے جو تقریباً ۴۰ فیصدی تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ ہے بالشویکوں پر کیرینسکی‌والوں کے زوروظلم کا '' بدلہ ''۔

پرولتاری پارٹی نے اپنے کچھ سو ممبروں کے '' نقصان '' کے باوجود، ۴ — ۳ جولائی سے زبردست فتح حاصل کی کیونکہ انہیں مشکل دنوں میں عوام نے اس کے ایثار اور سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی غداری کو سمجھا اور دیکھا۔ اچھا تو '' سبق '' بالکل، قطعی '' نووایا ژیزن '' والا نہیں ملا بلکہ اس سے مختلف یعنی '' جمہوریت کے مولچالینوں '' کے لئے جوش سے ابلتے ہوئے عوام کو مت چھوڑو اور اگر بغاوت کرو تو بڑھکر حملہ کرو، جب تک کہ دشمن کی طاقت منتشر ہے، دشمن کو اچانک دبوچ لو۔

کیا ایسا نہیں ہے، '' نووایا ژیزن '' کے '' نام نہاد مارکسیسٹ '' حضرات ؟

یا '' مارکس‌ازم '' یہ ہے کہ معروضی حالت کا ٹھیک اندازہ لگا کر طریقۂ‌کار کی بنیاد نہ بنائی جائے بلکہ بےمعنی طور پر، سمجھے بوجھے بغیر '' خانہ‌جنگی '' اور '' سوویتوں کی کانگرس اور

آئین ساز اسمبلی کے انعقاد کو ،، ایک ھی لاٹھی سے ھانکا جائے ؟

لیکن دیکھئیے ، یہ تو بالکل مضحکہ‌انگیز ھے، حضرات۔ یہ تو بالکل مارکس‌ازم اور عام طور پر ھر طرح کی منطق کو منہ چڑھانا ھے !

اگر معروضی حالت میں طبقاتی جدوجہد کو ’’ خانہ‌جنگی ،، کی منزل تک تیز کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ھے تو پھر آپ ’’ سوویتوں کی کانگرس اور آئین ساز اسمبلی ،، کے تعلق سے ’’ خانہ‌جنگی ،، کی بات کیوں کرتے ھیں ؟ (کیونکہ ’’ نووایا ژیزن ،، کے زیر بحث ادارئیے کا یہی عنوان ھے)۔ پھر ضرورت یہ تھی کہ قاری کو صاف بتایا جائے اور اس پر ثابت کیا جائے کہ معروضی حالت میں خانہ‌جنگی کے لئے زمین نہیں ھے اور یہ کہ اسی لئے پرامن ، آئینی طور پر جائز ، قانونی اور پارلیمانی لحاظ سے ’’ سادہ ،، چیزیں جیسے سوویتوں کی کانگرس اور آئین‌ساز اسمبلی ھمارے طریقۂ کار کی سنگ بنیاد بن سکتی ھیں اور بننی چاھئیں ۔ تب یہ رائے قائم کی جاسکتی ھے کہ ایسی کانگرس اور ایسی اسمبلی واقعی فیصلے کرنے کی صلاحیت رکھتی ھیں ۔

اگر موجودہ معروضی حالات میں خانہ‌جنگی کی قطعی یا حتی کہ محض اغلب طور پر جڑ موجود ھے ، اگر آپ نے اس کے بارے میں ’’ بیکار ،، باتیں نہیں کی ھیں بلکہ خانہ جنگی کی حالت کے وجود کو صاف طور سے دیکھ کر ، محسوس کر کے اور سمجھ بوجھ کر کیا ھے تو آپ سوویتوں کی کانگرس یا آئین ساز اسمبلی کو کیسے سنگ بنیاد بتائیں‌گے ؟ ؟ یہ تو بھوکے اور مصیبت‌زدہ عوام کا مذاق اڑانا ھے ! کیا بھوکے لوگ دو مہینے ’’ انتظار کرنے ،، پر راضی ھو جائیں‌گے ؟ یا وہ تباھی جس کے اضافے کے بارے میں آپ خود روز لکھتے رھتے ھیں سوویتوں کی کانگرس یا آئین ساز اسمبلی کے لئے ’’ انتظار کرنے ،، کو تیار ھو جائے گی ؟ یا جرمن حملہ ، ھماری طرف سے امن کے لئے سنجیدہ اقدامات کی غیرموجودگی کی صورت میں (یعنی جنگ کے تمام شرکا کے لئے منصفانہ امن کی باقاعدہ تجویز کی غیرموجودگی میں) سوویتوں کی کانگرس یا آئین ساز اسمبلی کے لئے ’’ انتظار کرنے ،، پر راضی ھو جائے گا ؟ یا آپ کے پاس ایسی

معلومات ھیں جن سے آپ یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ھیں کہ روسی انقلاب کی تاریخ جو ۲۸ فروری سے ۳۰ ستمبر تک غیرمعمولی طوفانی اور بےمثال تیز رفتار سے آگے بڑھی ھے یکم اکتوبر سے ۲۹ نومبر (۳۳) تک انتہائی سکون، امن، قانونی طور پر متوازن چال سے چلےگی جس میں اچانک ھنگاموں، ھڑتالوں، فوجی شکستوں اور معاشی بحرانوں کا کوئی امکان نہیں؟ یا محاذ پر وہ فوج، جس کے بارے میں غیر بالشویک افسر دوباسوف نے سرکاری طور پر محاذ کی طرف سے اعلان کیا کہ وہ ''لڑےگی نہیں''، یہ فوج ''مقررہ تاریخ'' تک بھوک اور سردی سے ٹھٹھر کر سکون کے ساتھ رھےگی؟ یا کسانوں کی بغاوت خانہ‌جنگی کا عنصر نہیں رھےگی کیونکہ آپ اس کو ''نراج'' اور ''قتل عام'' کہینگے، کیونکہ کیرینسکی کسانوں کے خلاف ''فوجی'' طاقت بھیجےگا؟ یا کیا یہ ممکن ھے یا اس کا تصور کیا جا سکتا ھے کہ سکون کے ساتھ صحیح طور پر دھوکہ نہ دینےوالا کام وھی حکومت کسان ملک میں آئین ساز اسمبلی کے انعقاد کے لئے کرے جو حکومت کسانوں کی بغاوت کو دبا رھی ھے؟

''اسمولنی انسٹی‌ٹیوٹ کے انتشار'' (۳۴) پر مت ھنسئے، حضرات! آپ کا انتشار کچھ کم نہیں ھے۔ خانہ‌جنگی کے ھیبت‌ناک سوالوں کے بارے میں آپ انتشارآمیز جملوں اور افسوسناک آئینی فریبوں سے جواب دیتے ھیں۔ اسی لئے میں کہتا ھوں کہ اگر بالشویک ایسی مزاجی کیفیت میں مبتلا ھو جاتے تو وہ اپنی پارٹی اور اپنے انقلاب کو تباہ کر دیتے۔

یکم اکتوبر ۱۹۱۷ء | ن۔ لینن

آخر ستمبر سے لیکر
یکم (۱۴) اکتوبر ۱۹۱۷ء
تک لکھا گیا۔
اکتوبر ۱۹۱۷ء میں رسالے
''پروسویشچینیے'' کے
شمارے ۲ — ۱ میں شائع ھوا

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳۴، صفحات ۳۳۹ — ۲۸۷

سوویت حکومت کے فوری فرائض[۳۵]

روسی سوویت ریپبلک کی بین‌اقوامی پوزیشن اور سوشلسٹ انقلاب کے بنیادی فریضے

اس امن (۳۶) کا بھلا ہو جو حاصل کیا گیا ہے، باوجود اس کی ساری گراں‌باری اور غیر استحکام کے۔ اس سے روسی سوویت ریپبلک کو ایک معینہ وقت کے لئے یہ موقع ملا ہے کہ وہ اپنی طاقتوں کو سوشلسٹ انقلاب کے انتہائی اہم اور انتہائی مشکل پہلو پر مرکوز کر سکے یعنی تنظیم کے فریضے پر۔

یہ فریضہ تمام محنت‌کش اور مظلوم عوام کے سامنے صفائی اور صحت کے ساتھ اس قرارداد کے چوتھے پیراگراف (چوتھے حصے) میں پیش کیا گیا ہے جو ۱۰ مارچ ۱۹۱۸ء کو ماسکو میں سوویتوں کی ہنگامی کانگرس نے منظور کیا ہے — قرارداد کے اسی پیراگراف میں (یا اسی حصے میں) جہاں محنت‌کش لوگوں کی خودضابطگی کے بارے میں اور انتشار اور بدنظمی کے خلاف شدید جدوجہد کے متعلق کہا گیا ہے*۔

روسی سوویت ریپبلک نے جو امن حاصل کیا ہے وہ واقعی غیر مستحکم اس لئے نہیں ہے کہ ریپبلک اب فوجی کارروائیوں کو جاری کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہے۔ سوائے بورژوا انقلاب‌دشمنوں اور ان کے پٹھوؤں (منشویکوں اور دوسروں) کے کوئی سمجھدار

---

* و۔ ای۔ لینن۔ ''بریست کے معاہدۂ امن کی تصدیق کے بارے میں سوویتوں کی چھٹی ہنگامی کل روس کانگرس کی تجویز''۔ (ایڈیٹر)

سیاست‌داں اس کے بارے میں نہیں سوچتا۔ امن کا غیراستحکام یہ ہے کہ روس کی ہم‌سرحد مغربی اور مشرقی سامراجی ریاستوں میں جو زبردست فوجی طاقتوں کی مالک ہیں، فوجی پارٹی روس کی فوری کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اور ان سرمایہ‌داروں کی شہ پر جو سوشلزم سے نفرت کرتے ہیں اور لوٹ‌مار کے مشتاق ہیں، کسی لمحے بھی بالادستی حاصل کر سکتی ہے۔

اس صورت‌حال میں امن کی حقیقی گارنٹی، کاغذی نہیں، ہمارے لئے سامراجی طاقتوں کے درمیان قطعی مخاصمت ہے، جو انتہائی حد کو پہنچ گئی ہے اور جو ایک طرف مغرب میں قوموں کی سامراجی خون‌ریزی کی تجدید سے ظاہر ہوتی ہے اور دوسری طرف جاپان اور امریکہ کے درمیان اس سامراجی مقابلے کی انتہائی شدت سے جو بحرالکاہل اور اس کے ساحل پر برتری حاصل کرنے کےلئے ہو رہا ہے۔

یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایسی غیرمستحکم حفاظت میں ہماری سوویت سوشلسٹ ریپبلک بہت ہی غیرمستحکم اور بلاشبہ خطرناک بین‌اقوامی پوزیشن میں ہے۔ ہم کو اپنی ساری طاقت اس لئے لگانے کی ضرورت ہے کہ ہم اس دم لینے کے وقت کو، جو حالات نے ہمیں فراہم کیا ہے، ان انتہائی سنگین زخموں کے اندمال کے لئے استعمال کرسکیں جو جنگ نے روس کے پورے سماجی نظام پر لگائے ہیں اور معاشی بحالی کریں جس کے بغیر ہمارے ملک کی دفاعی صلاحیت کو بہتر بنانے کی بات تک نہیں کی جا سکتی۔

یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ ہم مغرب میں سوشلسٹ انقلاب کو جس میں کئی وجوہ سے تاخیر ہوئی ہے صرف اس حد تک مؤثر امداد دے سکیں‌گے، جتنا ہم اس انتظامی فریضے کو پورا کر سکیں گے جو ہمارے سامنے ہے۔

تنظیم کے اولیں فریضے کو جو ہمارے سامنے ہے کامیابی سے پورا کرنے کی ابتدائی شرط یہ ہے کہ عوام کے سیاسی لیڈر یعنی روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کے ممبر اور پھر محنت‌کش عوام کے سارے طبقاتی شعور رکھنےوالے نمائندے اس بنیادی فرق کو پوری طرح سمجھیں جو اس لحاظ سے پچھلے بورژوا انقلابوں اور موجودہ سوشلسٹ انقلاب میں ہے۔

بورژوا انقلابوں میں ، محنت کش عوام کا خاص فریضہ جاگیرداری ، شاہی اور قرون وسطی کے نظام کو ختم کرنے کا منفی یا تخریبی کام تھا۔ نئے سماج کو منظم کرنے کا مثبت یا تعمیری کام آبادی کی صاحب جائداد ، بورژوا اقلیت کرتی تھی۔ اور وہ اس فریضے کو ، مزدوروں اور غریب کسانوں کی مزاحمت کے باوجود نسبتاً آسانی سے پورا کرتی تھی نہ صرف اسلئے کہ اس وقت سرمائے کے استحصال کے شکار لوگوں کی مزاحمت بہت کمزور تھی کیونکہ وہ تتربتر اور غیرتعلیم یافتہ تھے بلکہ اسلئے بھی کہ نراجی طور پر تشکیل پائے ہوئے سرمایہ‌دار سماج کی خاص منظم کرنےوالی طاقت خودبخود وسعت اور گہرائی اختیار کرنےوالی قومی اور بین‌اقوامی منڈی ہے۔

اس کے برعکس ، پرولتاریہ اور اس کی رہنمائی میں غریب کسانوں کا خاص فریضہ ہر سوشلسٹ انقلاب میں — اور اس لئے روس میں ہمارے ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے شروع کئےہوئے سوشلسٹ انقلاب میں بھی — یہ مثبت اور تعمیری کام ہے کہ ان نئے تنظیمی تعلقات کا انتہائی پیچیدہ اور بہت ہی نازک جال بنائیں جو لاکھوں کروڑوں لوگوں کے وجود کے لئے ضروری منصوبہ‌بند پیداوار اور سامان کی تقسیم کو اپنے احاطے میں لے لے۔ ایسے انقلاب کی تکمیل صرف اس وقت کامیاب ہو سکتی ہے اگر آبادی کی اکثریت ، اور خصوصاً محنت کش لوگوں کی اکثریت خودمختاری کے ساتھ تاریخی تخلیقی کام کرے۔ صرف اسی صورت میں یعنی اگر پرولتاریہ اور غریب کسان کافی شعور ، اخلاقی مضبوطی ، ایثار اور استقلال کا مظاہرہ کر سکیں تو سوشلسٹ انقلاب کی فتح کی گارنٹی ہوگی۔ نئی ، سوویت قسم کی ریاست قائم کرکے ، جس نے محنت کش اور مظلوم لوگوں کو ایک نئے سماج کی خودمختارانہ تعمیر میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لینے کا موقع دیا ہے ، ہم نے مشکل فریضے کا صرف تھوڑا سا حصہ پورا کیا ہے۔ سب سے بڑی مشکل تو معاشی شعبے میں ہے یعنی پیداوار اور سامان کی تقسیم کا انتہائی سخت اور ہمہ گیر حساب کتاب اور کنٹرول نافذ کرنا ، محنت کی کارگذاری کو بڑھانا اور پیداوار کو عملی طور پر اشتراکی بنانا۔

بالشویک پارٹی کا فروغ ، جو روس میں موجودہ حکمراں پارٹی ہے، بہت ہی نمایاں طور پر تاریخ میں اس موڑ کو دکھاتا ہے جہاں ہم اب پہنچے ہیں اور جو موجودہ سیاسی حالت کا انوکھاپن ہے اور سوویت اقتدار کی نئی سمت تعین کرنے کا یعنی نئے فریضوں کو نئی طرح مرتب کرنے کا مقتضی ہے۔

مستقبل کی ہر پارٹی کا پہلا فریضہ لوگوں کی اکثریت کو یہ یقین دلانا ہے کہ اس کا پروگرام اور طریقۂ کار صحیح ہیں۔ یہ فریضہ زارشاہی میں اور چیرنوف اور تسریتیلی والوں کے کیرینسکی اور کیشکین والوں سے سمجھوتے کے زمانے میں بھی پیش پیش تھا — اور اب یہ فریضہ جو واقعی تکمیل سے ابھی کہیں دور ہے (اور جو کبھی آخر تک نہیں پہنچایا جا سکتا) بڑی حد تک حل ہو چکا ہے کیونکہ روس کے مزدوروں اور کسانوں کی اکثریت یقینی طور پر بالشویکوں کی طرف ہے جیسا کہ ماسکو میں سوویتوں کی پچھلی کانگرس نے مسلمہ طور پر دکھایا ہے۔

ہماری پارٹی کا دوسرا فریضہ سیاسی اقتدار جیتنا اور استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کو دبانا تھا۔ اور یہ فریضہ بھی آخر تک نہیں پورا کیا گیا ہے اور اس کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ شاہ‌پرست اور آئینی ڈیموکریٹ (کیڈیٹ) ایک طرف سے، اور ان کے پٹھو اور دم چھلے منشویک اور دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی دوسری طرف سے سوویت اقتدار کا تختہ الٹنے کے لئے متحد ہونے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ لیکن استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کو دبانے کا فریضہ بڑی حد تک ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء سے (تقریباً) فروری ۱۹۱۸ء تک یا بوگایفسکی کے ہتھیار ڈالنے تک پورا کیا جا چکا ہے۔

اب تیسرا فریضہ ایسے فوری فریضے کی طرح سامنےآرہا ہے جو موجودہ وقت کے لئے انوکھا ہے یعنی روس کے انتظام کو منظم کرنا۔ ظاہر ہے کہ ہم نے یہ فریضہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے بعد دوسرے ہی دن پیش کیا اور اس کو پورا کرنا شروع کیا لیکن ابھی تک، استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کے کھلی خانہ‌جنگی کی صورت اختیار کرنے کیوجہ سے، انتظام کا فریضہ خاص اور مرکزی نہیں بن سکا۔

اب وہ ایسا ہو گیا ہے۔ ہم نے، بالشویک پارٹی نے روس کا اعتماد حاصل کر لیا ہے۔ ہم نے روس کو امیروں سے جیت لیا ہے غریبوں کے لئے، استحصال کرنےوالوں سے محنت کشوں کے لئے۔ ہمیں اب روس کا انتظام کرنا چاہئے۔ اور موجودہ لمحے کا سارا انوکھاپن، ساری مشکل یہ ہے کہ لوگوں کی یقین‌دھانی اور استحصال کرنےوالوں کو فوجی طور پر دبانے کے خاص فریضے سے انتظام کے خاص فریضے تک جانے کے عبور کی خصوصیت کو سمجھا جائے۔

تاریخ عالم میں پہلی بار سوشلسٹ پارٹی، بڑی حد تک اقتدار کو جیتنے اور استحصال کرنےوالوں کو دبانے میں کامیاب ہوئی اور انتظام کے فریضے کی طرف براہ راست آ سکی۔ ہمیں سوشلسٹ تبدیلی کے اس انتہائی مشکل (اور انتہائی شریفانہ) فریضے کو پورا کرنے کا اہل ثابت ہونا چاہئے۔ یہ خوب سوچنا چاہئے کہ انتظام کو کامیابی کے ساتھ کرنے کے لئے، لوگوں کی یقین‌دھانی کی صلاحیت کے علاوہ، خانہ‌جنگی کو جیتنے کی صلاحیت کے علاوہ، ہمیں عملی تنظیمی کام کا بھی اہل ہونا چاہئے۔ یہ سب سے مشکل فریضہ ہے کیونکہ یہ نئے طریقے سے لاکھوں کروڑوں لوگوں کی زندگی کی انتہائی گہری، معاشی بنیادوں کو منظم کرنے کا معاملہ ہے۔ اور یہ انتہائی شریفانہ فریضہ بھی ہے کیونکہ صرف اس کے حال کے بعد ھی (اہم اور بنیادی حدوں تک) یہ کہنا ممکن ہوگا کہ روس نہ صرف سوویت بن گیا بلکہ سوشلسٹ ریپبلک بھی۔

وقت حاضر کا عام نعرہ

جس معروضی صورت‌حال کا خاکہ اوپر پیش کیا گیا جو انتہائی بوجھل اور غیرمستحکم صلح، کربناک تباھی، بےروزگاری، بھکمری نے پیدا کر دی ہے جن کو جنگ اور بورژوازی کی حکمرانی نے (کیرینسکی اور اس کے حامیوں منشویکوں اور دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی صورت میں) ہمارے لئے بطور وراثت چھوڑا ہے — ان سب نے محنت کشوں کی کثیر تعداد میں ناگزیر طور پر انتہائی تھکن، حتی‌کہ ناتوانی پیدا کر دی ہے۔ ان کا پراصرار مطالبہ ہے اور

مطالبہ کے سوا کچھ اور ہو بھی نہیں سکتا ھے کہ کچھ آرام کیا جائے۔ اس وقت فریضہ یہ ھے کہ جنگ اور بورژوا حکمرانی کی تباہ کی ہوئی پیداواری طاقتوں کو بحال کیا جائے، ان زخموں کا اندمال کیا جائے جو جنگ اور جنگ میں شکست، سٹہ‌بازی اور استحصال کرنے‌والوں کے اس اقتدار کو بحال کرنے کے لئے، جسکا تختہ الٹا جا چکا ھے، بورژوازی کی کوششوں نے لگائے ھیں، ملک کو معاشی طور پر بلند کیا جائے، ابتدائی ضابطے کی مضبوطی سے حفاظت کی جائے۔ ممکن ھے کہ یہ مہمل معلوم ہو لیکن درحقیقت معروضی حالات کی بنا پر یہ بات بلاشبہ یقینی ھے کہ اس وقت سوویت حکومت روس کے سوشلزم کی طرف عبور کو صرف اسی صورت میں مضبوط بنا سکتی ھے اگر بورژوازی، منشویکوں اور دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی مزاحمت کے باوجود، سماجی زندگی کو برقرار رکھنے‌والے ان انتہائی ابتدائی، بہت ھی ابتدائی فریضوں کو عملی طور پر حل کر لیا جائے۔ ان انتہائی ابتدائی فریضوں کا عملی حل اور سوشلزم کی طرف پہلے قدموں کی تنظیمی مشکلات پر قابو پا لینا، موجودہ صورت‌حال کی ٹھوس خصوصیات اور سوویت اقتدار کے معہ اس کے زمین کو سماجی بنانے (۳۷) اور مزدوروں کے کنٹرول وغیرہ کے قوانین کے پیش نظر، اب ایک ھی سکے کے دو رخ ہو گئے ھیں۔

روپیہ پیسے کا ٹھیک اور ایماندارانہ حساب رکھو، کفایت شعاری سے کام چلاؤ، کاھلی مت کرو، چوری نہ کرو، محنت میں انتہائی سخت ڈسپلن سے کام لو — یہی ھیں وہ نعرے جن کا انقلابی پرولتاریہ اس وقت بجا طور پر مذاق اڑاتا تھا جب بورژوازی اس طرح کی باتوں سے استحصال کرنے‌والے طبقے کی حیثیت سے اپنی حکمرانی پر پردہ ڈالتی تھی، اب، بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد، یہ اس وقت کے فوری اور خاص نعرے بن گئے ھیں۔ محنت‌کش عوام کی طرف سے ان نعروں کا عملی نفاذ، ایک طرف ملک کو بچانے کی واحد شرط ھے جو سامراجی جنگ اور سامراجی درندوں (کیرینسکی کی قیادت میں) کی ظالمانہ کارروائیوں کیوجہ سے نیم‌جان ہو چکا ھے، اور دوسری طرف، سوویت اقتدار کی طرف سے، اپنے طریقوں سے، اپنے قوانین کی بنیاد پر ان نعروں کا زندگی میں عملی نفاذ سوشلزم کی مختتم فتح کے لئے

ضروری اور کافی ہے۔ یہ بات وہی لوگ نہیں سمجھ سکتے جو حقارت کے ساتھ ایسے '' پٹے ہوئے ،، اور '' حقیر ،، نعروں کو اولیں جگہ دینے کے خیال کو رد کر دیتے ہیں۔ اس چھوٹے کسانوں‌والے ملک میں جس نے زارشاہی کا تختہ صرف ایک سال ہوئے الٹا ہے اور چھ مہینے سے کم ہوئے کیرینسکی والوں سے نجات حاصل کی ہے، قدرتی طور پر کافی ہنگامی نراج باقی رہ گیا ہے جس کو اس درندگی اور وحشت نے جو ہر طویل اور رجعت‌پرست جنگ کی ہم‌رکاب ہوتی ہے زیادہ شدید بنا دیا ہے، اور نا امیدی اور بیسود تلخی کافی پیدا کی ہے۔ اگر اس میں بورژوازی کے پٹھوؤں (منشویکوں اور دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں وغیرہ) کی اشتعال‌انگیز پالیسی کا اضافہ کر دیا جائے تو پوری طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ بہترین اور انتہائی باشعور مزدوروں اور کسانوں کو کتنی طویل اور سخت کوششیں کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عوام کے موڈ کا رخ پوری طرح مڑ جائے اور وہ صحیح، مستقل اور باضابطہ محنت کے راستے پر آجائیں۔ غریب عوام (پرولتاریوں اور نیم‌پرولتاریوں) کی لائی ہوئی صرف یہی تبدیلی بورژوازی پر اور خاص طور سے زیادہ ضدی اور بڑی تعدادوالی کسان بورژوازی پر مکمل فتح حاصل کر سکتی ہے۔

بورژوازی کے خلاف جدوجہد کی نئی منزل

ہمارے یہاں بورژوازی پر فتح حاصل کر لی گئی ہے لیکن اس کو جڑ سے نہیں اکھاڑا گیا ہے، وہ تباہ نہیں ہوئی ہے اور آخر تک توڑی بھی نہیں گئی ہے۔ اسی لئے ہمارے سامنے بورژوازی کے خلاف جدوجہد کی نئی اور زیادہ اونچے پیمانے کی صورت ہے، سرمایہ‌داروں کی ملکیت کی ضبطی کے بہت ہی سادہ فریضے سے گذر کر ایسے حالات پیدا کرنے کے کہیں زیادہ پیچیدہ اور مشکل فریضے تک جانا ہے جن میں نہ تو بورژوازی کا وجود ممکن رہے اور نہ وہ پھر ابھر سکے۔ صاف بات ہے کہ یہ فریضہ بےحد زیادہ بلند ہے اور اس کی تکمیل کے بغیر سوشلزم ممکن نہیں ہے۔

اگر ہم اپنے انقلاب کے حاصلات کو مغربی یورپ کے انقلابوں کے پیمانے سے ناپیں تو فی‌الحال ہم تقریباً ۱۷۹۳ء اور ۱۸۷۱ء (۳۸) کی سطح تک پہنچے ہیں۔ ہم بجا طور سے اس پر فخر کر سکتے ہیں کہ اس سطح کے اوپر اٹھے ہیں اور ایک لحاظ سے، بلاشبہ، اس سے کچھ آگے بڑھ گئے ہیں یعنی ہم نے سارے روس میں سب سے اعلیٰ قسم کی ریاست — سوویت اقتدار کا فرمان جاری کیا ہے اور اس کو رائج کیا ہے۔ لیکن ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے اس پر کسی حالت میں مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ ہم نے سوشلزم کی طرف عبور صرف شروع کیا ہے لیکن اس سلسلے میں ابھی کوئی فیصلہ کن بات نہیں کی ہے۔

فیصلہ کن بات پیداوار اور سامان کی تقسیم پر انتہائی سخت اور کل قومی حساب کتاب اور کنٹرول کی تنظیم ہے۔ اور پھر ان کارخانوں، معیشت کی ان شاخوں اور شعبوں میں جو ہم نے بورژوازی سے لی ہیں ہم حساب کتاب اور کنٹرول ابھی تک نہیں کر پائے ہیں، لیکن اس کے بغیر سوشلزم کو رائج کرنے کے لئے دوسری شرط، اتنی ہی اہم اور مادی شرط یعنی محنت کی کارگذاری کو ساری قوم کے پیمانے پر بلند کرنیکا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا ہے۔

اسی لئے اس وقت کے فریضے کا تعین محض اس فارمولے کے ذریعہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ سرمائے پر حملہ جاری رکھو۔ اس کے باوجود کہ ہم نے بلاشبہ سرمائے کو مختتم طور پر کچلا نہیں ہے اور محنت کشوں کے اس دشمن کے خلاف حملہ جاری رکھنا قطعی ضروری ہے، ایسا فارمولا صحیح اور ٹھوس نہ ہوتا، اس میں موجودہ صورت حال کی خصوصیات کا لحاظ نہ ہوتا جبکہ مزید حملے کی کامیابی کے مفاد میں ضرورت یہ ہے کہ فی‌الحال حملے کو "ملتوی" کر دیا جائے۔

اس کی وضاحت سرمائے کے خلاف جنگ میں ہماری پوزیشن کا اس فاتح فوج کی پوزیشن سے مقابلہ کر کے ہو سکتی ہے جس نے، مان لیجئے، دشمن سے نصف یا دو تہائی علاقہ چھین لیا ہو اور حملہ ملتوی کرنے پر مجبور ہوئی ہو تاکہ اپنی طاقتوں کو مجتمع کر سکے، اپنے جنگی وسائل کے ذخیروں میں اضافہ کر سکے، رسل و رسائل کی لائنوں کی مرمت کر سکے اور ان کو مضبوط بنا سکے،

نئے گودام تعمیر کرسکے اور نئی محفوظ طاقتوں کو برسرکار لا سکے وغیرہ۔ فاتح فوج کے حملے کو ایسے حالات میں ملتوی کرنا دشمن کے باقی علاقے کو حاصل کرنے کے لئے ہی ضروری ہے یعنی پوری فتح کے مفادات کے لئے۔ جو لوگ یہ نہیں سمجھ سکے کہ اس وقت معروضی صورت‌حال ہم سے اسی کی مقتضی ہے کہ سرمائے کے خلاف حملہ ''ملتوی'' کر دیا جائے وہ موجودہ سیاسی لمحے کے بارے میں کچھ بھی نہیں سمجھے ہیں۔

ظاہر ہے کہ سرمائے کے خلاف حملے کے ''التوا'' کے بارے میں محض واوین میں کہا جاسکتا ہے یعنی محض استعارے میں۔ معمولی جنگ میں حملہ روکنے کا عام حکم جاری کیا جا سکتا ہے، عملی طور پر پیش‌قدمی کو روکا جاسکتا ہے۔ سرمائے کے خلاف جنگ میں پیش‌قدمی کو نہیں روکا جا سکتا اور اس کا کوئی سوال ہی نہیں ہو سکتا ہے کہ ہم نے سرمائے کی مزید ضبطی سے انکار کر دیا ہو۔ بحث ہمارے معاشی اور سیاسی کام کے مرکز ثقل کو تبدیل کرنے کے بارے میں ہے۔ ابھی تک تو غاصبوں کی جائداد کی براہ‌راست ضبطی کے اقدامات اولیں منصوبے میں تھے۔ اب اولیں منصوبے میں ان کارخانوں میں، جہاں سرمایہ‌داروں کو ملکیت سے محروم کیا جا چکا ہے، اور تمام دوسرے کارخانوں میں حساب کتاب اور کنٹرول کی تنظیم کرنا ہے۔

اگر ہم اب پہلی‌والی رفتار سے سرمائے کی ضبطی آگے بھی جاری رکھتے تو ہمیں غالباً شکست ہوتی کیونکہ ہمارا پرولتاری حساب کتاب اور کنٹرول کی تنظیم کا کام صاف طور سے، ہر سوچنے‌والے انسان کے لئے صاف طور سے، براہ‌راست ''غاصبوں کی جائداد کی ضبطی'' کے کام سے پیچھے رہ گیا ہے۔ اگر ہم اب اپنی ساری طاقت حساب کتاب اور کنٹرول کی تنظیم پر لگا دیں تو ہم اس فریضے کو پورا کر سکیں گے، ہم کھوئے ہوئے وقت کی کمی پوری کر لیں گے؛ ہم سرمائے کے خلاف اپنی ساری ''مہم'' کو جیت لیں گے۔

لیکن اس بات کو تسلیم کرنا کہ ہمیں کھوئے ہوئے وقت کی کمی پوری کرنی ہے کیا یہ تسلیم کرنے کے برابر نہیں ہے کہ کوئی غلطی ہوئی ہے؟ بالکل نہیں۔ پھر ایک فوجی مثال لیجئے۔

اگر دشمن کو صرف ہلکے گھڑسوار دستوں سے شکست دینا اور پیچھے ڈھکیلنا ممکن ہے تو اس کو کرنا چاہئیے۔ لیکن اگر اس کو صرف ایک حد تک کامیابی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس کے بعد بھاری توپخانہ لانے کی ضرورت ہوگی۔ لیکن یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ بھاری توپ خانہ لانے کے لئے کھوئے ہوئے وقت کی کمی اب پوری کرنی ضروری ہے، ہم عام طور پر یہ نہیں تسلیم کرتے کہ گھڑسواروں کا فاتحانہ حملہ غلطی تھی۔

بورژوازی کے حاشیہ برداروں نے اکثر ہمیں اس بات پر ملامت کی ہے کہ ہم نے سرمائے پر حملے کے لئے ''سرخ گارڈ،، سے کام لیا۔ یہ ملامت فضول ہے اور صرف تھیلی شاہوں کے حاشیہ برداروں کو ہی زیب دیتی ہے۔ کیونکہ اپنے وقت میں سرمائے پر ''سرخ گارڈ،، کا حملہ حالات کا قطعی تقاضہ تھا — اول، اس وقت سرمائے نے کیرینسکی اور کراسنوف، ساوینکوف اور گوتس (گیگچکوری اب تک اس طرح کی مزاحمت کر رہا ہے)، دوتوف اور بوگایفسکی کے ذریعہ فوجی مزاحمت کی۔ فوجی مزاحمت کو فوجی ذرائع کے سوا کسی اور طریقے سے نہیں توڑا جا سکتا اور سرخ گارڈوں نے محنت کشوں اور استحصال کے شکار لوگوں کو استحصال کرنےوالوں کے جوے سے نجات دلا کر انتہائی شریفانہ اور عظیم تاریخی کام کیا۔

دوسرے، ہم اس وقت اولیں منصوبے میں دباؤ کے طریقوں کی جگہ انتظام کے طریقے نہیں رکھ سکتے تھے کیونکہ انتظام کا فن جبلی نہیں بلکہ تجربے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس وقت ہمارے پاس یہ تجربہ نہیں تھا۔ اب وہ ہے۔ تیسرے، اس وقت ہمارے کام کے لئے علم اور ٹکنیک کے مختلف شاخوں میں ماہر نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ وہ یا تو بوگایفسکی کی صفوں میں لڑ رہے تھے یا اس بات کا امکان رکھتے تھے کہ توڑ پھوڑ کے ذریعہ باقاعدگی اور شدت کے ساتھ مزاحمت کریں۔ اور اب ہم نے توڑ پھوڑ کو ختم کر دیا ہے۔ سرمائے پر ''سرخ گارڈ،، کا حملہ کامیاب رہا، فتحیاب رہا کیونکہ ہم نے سرمائے کی فوجی مزاحمت اور سرمائے کے توڑ پھوڑ دونوں پر فتح پائی۔

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ سرمائے پر ''سرخ گارڈ،، کا حملہ ہمیشہ مناسب ہے، تمام حالات میں مناسب ہے، کہ ہمارے پاس سرمائے سے لڑنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے ؟ اس طرح سوچنا طفلانہ بات ہوتی۔ ہم نے هلکی گھڑسوار فوج سے جیت لیا لیکن ہمارے پاس بھاری توپخانہ بھی ہے۔ ہم نے دباؤ کے طریقوں سے فتح حاصل کی اور ہم انتظام کے طریقوں سے بھی فتح حاصل کر سکتے ہیں۔ صورت حال میں تبدیلی کے ساتھ دشمن کے خلاف لڑنے کے طریقوں کو بدلنے کی صلاحیت رکھنی چاہئے۔ ساوینکوف اور گیگچکوری جیسے حضرات اور ہر طرح کے دوسرے جاگیردار اور بورژوا انقلابدشمنوں کو دبانے کے لئے ہم ''سرخ گارڈ،، کے استعمال میں ذرا بھی تامل نہیں کریں گے۔ لیکن ہم ایسی حماقت نہیں کریں گے کہ ایسے وقت میں ہم ''سرخ گارڈ،، کے طریقوں کو صف اول میں لائیں جبکہ ''سرخ گارڈ،، کے حملے کی ضرورت کا دور بنیادی طور پر ختم ہو چکا ہے (اور فاتحانہ طور پر ختم ہو چکا ہے) اور جبکہ وہ دور دروازے پر دستک دے رہا ہے جسمیں پرولتاری ریاستی اقتدار کو بورژوا ماہرین کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ زمین اس طرح جوتی جا سکے کہ وہاں پھر بورژوازی کی کوئی بھی نشوونما نہ ہو سکے۔

یہ انوکھا دور ہے، یا یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ ترقی کا دور ہے اور سرمائے پر مختتم فتح حاصل کرنے کے لئے ہمیں اس دور کے انوکھے حالات کے مطابق اپنی جدوجہد کی صورتوں کو ڈھالنے کی صلاحیت رکھنی چاہئے۔

علم، ٹکنیک اور تجربے کی مختلف شاخوں کے ماہرین کی رہنمائی کے بغیر سوشلزم تک پہنچنا ممکن نہیں ہے کیونکہ سوشلزم کا تقاضہ یہ ہے کہ سرمایہداری کے مقابلے میں اور اس بنیاد پر جو سرمایہداری نے حاصل کی ہے محنت کی زیادہ اونچی کارگذاری کے لئے باشعور اور عام تحریک کو آگے بڑھانا چاہئے۔ سوشلزم کو اپنے طور پر، اپنے طریقوں سے — زیادہ ٹھوس طور پر یہ کہنا چاہئے کہ سوویت طریقوں سے — اس تحریک کو آگے بڑھانا چاہئے۔ اور ماہرین، سماجی زندگی کے اس پورے ماحول کیوجہ سے جس نے ان

کو ماہر بنایا ہے ، لازمی طور پر زیادہ تر بورژوا لوگوں میں سے ہیں ۔ اگر ہمارے پرولتاریہ نے ، اقتدار حاصل کرکے ، حساب کتاب ،، کنٹرول اور تنظیم کا فریضہ کل قومی پیمانے پر جلد طے کر لیا ہوتا (جو جنگ اور روس کی پسماندگی کی وجہ سے ناممکن تھا) تو ہم توڑپھوڑ کو ختم کرنے کے بعد بورژوا ماہرین کو ہمہ گیر حساب کتاب اور کنٹرول کے ذریعہ پوری طرح اپنے قابو میں لا سکتے ۔ حساب کتاب اور کنٹرول کو عام طور پر رائج کرنے میں کافی " تاخیر ،، کیوجہ سے ، اگرچہ ہم نے توڑ پھوڑ پر جیت حاصل کرلی ہے ، ہم نے ابھی تک وہ حالات نہیں پیدا کئے ہیں جو بورژوا ماہرین کو ہمارے کام میں لاسکتے ۔ توڑ پھوڑ کرنےوالوں کی بڑی تعداد " کام پر جا رہی ہے ،، لیکن اچھے ناظم اور بڑے بڑے ماہرین کو ریاست یا تو پرانے طریقے سے ، بورژوا طریقے سے استعمال کر سکتی ہے (یعنی بڑی تنخواہیں دے کر) یا نئے طریقے سے ، پرولتاری طریقے سے (یعنی نیچے سے کل قومی حساب کتاب اور کنٹرول کے لئے حالات پیدا کرکے جو لازمی طور پر خودبخود ماہرین کو اپنے قابو میں لاتے اور اپنی طرف کھینچتے) ۔

اب ہمیں پرانا بورژوا طریقہ اختیار کرنا پڑا اور چوٹی کے بورژوا ماہرین کی " خدمات ،، کے لئے بہت اونچی تنخواہیں دینے پر راضی ہونا پڑا ۔ وہ سب لوگ جو اس معاملے سے واقف ہیں اس کو دیکھتے ہیں لیکن سب اس اقدام کی اہمیت کو نہیں سمجھتے جو پرولتاری ریاست کی طرف سے کیا گیا ہے ۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ اقدام سمجھوتہ ہے ، پیرس کمیون اور ہر پرولتاری اقتدار کے اصولوں سے ہٹنا ہے جو اجرتوں کو اوسط درجے کے مزدور کی سطح تک گھٹانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور جو اس پر زور دیتے ہیں کہ کیریرازم کے خلاف محض زبانی نہیں بلکہ عملی جدوجہد کی جائے ۔

مزید برآں ، یہ بات صاف ہے کہ اس قسم کا اقدام نہ صرف (بعض شعبوں اور بعض مدارج میں) سرمائے پر حملے کو ملتوی کرنا ہے (کیونکہ سرمایہ کوئی رقم نہیں ، بلکہ واضح سماجی رشتہ ہے) بلکہ ہمارے سوشلسٹ ، سوویت ، ریاستی اقتدار کے لئے پیچھے کی طرف قدم ہے جس نے بالکل ابتدا میں ہی اونچی تنخواہوں کو اوسط

درجے کے مزدور کی اجرت تک گھٹانے کی پالیسی کا اعلان کیا تھا اور اس پر عمل پیرا تھا (۳۹) ۔

یہ سچ ھے کہ بورژوازی کے حاشیہ‌بردار ، خصوصاً چھوٹے لوگ جیسے منشویک ، '' نووایا ژیزن ،، والے ، دائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابی ھمارے اس اعتراف پر کھلکھلا پڑینگے کہ ھم پیچھے کی طرف قدم رکھ رھے ھیں ۔ لیکن ھمیں ان کی کھلکھلاھٹ کی پرواہ نہ کرنا چاھئے ۔ ھمیں اپنی غلطیوں اور خامیوں کو چھپائے بغیر سوشلزم کے انتہائی دشوار اور نئے راستے کی خصوصیات کا مطالعہ کرنا چاھئے اور جو کچھ کرنے سے رہ گیا ھے اس کو بروقت کرنے کی کوشش کرنی چاھئے ۔ عام لوگوں سے اس‌بات کو چھپانے کا مطلب کہ بورژوا ماھرین کو غیرمعمولی اونچی تنخواھوں کے ذریعہ اپنی طرف کھینچنا پیرس کمیون کے اصولوں سے پیچھے ھٹنا ھے، بورژوا سیاست کی سطح تک گر جانا اور عوام کو دھوکا دینا ھے ۔ علانیہ اس کی وضاحت کرنا کہ ھم کیسے اور کیوں پیچھے کی طرف قدم رکھ رھے ھیں ، پھر کھلم کھلا اس پر بحث کرنا کہ کھوئے ھوئے وقت کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کیا ذرائع ھیں — اس کا مطلب ھے عوام کو تربیت دینا اور ان کے ساتھ ملکر تجربے سے یہ سیکھنا کہ سوشلزم کی تعمیر کیسے کی جائے ۔ کوئی واحد فتحیاب فوجی مہم تاریخ میں ایسی نہیں ھوئی ھے جسمیں فاتح نے انفرادی غلطیاں نہ کی ھوں ، عارضی شکستیں نہ کھائی ھوں اور عارضی طور پر کچھ جھکا نہ ھو اور پسپا نہ ھوا ھو ۔ اور جو '' مہم ،، ھم نے سرمایہ‌داری کے خلاف چلائی ھے وہ مشکل‌ترین فوجی مہم سے لکھوکھا گنی زیادہ مشکل ھے اور عارضی اور جزوی پسپائی کے لئے ھمت ھار بیٹھنا حماقت اور شرم کی بات ھوتی ۔

اب ھم اس سوال کے عملی پہلو پر آتے ھیں ۔ مان لیجئے کہ روسی سوویت ریپبلک کو علم ، ٹکنیک اور عملی تجربے کے مختلف شعبوں میں اول درجے کے ایک ھزار سائنس‌دانوں اور ماھروں کی ضرورت ھے تاکہ وہ ملک کی معاشی ترقی زیادہ تیز کرنے کے لئے عوامی محنت کی رھنمائی کر سکیں ۔ مان لیجئے کہ ان '' چوٹی کے ستاروں ،، کو (جن کی اکثریت جتنی زیادہ بورژوا اخلاقوں سے بدچلن ھو گئی ھے

اتنی زیادہ مزدوروں کی بدچلنی کے بارے میں شور مچاتی ہے) فی کس ۲۰ ہزار روبل سالانہ دینا پڑتا ہے ۔ مان لیجئے کہ اس رقم (ڈھائی کروڑ روبل) کو دگنا (یہ فرض کرتے ہوئے کہ تنظیمی اور ٹکنیکی فریضوں میں سے اہم ترین کی خاص کامیابی اور تیزی سے تکمیل کے لئے ہم بونس دینگے) یا چوگنا تک کرنا پڑیگا (یہ فرض کرتے ہوئے کہ ہمیں کئی سو غیر ملکی ماہرین کو لینا ہوگا جو زیادہ تنخواہ کے طلب گار ہوں گے) ۔ سوال یہ ہے کہ آیا سوویت رپبلک کے لئے جدید سائنسی اور ٹکنیکی لائنوں پر لوگوں کی محنت کی تنظیم نو کرنے کے لئے پانچ یا دس کروڑ روبل سالانہ کی رقم حد سے زیادہ یا بھاری ہوگی ؟ قطعی نہیں ۔ باشعور مزدوروں اور کسانوں کی غالب اکثریت اس خرچ کی تصدیق کریگی کیونکہ وہ عملی تجربے سے جانتے ہیں کہ ہماری پسماندگی کیوجہ سے ہمیں اربوں کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور ہم ابھی حساب کتاب ، کنٹرول اور تنظیم کے اس درجے تک نہیں پہنچے ہیں جسمیں تمام بورژوا دانش ور "ستارے" ہمارے کام میں رضاکارانہ طور پر حصہ لیں ۔

ظاہر ہے کہ اس سوال کا دوسرا رخ بھی ہے ۔ بڑی بڑی تنخواہوں کا خراب اثر سوویت اقتدار پر (اسلئے اور بھی کہ اس اقتدار کی طرف تبدیلی اتنی تیزی سے ہوئی کہ وہ کچھ ایسے مہم بازوں اور چوروں کو اپنے میں شامل کرنے سے نہ روک سکا جو بعض ناکارہ یا بےشرم کمیساروں سے ملکر اسمیں باک نہیں رکھتے کہ وہ ریاست کا مال غبن کرنےوالے "ستارے" بن جائیں) اور مزدوروں پر مسلمہ ہے ۔ مزدوروں اور غریب کسانوں میں تمام سوچنے سمجھنےوالے ایماندار لوگ ہم سے اس بات پر اتفاق کریں گے ، مانیں گے کہ ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ سرمایہ‌داری کی خرافات وراثت سے فوراً نجات حاصل کر سکیں ، کہ سوویت رپبلک کو پانچ یا دس کروڑ روبل کے اس "خراج" سے نجات دلانا (نیچے سے کل قومی حساب کتاب اور کنٹرول کی تنظیم کے کام میں ہماری پسماندگی کے لئے خراج) اس کے سوا اور کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ ہم اپنے میں تنظیم پیدا کریں ، اپنے اندر ڈسپلن کو مضبوط کریں ، اپنے درمیان سے "سرمایہ‌داری کی وراثت کو برقرار رکھنےوالوں" اور "سرمایہ‌داری کی روایات کی پیروی

کرنےوالوں،، کا صفایا کریں یعنی کاهلوں ، طفیل‌خوروں اور ریاست کے مال کا غبن کرنےوالوں کا (اب ساری زمین ، ساری فیکٹریاں ، سب ریلوے سوویت ریپبلک کا '' مال ،، هے) - اگر باشعور ترقی‌یافته مزدور اور غریب کسان سوویت اداروں کی مدد سے ایک سال میں منظم اور منضبط هو جائیں ، خود کو سنبهال لیں ، زبردست محنتی ڈسپلن قائم کر لیں تو هم سال بهر بعد اس '' خراج ،، کو اتار پهینکیں‌گے جس کو اس سے پهلے بهی کم کیا جا سکتا هے... ٹهیک اس نسبت سے جتنی همارے مزدوروں اور کسانوں کی کامیابی محنتی ڈسپلن اور تنظیم میں هوگی- جتنی جلد هم خود ، مزدور اور کسان بهتر محنتی ڈسپلن اور اعلی محنتی ٹکنیک سیکهیں‌گے جس کے لئے هم بورژوا ماهرین کو استعمال کریں‌گے اتنی هی جلد هم ان ماهروں کے لئے هر طرح کے '' خراج ،، سے نجات حاصل کر سکیں‌گے -

پرولتاریه کی رهنمائی میں پیداوار اور سامان کی تقسیم کا کل قومی حساب کتاب اور کنٹرول منظم کرنے میں همارا کام غاصبوں کی ملکیت ضبط کرنے کے کام سے بهت پیچهے ره گیا هے - یه صورت‌حال موجوده لمحے کی خصوصیت اور اس سے پیدا هونےوالے سوویت اقتدار کے فریضوں کو سمجهنے میں بنیادی اهمیت رکهتی هے- بورژوازی کے خلاف جدوجهد میں مرکز ثقل ایسے حساب کتاب اور کنٹرول کی تنظیم کی طرف منتقل هو جاتا هے- صرف اس سے چل کر هی بینکوں کو قومی بنانے ، بیرونی تجارت میں ریاستی اجارےداری قائم کرنے ، زر کی گردش پر ریاستی کنٹرول کرنے ، ملکیت اور آمدنی پر پرولتاری نقطهٔ‌نظر سے قابل اطمینان ٹیکس کے نفاذ اور لازمی محنتی خدمات کے رواج کے شعبوں میں معاشی اور مالیاتی سیاست کے فوری فریضوں کا صحیح تعین کیا جا سکتا هے-

ان شعبوں میں (اور یه بهت ، بهت اهم شعبے هیں) سوشلسٹ اصلاحات رائج کرنے میں هم بهت پیچهے ره گئے هیں اور اسی لئے پیچهے ره گئے هیں که هم نے عام طور پر حساب کتاب اور کنٹرول کی کافی تنظیم نهیں کی هے - ظاهر هے که یه ایک بهت هی مشکل فریضه هے اور جنگ نے جو تباه کاریاں کی هیں ان کے پیش نظر اس

کو صرف طویل مدت میں پورا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ نہ بھولنا چاہئے کہ یہیں بورژوازی — خاص طور سے کثیرتعداد پیٹی بورژوازی اور کسان بورژوازی — ہم سے شدید جنگ کر رہی ہے، قائم ہونےوالے کنٹرول کو توڑ رہی ہے، مثلاً اناج کی اجارےداری کو توڑ رہی ہے اور نفع‌خوری اور سٹےبازانہ تجارت کے لئے پوزیشن حاصل کر رہی ہے۔ جو فرمان ہم جاری کر چکے ہیں، ان کو ابھی ہم زندگی میں کافی دور تک نہیں لےجا سکے ہیں اور فی‌الحال سب سے بڑا فریضہ یہی ہے کہ کاروبارانہ اور عملی طور پر ان اصلاحات کی بنیادوں کی تکمیل کی پوری کوشش کی جائے جو قانون کی صورت اختیار کر چکی ہیں (لیکن ابھی حقیقت نہیں بنی ہیں)۔

بینکوں کو قومی بنانا جاری رکھنے کے لئے اور اٹل طور پر بینکوں کو سوشلزم کے تحت سماجی حساب کتاب کے مرکزی نقطے بنانے کے لئے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ عوامی بینک کی شاخوں میں اضافہ، جمع کی جانےوالی رقموں میں اضافہ، پبلک کے لئے رقمیں جمع کرنے اور نکالنے کی کارروائیوں میں زیادہ آسانی، لمبی قطاروں کو ختم کرنے اور رشوت‌خوروں اور چوروں وغیرہ کو پکڑنے اور گولی مارنے میں واقعی کامیابی حاصل کرنا چاہئے۔ سب سے پہلے ہمیں زندگی میں انتہائی سادہ باتیں رائج کرنا چاہئے، جو کچھ ہے اس کی تنظیم اچھی طرح کرنی چاہئے — اور پھر اس کے بعد زیادہ پیچیدہ باتوں کی تیاری کرنی چاہئے۔

ریاستی اجارےداریوں (اناج اور چمڑے وغیرہ میں) کو مضبوط اور منضبط بنائیے، جو رائج کی جا چکی ہیں — اور اس طرح بیرونی تجارت کو ریاستی اجارےداری بنانے کی تیاری کیجئے۔ ایسی اجارےداری کئے بغیر ہم غیرملکی سرمائے کے ”خراج“ کی ادائیگی سے ”نجات“ نہیں حاصل کر سکتے۔ اور سوشلزم کی تعمیر کا سارا امکان اس پر منحصر ہے کہ آیا ہم معینہ عبوری دور میں غیرملکی سرمائے کا کچھ خراج ادا کرکے اپنی اندرونی معاشی خودمختاری کو بچا سکیں گے۔

عام طور پر ٹیکسوں کو جمع کرنے اور خصوصاً ملکیت اور آمدنی پر ٹیکس جمع کرنے میں بھی ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ بورژوازی پر زرتاوان عائد کرنا جو اصولی طور پر قطعی قابل قبول

اور پرولتاریہ کی تصدیق کا سزاوار اقدام ہے دکھاتا ہے کہ ہم ابھی تک زبردستی قبضہ کرنے کے طریقوں سے قریب ہیں (روس کو غریبوں کے لئے امیروں سے زبردستی لے لینا) بمقابلہ انتظامی طریقوں کے۔ لیکن مضبوط ہونے کے لئے اور اپنے پیروں پر مستحکم کھڑا ہونے کے لئے ہمیں آخرالذکر طریقے استعمال کرنا چاہئے، ہمیں بورژوازی سے زرتاوان لینے کی جگہ سلکیت اور آمدنی پر مستقل اور جائز ٹیکس لگانا چاہئے جو پرولتاری ریاست کو زیادہ فائدہ دیں گے اور جو ہم سے زیادہ اچھی تنظیم، زیادہ حساب کتاب اور کنٹرول عائد کرنے کے مقتضی ہیں۔

لازمی محنتی لام‌بندی رائج کرنے میں ہماری تاخیر پھر ایک بار دکھاتی ہے کہ اس وقت جو کام سامنے آ رہا ہے وہ تنظیمی تیاری کا کام ہے جو ایک طرف ہماری حاصلات کو مختتم طور پر مضبوط کریگا اور دوسری طرف اس کارروائی کی تیاری کے لئے ضروری ہے جو سرمائے کا ''محاصرہ'' کرکے اس کو ''سپر ڈالنے'' پر مجبور کرے۔ ہمیں لازمی محنتی لام‌بندی فوراً رائج کرنا چاہئے، لیکن اس کو بہت ہی رفتہ رفتہ اور دیکھبھال کر کرنا چاہئے، ہر قدم کو عملی تجربے سے جانچنا چاہئے اور ظاہر ہے کہ امیروں کے لئے لازمی محنتی لام‌بندی رائج کرنا اس میں پہلا قدم ہونا چاہئے۔ ہر بورژوا کے لئے، جن میں دیہی بورژوا بھی شامل ہے، محنت اور صارفین کے بجٹ کی کتاب رائج کرنا دشمن کا پوری طرح ''محاصرہ'' کرنے میں اور پیداوار اور سامان کی تقسیم میں حقیقی کل قومی حساب کتاب اور کنٹرول قائم کرنے میں ایک سنجیدہ قدم ہوگا۔

کل قومی حساب کتاب اور کنٹرول قائم کرنے کی جدوجہد کی اہمیت

ریاست نے جو ماضی کی صدیوں میں لوگوں پر جبروتشدد اور ان کی لوٹ مار کا آلۂ کار رہی ہے ہمارے لئے ریاست سے عوام کی انتہائی نفرت اور بےاعتباری کی وراثت چھوڑی ہے۔ اس کو دور کرنا بہت مشکل کام ہے جس کو صرف سوویت اقتدار کر سکتا

ھے لیکن اس کے لئے بھی طویل وقت اور زبردست استقلال کی ضرورت ھوگی۔ حساب کتاب اور کنٹرول کے سوال میں جو بورژوازی کا تختہ الٹنے کے دوسرے ھی دن سوشلسٹ انقلاب کے لئے بنیادی سوال بن گیا ھے ، اس طرح کی ”وراثت“ کا اثر خاص طور سے شدید ھو جاتا ھے۔ یہ ناگزیر ھے کہ کچھ وقت گذرنے پر ھی عوام جو جاگیرداروں اور بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد پہلی بار اپنے کو آزاد محسوس کر رھے ھیں یہ سمجھیں گے ، کتابوں سے نہیں بلکہ اپنے ، سوویت تجربے سے سمجھیں گے اور محسوس کرینگے کہ پیداوار اور سامان کی تقسیم کے ہمہ گیر ریاستی حساب کتاب اور کنٹرول کے بغیر محنت کشوں کا اقتدار ، محنت کشوں کی آزادی برقرار نہیں رہ سکتی اور سرمایہ‌داری کے جوئے کے نیچے واپسی ناگزیر ھے ۔

عام طور پر بورژوازی کی اور خصوصاً پیٹی بورژوازی کی ساری عادتیں اور روایات ریاستی کنٹرول کی بھی مخالف ھیں اور ”مقدس نجی ملکیت“ کے ناقابل شکست ھونے ، ”مقدس“ نجی کاروبار کے حق میں ھیں۔ اب ھمیں یہ بات خاص طور سے صاف دکھائی دیتی ھے کہ یہ مارکسی نظریہ کس حد تک صحیح ھے کہ انارکزم اور انارکو — سینڈیکلزم بورژوا رجحانات ھیں ، کہ کتنے قطعی طور پر وہ سوشلزم ، پرولتاری ڈکٹیٹرشپ اور کمیونزم کے خلاف ھیں۔ سوویت ریاستی کنٹرول اور حساب کتاب کے خیال کو عوام میں سرایت کرنے ، اس خیال کو زندگی میں رائج کرنے ، اور اس منحوس ماضی سے ناتہ توڑنے کی جدوجہد ، جس نے یہ سکھایا کہ روٹی اور کپڑے کے حصول کو ”نجی“ معاملہ ، خریدوفروخت کو ایسا لین دین سمجھا جائے ”جس کا تعلق صرف مجھ سے ھے“ — یہ ایک بڑی جدوجہد ھے جو عالمی تاریخی اھمیت کی حامل ھے ، یہ بورژوا — انارکسٹ خودروی کے خلاف سوشلسٹ شعور کی جد و جہد ھے۔

مزدوروں کا کنٹرول ھم نے قانون کے طور پر رائج کر دیا ھے لیکن زندگی اور حتی کہ کثیر تعداد پرولتاریہ کے شعور میں وہ بڑی مشکل سے سرایت کر رھا ھے۔ اس بارے میں کہ پیداوار اور سامان کی تقسیم کے کام میں حساب کتاب کے بغیر ، کنٹرول کے بغیر سوشلزم کی کونپلوں کی موت ھے ، سرکاری غبن ھے (کیونکہ

ساری ملکیت خزانے کی ھے اور خزانہ ھی سوویت اقتدار ھے ، محنت کشوں کی اکثریت کا اقتدار ھے) ، کہ حساب کتاب اور کنٹرول میں لاپروائی جرمن اور روسی کورنیلوف‌والوں کو براہ‌راست جرم میں امداد دینا ھے جو صرف اس صورت میں محنت کشوں کی حکومت کا تختہ الٹ سکتے ھیں کہ ھم حساب کتاب اور کنٹرول پر قابو پانے کے فریضے نہ پورے کریں اور جو ساری دیہی بورژوازی کی مدد سے ، کیڈیٹوں ، منشویکوں ، دائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی مدد سے ھماری "نگرانی" کر رھے ھیں اور وقت کے منتظر ھیں — ان سب باتوں کے بارے میں ھم اپنے ایجی‌ٹیشن میں کافی نہیں کہتے اور ترقی‌یافتہ مزدور اور کسان اس کے بارے میں نہ تو کافی سوچتے ھیں اور نہ کہتے ھیں ۔ جب تک مزدوروں کا کنٹرول واقعہ نہیں بنتا ، جب تک ترقی‌یافتہ مزدور اس کنٹرول کی خلاف‌ورزی کرنے‌والوں یا ان لوگوں کے خلاف شدید فاتحانہ مہم نہیں منظم کرتے جو کنٹرول کے معاملے میں لاپروا ھیں اس وقت تک پہلے قدم سے (مزدوروں کے کنٹرول سے) سوشلزم کی طرف دوسرا قدم اٹھانا یعنی مزدوروں کے ھاتھوں پیداوار کی تنظیم ممکن نہیں ھے ۔

سوشلسٹ ریاست صرف پیداوار اور صارفین کے کمیونوں کے جال کی حیثیت سے ابھر سکتی ھے جو ایمانداری کے ساتھ اپنی پیداوار اور مانگ کا حساب رکھتے ھوں ، محنت میں کفایت کرتے ھوں ، متواتر اس کی کارگذاری بڑھاتے ھوں اور اس طرح یہ امکان حاصل کرتے ھوں کہ کام کا دن سات ، چھ گھنٹے یا اس سے بھی کم کا ھو جائے ۔ اناج اور اناج کے حصول پر (اور اس کے بعد تمام دوسرے ضروری غذائی سامان پر) انتہائی سخت ، کل قومی اور ھمہ گیر حساب کتاب اور کنٹرول کے بغیر کچھ نہیں ھو سکتا ۔ سرمایہ‌داری نے ھمارے لئے وراثت میں عوامی تنظیمیں یعنی صارفین کی انجمنیں چھوڑی ھیں جو سامان کی تقسیم کے عوامی حساب کتاب اور کنٹرول تک عبور کرنے میں آسانی پیدا کرتی ھیں ۔ ترقی‌یافتہ ملکوں کے مقابلے میں روس میں یہ کمزور ھیں ، پھر بھی ان کے ایک کروڑ سے زیادہ ممبر ھیں ۔ ان دنوں صارفین کی انجمنوں کے بارے میں جو فرمان جاری کیا گیا ھے وہ ایک بہت ھی اھم مظہر ھے اور فی

الوقت سوویت سوشلسٹ ریپبلک کی انوکھی پوزیشن اور انوکھے فریضوں کو نمایاں طور پر دکھاتا ھے۔

یہ فرمان بورژوا کوآپریٹیو سوسائٹیوں اور مزدوروں کی کوآپریٹیو سوسائٹیوں سے سمجھوتہ ھے جو اب تک بورژوا نقطہٴنظر پر قائم ھیں۔ یہ ایک سمجھوتہ یا مصالحت ھے کیونکہ اول تو متذکرہ‌بالا اداروں کے نمائندوں نے نہ صرف فرمان کی بحث میں حصہ لیا بلکہ درحقیقت ان کو اپنی فیصلہ‌کن آواز اٹھانے کا حق ملا کیونکہ فرمان کے وہ حصے جن کی ان اداروں نے سخت مخالفت کی نکال دئے گئے۔ دوسرے یہ کہ مصالحت کا نچوڑ یہ ھے کہ سوویت حکومت نے کوآپریٹیو میں مفت داخلے کے اصول سے انکار کیا ھے (جو واحد معقول پرولتاری اصول ھے)۔ اس نے یہ خیال بھی ترک کردیا ھے کہ کسی جگہ کی ساری آبادی کو ایک کوآپریٹیو میں متحد کر دیا جائے۔ اس واحد سوشلسٹ اصول سے ھٹ کر جو طبقات کو ختم کرنے کے فریضے کے مطابق ھے "مزدوروں کی طبقاتی کوآپریٹیو سوسائٹیوں،، کو (جو اس صورت میں اپنے کو "طبقاتی،، سوسائٹیاں صرف اس لئے کہتی ھیں کہ وہ اپنے کو بورژوازی کے طبقاتی مفادات کے ماتحت بناتی ھیں) اپنا وجود قائم رکھنے کا حق ملا۔ اور آخر میں، سوویت حکومت کی یہ تجویز کہ کوآپریٹیو سوسائٹیوں کے انتظامیہ بورڈوں سے بورژوازی کو بالکل نکال باھر کیا جائے بہت کمزور کر دی گئی اور صرف نجی سرمایہ‌دارانہ قسم کے تجارتی اور صنعتی کارخانوں کے مالکوں کو انتظامیہ بورڈوں میں کام کرنے کی ممانعت کی گئی۔

اگر پرولتاریہ سوویت حکومت کے ذریعہ کام کرتے ھوئے کل ریاستی پیمانے پر حساب کتاب اور کنٹرول منظم کرسکتا یا کم‌ازکم ایسے کنٹرول کی بنیاد ڈال دیتا تو ایسی مصالحتیں کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ سوویتوں کے غذائی شعبوں کے ذریعہ، سوویتوں کے تحت سپلائی کی تنظیموں کے ذریعہ ھم آبادی کو پرولتاری انتظام کے تحت واحد کوآپریٹیو سوسائٹی میں منظم کر لیتے۔ ھم اس کو بورژوا کوآپریٹیو سوسائٹیوں کی امداد کے بغیر کر لیتے، اس خالص بورژوا اصول کو کوئی رعایت دئے بغیر جو مزدور کوآپریٹیو سوسائٹیوں

کو بورژوا سوسائٹیوں کے پہلو به پہلو باقی رهنے پر اکساتا ہے بجائے اس کے که هم ان بورژوا کوآپریٹیو سوسائٹیوں کو بالکل اپنے ماتحت کریں ، دونوں کو ایک میں ضم کر کے سوسائٹی کا سارا انتظام اور اسیروں کی مانگوں کی نگرانی اپنے هاتھوں میں لے لیں -

بورژوا کوآپریٹیو سوسائٹیوں سے ایسا معاهده کرتے هوئے سوویت حکومت نے ٹھوس طور پر اپنے طریقهٔ کار کے مقاصد اور ترقی کی موجوده منزل میں اپنے اقدام کے خاص نوعیت‌والے طریقوں کا ٹھوس تعین یوں کیا : بورژوا عناصر کی رهنمائی کر کے ، ان کو استعمال کر کے ، ان کو کچھ جزوی رعایتیں دے کر هم ایسی مزید ترقی کے لئے حالات پیدا کرتے هیں جو هماری پہلے کی توقع سے زیاده سست رفتار لیکن ساتھ هی زیاده یقینی هوگی ، جس کی بنیاد اور رسل‌ورسائل کی لائن کی زیاده معتبر ضمانت هوگی اور جیتی هوئی پوزیشن کو زیاده مضبوط کریگی - سوویتیں اب سوشلسٹ تعمیر کے میدان میں اپنی کامیابیوں کا اندازه لگا سکتی هیں (اور ان کو یه کرنا چاهئے) دوسری باتوں کے علاوه انتہائی صاف ، ساده اور عملی معیاروں سے یعنی کتنی برادریوں (کمیونوں یا گاؤں یا محلوں وغیره) میں کوآپریٹیو سوسائٹیاں منظم کی گئی هیں اور ان کی ترقی کس حد تک اس نقطے کو پہنچ گئی ہے که وه ساری آبادی کا احاطه کر لیں -

محنت کی کارگذاری میں اضافه

هر سوشلسٹ انقلاب میں ، پرولتاریه کے حصول اقتدار کا مسئله حل کر لینے کے بعد اور اس حد تک جتنا که خاص اور بنیادی طور پر یه فریضه حل کیا جاتا ہے یعنی غاصبوں کو ملکیت سے محروم کیا جاتا ہے اور ان کی مزاحمت کو دبایا جاتا ہے ، ضروری طور پر سرمایه‌دار نظام سے برتر سماجی نظام قائم کرنے کا یه اصلی فریضه سامنے آتا ہے یعنی محنت کی کارگذاری میں اضافه کرنا اور اس سلسلے میں (اور اس کے لئے) اس کی اعلی تنظیم کرنا - همارا سوویت اقتدار اس وقت ٹھیک ایسی پوزیشن میں ہے جبکه استحصال کرنے‌والوں پر ، کیرینسکی سے لیکر کورنیلوف تک ، فتح حاصل کر کے اس کو یه امکان حاصل

ہوا ہے کہ وہ براہ راست اس فریضے تک آ سکے اور مستعدی کے ساتھ اس کو پورا کر سکے۔ اور یہاں یہ بات صاف دکھائی دیتی ہے کہ اگر مرکزی ریاستی اقتدار چند دن میں حاصل کیا جا سکتا ہے، اگر استحصال کرنےوالوں کی فوجی (اور توڑ پھوڑوالی) مزاحمت کو، خواہ وہ اس بڑے ملک کے مختلف کونوں میں ہو، چند ہفتوں میں دبایا جا سکتا ہے تو محنت کی کارگذاری کو بڑھانے کا مستحکم حل بہر حال (خصوصاً مصیبت‌بھری اور تباہ‌کن جنگ کے بعد) کئی برسوں کی بات ہے۔ بلاشبہ معروضی حالات یہاں کام کی طویل مدتی نوعیت کے مقتضی ہیں۔

محنت کی کارگذاری میں اضافے کا تقاضہ یہ ہے کہ سب سے پہلے بڑی صنعت کے لئے مادی بنیاد کی ضمانت ہو یعنی ایندھن، لوہے، مشین‌سازی اور کیمیاوی صنعتوں کی پیداوار میں اضافہ ہو۔ روسی سوویت رپبلک اس لئے سازگار حالات رکھتی ہے کہ وہ بریست کے معاھدے کے بعد بھی خام دھات (اورال میں)، مغربی سائبیریا میں ایندھن (پتھر کا کوئلہ)، قفقاز اور جنوب مشرق میں (تیل) اور وسط میں (دلدلی کوئلہ)، جنگلات کے زبردست ذخیرے، آبی طاقت اور کیمیائی صنعت کے لئے خام اشیا (کارابوگاز) وغیرہ کے زبردست خزانے پیش کر سکتی ہے۔ جدیدترین ٹکنیک کی مدد سے ان قدرتی خزانوں کو فروغ دینا پیداواری طاقتوں کی بےمثال ترقی کی بنیاد ڈالےگا۔

محنت کی کارگذاری میں اضافے کی دوسری شرط یہ ہے کہ پہلے عام آبادی کی تعلیمی اور تہذیبی ترقی کی جائے۔ یہ ترقی اب بہت تیزی سے ہو رہی ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کو وہ لوگ نہیں دیکھ پاتے جو بورژوا ڈھرے سے اندھے ہو چکے ہیں، وہ یہ سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے کہ سوویت تنظیم کیوجہ سے لوگوں کے "نچلے حصوں" میں روشنی اور پیش‌قدمی کی کتنی موج پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے، معاشی ترقی کی شرائط بھی محنت‌کشوں کی ڈسپلن، کام کی مہارت، کارگری، کام کی پیداواری صلاحیت اور اس کی بہتر تنظیم میں اضافہ کرنا ہیں۔

اس پہلو سے ہمارا کام خاص طور سے خراب حتی کہ یاس انگیز

ہے ، اگر ان لوگوں پر یقین کیا جائے ، جنھوں نے بورژوازی سے اپنے کو ڈرا لیا ہے یا خودغرضی کے ساتھ اس کی خدمت کرتے ھیں۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ کوئی انقلاب ایسا نہیں ھوا اور نہ ھو سکتا ہے جسمیں پرانے نظام کے حامی انتشار اور نراج وغیرہ کے بارے میں چیخ پکار نہ کریں۔ قدرتی بات ہے کہ عوام میں جنھوں نے ابھی ابھی بےمثال وحشیانہ جوا اتار پھینکا ہے گہرا اور وسیع ابال اور بےچینی ہے ، کہ محنت کے ڈسپلن کے نئے اصول مرتب کرنا عوام کے لئے ایک بہت ھی طول طویل بات ہے ، کہ جاگیرداروں اور بورژوازی پر مکمل فتح پانے تک ایسی ترتیب کی ابتدا تک نہیں ممکن تھی۔

بھر حال ذرا بھی اس ناامیدی کو جگہ دئے بغیر جو اکثر جھوٹی ھوتی ہے اور جس کو بورژوازی اور بورژوا دانش‌ور پھیلاتے ھیں (جو اپنی پرانی مراعات خصوصی واپس پانے سے نا امید ھو چکے ھیں) ھمیں کسی صورت میں کھلی ھوئی برائی کو نہ چھپانا چاھئے۔ اس کے برعکس ھمیں اس کا پردہ چاک کرنا چاھئے اور اس کے خلاف جدوجہد کے سوویت طریقوں کو اور تیز کر دینا چاھئے کیونکہ سوشلزم کی کامیابی کا خیال اس کے بغیر عبث ہے کہ پرولتاریہ کے باشعور ڈسپلن کی فتح خودرو پیٹی بورژوا نراج پر ھو جو کیرینسکی اور کورنیلوف‌والوں کی بحالی کے امکان کی حقیقی ضمانت ہے۔

روسی پرولتاریہ کا زیادہ باشعور ھراول محنت کے ڈسپلن کو ترقی دینے کا فریضہ سنبھال چکا ہے۔ مثلاً دھات‌سازوں کی یونین کی مرکزی کمیٹی اور ٹریڈیونینوں کی مرکزی کونسل نے ضروری اقدامات اور فرمانوں کی تیاری کے لئے کام شروع کر دیا ہے (۴۰)۔ اس کام کی حمایت کرنا چاھئے اور اس کو پوری طاقت سے آگے بڑھانا چاھئے۔ ھمیں عملی طور پر کام کے مطابق اجرت کے سسٹم کو رائج کرنا، آزمانا اور استعمال کرنا چاھئے ، ان بہت سی باتوں کو استعمال کرنا چاھئے جو ٹیلر سسٹم میں سائنسی اور ترقی‌پسند ھیں ، ھمیں اجرتوں کو تیار کئے ھوئے سامان کے مجموعی نتائج کے مطابق یا ریلوے اور آبی ٹرانسپورٹ وغیرہ ، وغیرہ کے کام کے نتائج کے مطابق بنانے کا طریقہ رائج اور استعمال بھی کرنا چاھئے۔

ترقی‌یافتہ قوموں کے مقابلے میں روسی برے کارکن ہیں۔ اور زارشاہی اور کسان غلامی کی باقیات کے پیش‌نظر اس کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتا تھا۔ کام کرنا سیکھنا — یہ ہے وہ فریضہ جو سوویت اقتدار کو لوگوں کے سامنے اس کے تمام پہلوؤں سے رکھنا چاہئے۔ ٹیلر سسٹم جو اس لحاظ سے سرمایہ‌دار نظام کا آخری لفظ ہے، ساری سرمایہ‌دارانہ ترقیوں کی طرح، بورژوا استحصال کی نفیس درندگی اور محنت میں مشینی بےشعور حرکتوں کے تجزئے کے کام، زائد از ضرورت اور بھدی حرکتوں کو دور کرنے، کام کے زیادہ صحیح طریقوں کی ترتیب اور حساب کتاب اور کنٹرول کے بہترین سسٹم کے نفاذ وغیرہ کے شعبوں میں کئی اہم سائنسی کارناموں کو متحد کرتا ہے۔ سوویت ریپبلک کو چاہئے کہ اس شعبے میں سائنس اور ٹکنیک کی حاصلات میں جو کچھ بھی بیش قیمت ہے سب لے۔ سوشلزم کی تعمیر کا امکان ٹھیک ہماری اس کامیابی پر منحصر ہے جو ہم سوویت اقتدار اور انتظام کی سوویت تنظیم کو سرمایہ‌دار نظام کے جدیدترین کارناموں سے متحد کرنے میں حاصل کرسکیں‌گے۔ ہم کو روس میں ٹیلر سسٹم کے مطالعہ اور تعلیم کا انتظام کرنا چاہئے اور باقاعدگی کے ساتھ اس کو آزمانا اور اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔ ساتھ‌ہی، محنت کی کارگذاری کو بڑھانے کے لئے کام کرتے ہوئے ہمیں سرمایہ‌دار نظام سے سوشلزم تک عبوری دور کی خصوصیتوں کو مدنظر رکھنا چاہئے جو ایک طرف یہ تقاضہ کرتی ہیں کہ مقابلے کی سوشلسٹ تنظیم کی بنیاد ڈالی جائے اور دوسری طرف جبر و زبردستی کا تقاضہ کرتی ہیں تاکہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا نعرہ عملی طور پر پرولتاری حکومت کی کمزوری سے آلودہ نہ ہو جائے۔

مقابلے کی تنظیم

سوشلزم کے بارے میں جو فضول باتیں پھیلانے کا بورژوازی کو شوق ہے ان میں یہ بھی ہے کہ گویا سوشلسٹوں کو مقابلے کی اہمیت سے انکار ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ صرف سوشلزم ہی طبقات کو

ختم کرکے اور اس کے نتیجے میں عوام کی غلامی ختم کرکے پہلی بار واقعی عام پیمانے پر مقابلے کے لئے راستہ کھولتا ہے۔ اور سوویت تنظیم ہی بورژوا ریپبلک کی رسمی جمہوریت سے عبور کرکے انتظامی معاملات میں محنت کش عوام کی حقیقی شرکت تک آتی ہے اور پہلی بار مقابلے کو بڑے پیمانے پر پیش کرتی ہے۔ اس کو سیاسی شعبے میں بمقابلہ معاشی شعبے کے منظم کرنا کہیں زیادہ آسان ہے لیکن سوشلزم کی کامیابی کے لئے مؤخرالذکر ہی زیادہ اہم ہے۔

آئیے، مقابلے کی تنظیم کے ایسے ذریعہ کو لے لیں جیسے تشہیر۔ بورژوا ریپبلک اس کی ضمانت محض رسمی طور پر دیتی ہے اور حقیقت میں یہ پریس کو سرمائے کا ماتحت بناتی ہے، ''جاہل لوگوں'' کو انوکھی سیاسی بکواس سے بہلاتی ہے اور جو کچھ ورکشاپوں، کاروباری لین دین اور کنٹریکٹوں وغیرہ میں ہوتا ہے اس کو ان ''تجارتی رازوں'' کے نقاب میں چھپاتی ہے جو ''ملکیت کے مقدس حق'' کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوویت حکومت نے تجارتی رازوں کو ختم کر دیا ہے اور ایک نیا راستہ اختیار کیا ہے۔ لیکن معاشی مقابلے کی ہمت‌افزائی کی غرض سے ہم نے تشہیر کو استعمال کرنے کےلئے تقریباً کچھ نہیں کیا ہے۔ باقاعدگی سے یہ کرنے کی ضرورت ہے کہ بورژوا پریس کے قطعی جھوٹ اور بےشرم بہتان‌تراشی کو سختی سے دبانے کے ساتھ ساتھ ہمیں ایسا پریس قائم کرنے کے لئے کام کرنا چاہئے جو لوگوں کو سنسنی‌خیز سیاسی باتوں اور بکواس سے بہلائے اور بیوقوف نہیں بنائےگا بلکہ جو روزمرہ کی معاشی زندگی کے مسائل لوگوں کے فیصلے کےلئے پیش کریگا اور ان مسائل کے سنجیدہ مطالعہ میں مدد دےگا۔ ہر فیکٹری، ہر گاؤں پیداواری اور صارفین کا کمیون ہے جس کا یہ حق اور فرض ہے کہ وہ عام سوویت قوانین کو اپنے طریقے سے استعمال کرے (''اپنے طریقے سے'' اس معنی میں نہیں کہ ان کی خلاف‌ورزی کرے بلکہ اس معنی میں کہ ان کو مختلف صورتوں سے زندگی میں رائج کرے)، اپنے طریقے سے پیداوار اور سامان کی تقسیم میں حساب کتاب کے مسئلے کو حل کرے۔ سرمایہ‌دار نظام میں یہ منفرد سرمایہ‌دار، جاگیردار اور کولاک

کا ”نجی معاملہ،، تھا۔ سوویت اقتدار میں یہ نجی معاملہ نہیں بلکہ انتہائی اہم ریاستی معاملہ ہے۔

ابھی ہم نے کمیونوں کے درمیان مقابلے کرنے، اناج، کپڑے اور دوسری چیزوں کے پیداواری عمل میں حساب کتاب اور تشہیر رائج کرنے، خشک، مردہ دفتری رپورٹوں کو زندہ مثالوں میں خواہ وہ گھناؤنی ہوں یا دلکش، تبدیل کرنے کا زبردست، مشکل لیکن مستحسن کام تقریباً شروع نہیں کیا ہے۔ سرمایہ‌دارانہ طریقۂ پیداوار میں انفرادی مثال کی اہمیت مثلاً کوئی بھی کوآپریٹیو ورکشاپ کی مثال ناگزیر طور پر بہت محدود تھی اور صرف پیٹی بورژوا وہم و گمان ھی سرمایہ‌داری کو نیک کام کرنےوالے اداروں کی مثالوں کے ذریعہ ”راہ راست،، پر لگانے کا خواب دیکھ سکتا تھا۔ پرولتاریہ کے ھاتھ میں سیاسی اقتدار آنے کے بعد، غاصبوں کی ملکیت کی ضبطی کے بعد اس معاملے کی نوعیت بنیادی طور پر بدل گئی ہے اور، جیسا کہ ممتاز سوشلسٹ متعدد بار بتا چکے ھیں، پہلی مرتبہ مثال کی قوت لوگوں پر اثرانداز ہونے کے قابل ہوئی ہے۔ مثالی کمیونوں کو تعلیم و تربیت دینےوالوں کا کام کرنا چاھئے اور وہ کرینگے اور پسماندہ کمیونوں کو آگے بڑھائیں‌گے۔ پریس کو سوشلسٹ تعمیر کے آلے کی حیثیت سے کام کرنا چاھئے، مثالی کمیونوں کو جو کامیابیاں ہوں ساری تفصیلات کے ساتھ انکی تشہیر کرنا چاھئے، ان کامیابیوں کے اسباب، ان کمیونوں کے انتظام کے طریقوں کا مطالعہ کرنا چاھئے، اور دوسری طرف ان کمیونوں کو ”سیاہ تختے پر،، جگہ دینا چاھئے جو ضد کے ساتھ ”سرمایہ‌داری کی روایات،، یعنی نراج، کاھلی، بےقاعدگی اور نفع‌خوری پر قائم ھیں۔ سرمایہ‌دار سماج میں اعداد وشمار قطعی طور پر ”سرکاری ملازموں،، یا محدود ماھرین کا کام تھے — ہم ان کو عوام تک لے جائیں گے، ان کو مقبول عام بنائیں‌گے تاکہ محنت‌کش رفتہ رفتہ خود یہ سمجھنا اور دیکھنا سیکھ جائیں کہ کتنا کام کرنا چاھئے، کیسے اور کتنا آرام کرنا چاھئے تاکہ مختلف کمیونوں کے معاشی کام کے نتائج کا مقابلہ عام دلچسپی اور مطالعہ کا معاملہ بن جائے اور سب سے نمایاں کمیونوں کو فوراً انعام دیا جائے (کام کے دن کو معین عرصے کے لئے

گھٹا کر ، اجرت کو بڑھا کر ، تہذیبی اور جمالیاتی مراعات اور اقدار میں اضافہ وغیرہ کر کے) ۔

جب کوئی نیا طبقہ سماج کے لیڈر اور رہنما کی حیثیت سے تاریخی منظر پر نمودار ھوتا ھے تو ایک طرف انتہائی سخت '' جھکولوں ،، ، دھکوں ، جدوجہد اور طوفان کے بغیر اور دوسری طرف غیریقینی اقدامات ، تجربات ، نئے معروضی حالات کے مطابق نئے طریقوں کے انتخاب میں تزلزل اور تذبذب کی مدت کے بغیر یہ کبھی نہیں ھوتا ۔ جان بلب جاگیردار امرا نے بورژوازی سے انتقام لیا تھا جس نے اس پر فتح حاصل کرکے اس کی جگہ لے لی تھی ، نہ صرف سازشوں اور بغاوت اور بحالی کی کوششوں سے بلکہ مہارت کی کمی ؛ اس '' نو سکھئے ،، اور '' گستاخ ،، کے بھدے پن اور غلطیوں کا مذاق اڑا کر جس نے ریاست کی '' مقدس باگ ،، صدیوں کی اس تربیت کے بغیر ھاتھ میں لینے کی جرأت کی تھی جو شہزادوں ، نوابوں اور عمائدین کو دی گئی تھی ۔ ٹھیک اسی طرح کورنیلوف اور کیرینسکی ، گوتس اور مارتوف‌والے ، بورژوا دھوکابازی یا بورژوا تشکیک کے ھیروؤں کی یہ ساری برادری روس کے مزدور طبقے سے اقتدار حاصل کرنے کی '' دلیرانہ ،، کوشش کا انتقام لے رھی ھے۔

ظاھر ھے کہ نہ صرف ھفتے بلکہ طویل ماہ و سال اس کے لئے درکار ھیں کہ نیا سماجی طبقہ ، خصوصاً ایسا طبقہ جو ابھی تک استحصال کا شکار ، غریبی اور جہالت سے دبا اور کچلا رھا تھا ، نئی صورت حال کو اپنا سکے ، چاروں طرف دیکھ کر اپنے کام کو منظم کر سکے اور خود اپنے ناظم پیدا کر سکے ۔ یہ بات سمجھنے میں آنےوالی ھے کہ انقلابی پرولتاریہ کی رھنما پارٹی ایسے بڑے تنظیمی اداروں کا تجربہ اور ھنر نہیں حاصل کر سکی ھے جو لاکھوں کروڑوں شہریوں پر مشتمل ھیں ۔ پرانی اور تقریباً قطعی ایجی‌ٹیشن کرنےوالی عادتوں کو پھر سے ڈھالنا ایک بہت ھی طول طویل عمل ھے ۔ لیکن اسمیں کوئی ناممکن بات نہیں ھے اور اگر ھم کو تبدیلی کی ضرورت کا صاف طور پر شعور ھو جائیگا ، اس کو کرنیکا مستحکم عزم پیدا ھو جائےگا ، عظیم اور دشوار مقصد کو استقلال کے ساتھ کرنیکا — تو ھم اس کو پورا کرلیں‌گے ۔ '' عوام ،،

میں یعنی مزدوروں اور کسانوں میں جو دوسروں کی محنت کا استحصال نہیں کرتے تنظیمی جوہر رکھنےوالے لوگ کثیر تعداد میں ہیں۔ سرمایہ ان لوگوں کو ہزاروں کی تعداد میں کچلا کرتا تھا، ان کے جوہروں کو ضم کر کے گھورے پر پھینک دیا کرتا تھا۔ ہم ابھی ان کو تلاش کرنے، ان کی ہمت‌افزائی کرنے، ان کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے اور ان کو فروغ دینے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن ہم ایسا کرنا ضرور سیکھ لیں گے اگر ہم اس کو سیکھنے میں اپنے تمام انقلابی ولولے سے کام لیں جس کے بغیر کوئی فتحیاب انقلاب نہیں ہو سکتا۔

تاریخ میں کوئی گہری اور طاقتور عوامی تحریک نہیں ہوتی جو بغیر گندے جھاگ کے اوپر آئے، بغیر مہم‌بازوں اور بدمعاشوں، ڈینگ مارنےوالوں اور چرب زبان لوگوں کے جو ناتجربہ‌کار مؤجدوں کا دم‌چھلا بن جاتے ہیں، بغیر فضول گڑبڑ، ہنگاموں اور بیکار جلد بازی کے، بغیر ایسے انفرادی ”لیڈروں“ کے ہو جو بیس معاملات سے بیک وقت نبٹنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایک کو بھی نہیں ختم کر پاتے۔ بورژوا سماج کے پالو کتوں کو، بیلوروسوف سے لیکر مارتوف تک، اس ہر فاضل جھپٹی کے بارے میں شور مچانے اور بھونکنے دو جو بڑے اور پرانے لٹھے کو کاٹنے سے اڑتی ہے۔ یہ پالو کتے پرولتاری ہاتھی پر بھونکنےوالوں کے سوا اور کیا ہیں؟ ان کو بھونکنے دو۔ ہم اپنے راستے جائیں‌گے اور امکانی احتیاط اور صبر کے ساتھ حقیقی ناظموں، سنجیدہ اور عملی دماغ‌والے لوگوں کو، ایسے لوگوں کو آزمائیں‌گے اور دریافت کرینگے جو سوشلزم سے وفاداری کو اس صلاحیت سے متحد کرتے ہیں کہ بلا کسی ہنگامے کے (گڑبڑ اور ہنگامے کے باوجود) لوگوں کی بڑی تعداد کو سوویت تنظیم کے ڈھانچے کے اندر یکجا کر کے ان کے مستحکم اور دوستانہ کام کو منظم کر سکیں۔ صرف ایسے ہی لوگوں کو دسیوں بار آزمانے کے بعد، بہت ہی سادہ فریضوں سے زیادہ مشکل فریضوں کی طرف منتقل کرنے کے بعد عوامی محنت کے لیڈروں، انتظامی لیڈروں کے اہم منصبوں تک ترقی دینا چاہئے۔ ہم نے ابھی یہ کرنا نہیں سیکھا ہے لیکن ہم سیکھ لیں‌گے۔

”ہم‌آہنگ تنظیم،، اور ڈکٹیٹرشپ

سوویتوں کی حالیہ کانگرس نے ماسکو میں جو تجویز پاس کی ہے، وہ آج کا اولین کام اسے قرار دیتی ہے کہ ”ہم‌آہنگ تنظیم،، قائم کی جائے اور ڈسپلن سخت کیا جائے*۔ اس قسم کی تجویز کے حق میں اب ہر شخص خوشی سے ”ووٹ دے رہا ہے،، اور اس پر ”دستخط کر رہا ہے،،۔ لیکن عام طور سے لوگ اس نکتے پر غور نہیں کرتے کہ اس طرح کی تجویزوں کو جب نافذ کیا جاتا ہے تو جبر اور زبردستی سے کام لینا پڑتا ہے۔ یہ جبر قطعی ڈکٹیٹرشپ کی شکل میں آتا ہے۔ لیکن یہ فرض کرلینا حماقت اور محض خیالی پرواز ہوگا کہ سرمایہ‌داری سے سوشلزم میں تبدیلی بغیر کسی جبر یا ڈکٹیٹرشپ کے انجام پا جائےگی۔ مارکس کا نظریہ بہت صاف صاف اس پیٹی بورژوا جمہوری اور نراجی بکواس کی مدتوں پہلے مخالفت کر چکا ہے۔ ۱۹۱۷ — ۱۸ء کے روس نے اس معاملے میں مارکس کے نظرئے کی صداقت کو اتنے نمایاں، ٹھوس اور شاندار طریقے سے ثابت کردیا ہے کہ صرف وہی لوگ اس سلسلے میں غلط فہمی کا شکار یا منکر ہو سکتے ہیں جو یا تو بالکل ہی ذہانت سے خالی ہیں یا ہٹ‌دھرمی کرکے سچائی سے منہ موڑتے ہیں۔ صرف دو ہی راستے تھے: یا تو کورنیلوف کی ڈکٹیٹرشپ قائم ہوتی (اگر ہم اس شخص کو بورژوا کاوینیاک کا روسی نمونہ سمجھ لیں) یا پھر پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ۔ دوسری کسی صورت کا سوال ہی نہیں اٹھتا ایسے ملک میں جو غیر معمولی ٹیڑھے موڑوں‌والی انتہائی تیز ارتقائی منزلوں سے گزر رہا ہے اور جہاں ایسی تباہی اور بربادی پھیلی ہوئی ہے جو سب سے خوفناک جنگ لائی ہے۔ کوئی اور حل جو بیچ کی تدبیر سمجھاتا ہو یا تو عوام کےلئے بورژوازی کا فریب ہوگا کیوں‌کہ بورژوازی عوام کے سامنے سچ بولنے کی جرأت نہیں کر

---

* و۔ ای۔ لینن ”بریست کے معاہدۂ امن کی تصدیق کے بارے میں سوویتوں کی چھٹی ہنگامی کل روس کانگرس کی تجویز،،۔ (ایڈیٹر)

سکتی ، ان سے صاف نہیں کہہ سکتی کہ اس کو کورنیلوف جیسے لوگوں کی ضرورت ہے ، یا پھر پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کی بدعقلی کا اظہار ہوگا — چیرنوف ، تسرےتیلی اور مارتوف قسم کے لوگوں کی بدعقلی کی پیداوار ہوگا جو جمہوریت کے اتحاد کی باتیں بناتے پھرتے ہیں ، جمہوریت کی ڈکٹیٹرشپ، عام جمہوری محاذ اور اسی قسم کی فضول باتیں کرتے ہیں ۔ وہ لوگ جنہیں ۱۸ — ۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب کی رفتار بھی یہ نہ سکھا سکی کہ درمیانی راستہ ناممکن ہے اس کو مسترد کر دینا چاہئے ۔

دوسری طرف سے دیکھئے تو اس کا قائل ہونا مشکل نہیں ہے کہ جب بھی سرمایہ‌داری کی جگہ سوشلزم آتا ہے تو ڈکٹیٹرشپ لازمی ہو جاتی ہے ، دو خاص وجہوں سے یا دو خاص سمتوں میں ۔ اول تو یہ کہ سرمایہ‌داری کی شکست یا جڑبنیاد سے اس کا اکھاڑ دینا ممکن نہیں جب تک کہ استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کو بے رحمی سے کچل نہ دیا جائے ۔ یہ لوگ ایک دم اپنی دولت سے محروم نہیں کئے جا سکتے اور انتظام اور معلومات کی جو سہولتیں ان کو حاصل ہیں وہ فوراً ان سے نہیں چھینی جا سکتیں ۔ نتیجہ یہ کہ ایک زمانے تک وہ لازمی طور پر برابر اسی کوشش میں رہیں گے کہ غریبوں کے ناپسندیدہ راج کا تختہ کسی نہ کسی تدبیر سے الٹ دیں ۔ دوسرے یہ کہ ہر بڑا انقلاب اور اشتراکی انقلاب خاص کر اگر اسے ملک سے باہر کی جنگ کا سامنا نہ ہو تب بھی اندرونی جنگ کے بغیر تصور نہیں کیا جا سکتا یعنی اس میں خانہ جنگی لازمی ہے جو باہر کی جنگ سے بھی زیادہ تباہ کن ہے ، اس میں ہزاروں لاکھوں ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ لوگ ڈھلمل یقین ہو جاتے ہیں ، کبھی ایک فریق کی طرف جاتے ہیں ، کبھی دوسرے فریق سے مل جاتے ہیں ، انتہائی غیریقینی حالات پیدا ہوتے ہیں ، توازن قائم نہیں رہتا اور ایک افراتفری پھیل جاتی ہے ۔ اور ظاہر بات ہے کہ پرانے سماج کے انتشار کے تمام عناصر جو لازمی طور پر بہت سے ہوتے ہیں اور زیادہ تر پیٹی بورژوازی سے میل رکھتے ہیں (کیوں کہ پیٹی بورژوازی کو ہی ہر ایک جنگ ، ہر ایک بحران سب سے پہلے تباہ و برباد کرتا ہے) وہ ایسے گہرے انقلاب کے موقع پر ”اپنے

کو سامنے لائے،، بغیر نہیں رہتے ۔ اور یہ انتشار کے عناصر سوائے اس کے اور کسی طرح ''اپنے کو سامنے،، نہیں لاسکتے کہ جرائم بڑھ جائیں ، غنڈہ گردی عام ہوجائے ، رشوت‌خوری ، نفع‌خوری اور ہر قسم کی زیادتیاں اور دھاندلیاں ہونے لگیں ۔ ان حرکتوں کو دبانے میں وقت لگتا ہے اور انہیں دبانے کےلئے فولادی پنجے کی ضرورت ہوتی ہے۔

تاریخ میں ایک بھی ایسا عظیم انقلاب نہیں ہوا ہے جس میں لوگوں نے فطری طور پر اس اندیشے کو محسوس نہ کیا ہو اور ڈٹ کر اس کا سامنا نہ کیا ہو کہ چوروں اچکوں کو عین موقع پر گولی نہ مار دی ہو ۔ پہلے کے انقلابوں کی بدقسمتی یہ تھی کہ عوام کا وہ انقلابی جوش و خروش جو تناؤ کی اس حالت میں ان کو کمربستہ رکھتا تھا ، جو انہیں یہ طاقت بخشتا تھا کہ انتشار کے عناصر کو بے رحمی سے کچل ڈالیں ، وہ زیادہ دنوں قائم نہیں رہتا تھا ۔ عوام کے انقلابی جوش وخروش میں اس کمی کا سماجی یعنی طبقاتی سبب یہ تھا کہ پرولتاری طبقہ کمزور ہوتا تھا کیوں کہ وہی اکیلا (اگر اس کی تعداد بہت ہو ، اس میں طبقاتی شعور کافی ہو اور ڈسپلن پایا جائے تو) محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کی اکثریت کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے (زیادہ آسان اور عام فہم لفظوں میں غریبوں کی بڑی تعداد کو ملا سکتا ہے) اور طاقت اپنے ہاتھوں میں اتنے عرصے تک سنبھالے رہ سکتا ہے کہ تمام استحصال کرنےوالوں کو اور ساتھ ہی افراتفری پھیلانے والے تمام عناصر کو کچل کر رکھ دے۔

پہلے کے سارے انقلابات کا یہی تاریخی تجربہ تھا ، یہی دنیا کی معاشی اور سیاسی تاریخ کا سبق تھا جسے مارکس نے اپنے مختصر ، دوٹوک ، دو لفظی اور نہایت واضح فارمولے میں بیان کردیا یعنی پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ ۔ اور یہ حقیقت کہ روسی انقلاب نے صحیح طریقے سے اس عالمگیر تاریخی فریضے کو برتا ہے ، اس طرح ثابت ہوئی ہے کہ تنظیم و انتظام کی سوویت شکل روس کی تمام قوموں میں ، تمام زبانوں میں کامیابی کے ساتھ ترقی کرتی چلی جا رہی ہے ۔ کیونکہ سوویت حکومت پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی تنظیمی شکل کے سوا اور

کیا ہے ، اس ترقی‌یافتہ طبقے کی ڈکٹیٹرشپ ، جو لاکھوں کروڑوں محنت‌کش اور استحصال کے شکار لوگوں کو اٹھا کر نئی جمہوریت تک اور ریاست کے انتظام میں آزادانہ شریک ہونے تک لےآتی ہے ، اور یہ لوگ خود اپنے تجربے سے سیکھ لیتے ہیں کہ ڈسپلن کے سانچوں میں ڈھلا ہوا اور طبقاتی شعور رکھنےوالا پرولتاریہ ان کا سب سے قابل اعتبار رہنما ہے۔

مگر ہاں ، ڈکٹیٹرشپ ایک بڑا لفظ ہے اور بڑے لفظوں کو بلاوجہ ٹھونسنا نہیں چاہئے۔ ڈکٹیٹرشپ فولادی حکومت ہے۔ یہ ایسی حکومت ہے جو انقلابی جرأت و ہمت سے کام لیتی ہو ، تیزی سے عمل در آمد کرتی ہو ، استحصال کرنےوالوں اور غنڈوں کو بے دردی سے کچل کر رکھ دیتی ہو۔ اس کے مقابلے میں ہماری حکومت نہایت نرم‌روی کا برتاؤ کرتی ہے۔ اکثر ایسا لگتا ہے کہ یہ فولاد نہیں بلکہ حلوا ہے۔ ہمیں ایک لمحے کو بھی یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ بورژوا اور پیٹی بورژوا عناصر ہمارے سوویت نظام کے خلاف دو طریقوں سے لڑ رہے ہیں: ایک طرف وہ باہر سے کارروائیاں کرتے ہیں ، ساوینکوف ، گوتس ، گیگچکوری اور کورنیلوف جیسے لوگوں کے طریقے استعمال کرتے ہیں ، سازشیں اور بغاوتیں پھیلاتے ہیں ، اپنے گندے ”نظریاتی،، شوشے چھوڑتے رہتے ہیں ، کیڈیٹ پارٹی ، دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کے اخبارات میں جھوٹ اور تہمت کے دریا بہاتے ہیں ، دوسری طرف یہ عناصر اندر سے حرکتیں کرتے ہیں ، انتشار کی ہر عنصر سے فائدہ اٹھاتے ہیں ، تاکہ لوگوں کو رشوتیں چٹائی جائیں ، بے ضابطگی بڑھائی جائے ، بدعنوانی اور افراتفری کو اور ہوا دی جائے۔ بورژوازی کو فوجی لحاظ سے پوری طرح کچل ڈالنے کی منزل سے جس قدر ہم قریب پہنچتے ہیں ، پیٹی بورژوازی کے نراج کا عنصر اتنا ہی اور خطرناک ہوتا جاتا ہے۔ اور اس عنصر کے خلاف جدوجہد محض پروپیگنڈے اور ایجی‌ٹیشن کی مدد سے نہیں کی جا سکتی ، صرف مقابلوں کا انتظام کرکے اور تنظیمی کارکنوں کے انتخاب سے نہیں لڑا جا سکتا۔ یہ جدوجہد جبر اور زبردستی کے ذریعوں سے بھی کرنا چاہئے۔

حکومت کا اصل کام فوجی دباؤ رکھنے کے بجائے جیسے جیسے

انتظام چلانا ہوتا جاتا ہے ویسے ہی دشمن کو کچلنے اور مجبور کرنے کی خاص صورت یہ نہیں رہتی کہ عین موقع پر گولی مار دی جائے بلکہ یہ کہ عدالت میں اس پر مقدمہ چلایا جائے ۔ اس سلسلے میں انقلابی عوام نے ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے بعد صحیح راستہ اختیار کیا ہے اور اپنی مزدوروں اور کسانوں کی عدالتیں قائم کر کے یہ دکھا دیا ہے کہ انقلاب میں بڑی جان ہے ۔ ابھی بورژوا نوکرشاہی کی عدالتی مشینری کو معزول کرنے کےلئے سوویت فرمان بھی نہیں نکلا تھا کہ انھوں نے یہ کام شروع کردیا ۔ لیکن ہماری انقلابی اور عوامی عدالتیں بے انتہا اور ناقابل یقین طور پر کمزور ہیں ۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عدالتوں کے بارے میں جو پرانا رویہ جاگیرداروں اور بورژوازی کی غلامی کے ورثے میں لوگوں کو ملا ہے کہ یہ کوئی سرکاری اور اجنبی چیز ہیں ، وہ رویہ ہم ابھی تک بدل نہیں سکے ہیں۔ ابھی تک یہ ٹھیک طرح محسوس نہیں کیا گیا کہ عدالت وہ محکمہ ہے جو غریب آدمی کو ، ایک ایک کو سرکاری انتظام کے کاموں میں کھینچتا ہے (کیوں کہ عدالت کا کام سرکاری انتظام کے کاموں میں سے ہے) ، ابھی تک یہ اندازہ نہیں کیا گیا کہ عدالت پرولتاریہ اور غریب کسانوں کی عملداری کا ادارہ ہے، کہ عدالت ایسا آلہ ہے جو آدمی میں ڈسپلن پیدا کرتا ہے ۔ ابھی تک اس معمولی ، سادہ سی اور کھلی ہوئی حقیقت کو پورے طور پر ذہن نشین نہیں کیا گیا ہے کہ اگر آج کے زمانے میں روس کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ بھوک اور بے روزگاری پھیلی ہوئی ہے تو اسے کسی ریلے سے ختم نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کےلئے ہر پہلو سے ، پوری کی پوری قوم کو لے کر تنظیم اور ضابطہ قائم کرنا ہوگا تاکہ لوگوں کا پیٹ اور مشینوں کا پیٹ بھرنے کےلئے ایندھن اور خوراک میں اضافہ ہو ، تا کہ یہ چیزیں وقت پر سپلائی ہوں اور انہیں مناسب طریقے سے تقسیم کیا جائے اور اسی لئے وہ لوگ جو کسی کارخانے میں ، کسی کاروبار یا کسی معاملے میں محنت اور کام کے ضابطوں کی خلاف‌ورزی کرتے ہیں ، وہی ان مصائب کے ذمہ‌دار ہیں جو قحط اور بےروزگاری کی وجہ سے لوگوں کو اٹھانے پڑتے ہیں ، اور یہ کہ ایسے قصورواروں کوڈھونڈھ کر عدالت کے

سامنے لانا اور انھیں سخت سے سخت سزا دلوانا چاھئے۔ یہ پیٹی بورژوا عنصر، جس کے خلاف اب ھم کو پورا زور لگا کر مسلسل لڑنا چاھئے، خود کو ٹھیک اس طرح ظاھر کرتا ھے کہ ایک طرف قحط اور بے روزگاری اور دوسری طرف انتظام اور ڈسپلن کے معاملے میں عام ڈھیلے پن کے درمیان عوامی اقتصادی اور سیاسی تعلق کو اچھی طرح سمجھا نہیں جاتا — اور یہ عنصر خود کو اس طرح بھی ظاھر کرتا ھے کہ ٹٹ پونجیا آدمی کا نقطہ' نظر بروئے کار آتا ھے کہ مجھے دوسروں کی کیا فکر، میں تو جتنا جھپٹ سکوں، جھپٹ لوں۔

ریلوے ٹرانسپورٹ کے محکمے میں، جو بڑے پیمانے کی سرمایہ داری کے تیار کئے ھوئے ڈھانچے کے اقتصادی بندھنوں کا ھوبھو نمونہ ھے، پیٹی بورژوازی کی بدنظمی اور پرولتاری تنظیم کے درمیان رسہ کشی خاص کر نمایاں ھو گئی ھے۔ اس محکمے کے "انتظامی" کارکنوں میں بہت کافی تعداد ایسے لوگوں کی ھے جو اندر سے توڑپھوڑ کرتے ھیں اور رشوتیں کھاتے ھیں اور پرولتاریوں کا اچھا عنصر ڈسپلن، ضابطہ قائم کرنے کی سخت کوشش کرتا ھے۔ لیکن ان دونوں فریقوں میں، ظاھر ھے، بہت سے ایسے لوگ موجود ھیں جو ڈھلمل یقین ھیں، "کمزور" طبیعت رکھتے ھیں، نفع‌خوری، جیب گرم کرنے اور ذاتی فائدے حاصل کرنے کے لالچ کے سامنے ثابت قدم نہیں رہ پاتے اور ان کو حاصل کر کے پوری مشینری کو خراب کرتے ھیں جس کی اچھی کارگزاری پر قحط اور بےروزگاری سے جیتنا منحصر ھے۔

حال میں جو فرمان ریلوے کے انتظامی محکمے کے سلسلے میں نکلا تھا، اور جس میں علحدہ علحدہ انتظامی افسروں کو ڈکٹیٹری اختیارات (یا "غیرمحدود" اختیارات) دے دئے گئے تھے، اس سلسلے میں جو رسہ کشی ھوئی وہ ایک مثال کی حیثیت رکھتی ھے۔ پیٹی بورژوازی کی بدنظمی کے جو باشعور نمائندے ھیں (اور زیادہ‌تر غالباً بے شعور نمائندے) وہ اس بات پر کہ کسی ایک آدمی کو اتنے بہت سے "غیرمحدود" (یعنی ڈکٹیٹری) اختیارات دےدئے جائیں، کہتے تھے کہ یہ اجتماعیت، جمہوریت اور سوویت گورنمنٹ کے اصولوں سے ھٹ جانا ھے۔ ادھر ادھر بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں (۴۱) میں قطعی ایک گڑبڑ پھیلانے والا ایجی‌ٹیشن، ایسا ایجی‌ٹیشن، جو

سفلی جذبات کو ابھارتا ہے ، جو ٹٹ پونجیا لوگوں کی ان امنگوں کو شہ دیتا ہے کہ '' جو کچھ جھپٹ سکو ، جھپٹ لو ،، ، ڈکٹیٹری اختیارات کے بارے میں اس فرمان کے خلاف مچا ہوا ہے ۔ یہ سوال واقعی بےانتہا اہمیت اختیار کر گیا ہے : اول تو اس سلسلے میں اصول کا سوال آتا ہے ، یہ کہ ایسے افراد کا مقرر کیا جانا جو ڈکٹیٹر ہوں ، جنھیں غیرمحدود اختیارات حاصل ہوں ، کیا سوویت حکومت کے بنیادی اصولوں سے میل کھاتا ہے ؟ دوسرے یہ کہ اس معاملے کا ، بلکہ آپ چاہیں تو یوں کہیں کہ اس نظیر کا ، ان فرائض سے کیا تعلق ہے جو آج کے ٹھوس حالات میں حکومت کو ادا کرنے ہیں ؟ ہمیں ان دونوں سوالوں سے بہت کھل کر بحث کرنی چاہئے ۔

تاریخ کا ناقابل تردید تجربہ یہ بتاتا ہے کہ انقلابی تحریکوں کی تاریخ میں افراد کی ڈکٹیٹرشپ اکثر و بیشتر انقلاب کرنےوالے طبقوں کی ڈکٹیٹرشپ کا اظہار کرتی ہے ، اسی کی ترجمان ہوتی ہے اور اسی کی تاثیر رکھتی ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ افراد کی ڈکٹیٹرشپ بورژوائی جمہوریت سے گڈمڈ رہی ہے ۔ لیکن اس خاص معاملے میں سوویت نظام پر تہمت تراشی کرنےوالے بورژوا لوگ اور ان کے پیٹی بورژوا دم چھلے ہمیشہ ہاتھ کی صفائی دکھانے میں تیز رہتے ہیں : ایک طرف تو وہ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ سوویت نظام بیہودہ ہے ، اس میں نراج کی حد تک درندگی ہے اور جب ہم تاریخی مثالیں دیتے ہیں ، نظریاتی دلیلیں دے کر ثابت کرتے ہیں کہ سوویتیں جمہوریت کی اعلا شکل ہیں ، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ جمہوریت کی اشتراکی صورت کی ابتدا ہیں تو یہ لوگ احتیاط کے ساتھ زبان بند کئے گزر جاتے ہیں ؛ دوسری طرف وہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم بورژوا جمہوریت سے بہتر جمہوریت کا نمونہ پیش کریں اور کہتے ہیں : افراد کی ڈکٹیٹرشپ آپ بالشویکوں کی (یعنی بورژوازی کی نہیں ، اشتراکیوں کی) سوویت جمہوریت کے ساتھ نہیں کھپتی ۔

یہ دلیل بازی حد سے گری ہوئی ہے ۔ اگر ہم نراجی نہیں ہیں تو ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ریاست ، یعنی یوں کہیے کہ جبر سرمایہداری سے اشتراکیت میں تبدیلی کے وقت کےلئے لازمی ہے ۔ جبر کی شکل کیا ہو ، یہ فیصلہ اس سے کیا جاتا ہے کہ موجودہ

انقلابی طبقے کا ارتقا کس درجے میں ہے اور ایسے مخصوص حالات سے بھی جیسے طول طویل اور رجعت پرست جنگ کے اثرات، اور پھر ان شکلوں سے جن میں بورژوازی اور پیٹی بورژوازی انقلاب کا مقابلہ کر رہی ہے۔ اسی لئے سوویت (یعنی سوشلسٹ) جمہوریت میں اور افراد کے ڈکٹیٹری اختیارات کے استعمال میں ہرگز کوئی اصولی تضاد واقع نہیں ہوتا ہے۔ پرولتاری ڈکٹیٹرشپ اور بورژوا ڈکٹیٹرشپ میں فرق یہ ہے کہ پرولتاری ڈکٹیٹرشپ استحصال کرنے والی اقلیت پر استحصال کی جانےوالی اکثریت کے حق میں وار کرتی ہے — اور یہ عمل، جو افراد کے ذریعہ بھی انجام دیا جاتا ہے، صرف محنت کش اور استحصال کے شکار عوام ہی انجام نہیں دیتے بلکہ ان اداروں اور تنظیموں کے ہاتھ سے بھی انجام پاتا ہے، جو اس طرح ترتیب دی گئی ہیں کہ ان عوام کو بیدار کر کے تاریخ سازی کے کام کےلئے اٹھا سکیں (سوویت تنظیمیں اسی قسم کی تنظیمیں ہیں)۔

اب دوسرا سوال لیجئے اس بارے میں کہ آج کے حالات میں جو خاص فرائض انجام دینے ہیں ان کے نقطۂ نظر سے افراد کے ذاتی ڈکٹیٹری اختیارات کی کیا حیثیت ہے۔ کہنا یہ ہے کہ بڑے پیمانے کی مشینی صنعت جو سوشلزم کا مادی، پیداواری سرچشمہ اور اس کی بنیاد ہے، یہ تقاضا کرتی ہے کہ ارادے اور منشا کا مکمل اور قطعی اتحاد ہو جس کی بدولت سیکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں آدمیوں کی محنت کا سلسلہ جڑتا ہے۔ اس معاملے کی ٹکنیکی، اقتصادی اور تاریخی ضرورت ظاہر ہے اور ان تمام لوگوں نے، جنھوں نے کبھی سوشلزم میں سر کھپایا ہے، ہمیشہ اس چیز کو سوشلزم کی ایک شرط قرار دیا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ارادے یا منشا کا یہ اتحاد حاصل کیسے ہو؟ اس کی صورت یہ ہے کہ ہزاروں آدمی اپنے ارادے اور منشا کو کسی ایک کے تابع کر دیں۔

اگر ان لوگوں میں اعلا درجے کا شعور اور ڈسپلن ہو، جو اس مشترکہ کام میں شریک ہو رہے ہیں تو یہ ماتحتی انہیں زیادہ‌تر ایسی لگےگی جیسے آرکسٹرا کے کنڈکٹر کی نرم ہدایت کاری۔ اور اگر اعلا درجے کے ڈسپلن اور شعور کی کمی ہو تو یہی ڈکٹیٹری

کی سخت شکل اختیار کر لےگی۔ بہرحال جو بھی ہو ، کسی ایک کے ارادے یا منشا کی بے چون وچرا ماتحتی بڑے پیمانے کی مشینی صنعت کے کاموں کی کامیابی کےلئے بالکل لازمی ہے۔ ریلوے کے محکمے میں تو یہ اس سے بھی دوگنی تگنی ضروری ہے۔ ایک سیاسی فریضے سے دوسرے میں داخل ہونا جب کہ بظاہر پہلے کو دوسرے سے قطعی نسبت نہیں ہوتی ، آج کے حالات کی ایک انوکھی خصوصیت ہے۔ انقلاب نے حال میں ہی ان دقیانوسی ، بہت مضبوط اور بھاری بیڑیوں کو توڑ کر پھینکا ہے جن کو ڈنڈے کے زور سے عوام پر لادا گیا تھا۔ یہ ابھی کل کی بات ہے اور آج وہی انقلاب مطالبہ کرتا ہے اور خود انقلاب کے پروان چڑھنے کے حق میں ، قدم جمانے اور خاص کر اشتراکیت لانے کے حق میں یہ مطالبہ کرتا ہے — عوام ان لوگوں کی واحد مرضی کی بےچون و چرا فرمانبرداری کریں جو محنت کے کاموں کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ اتنی بڑی تبدیلی ہاتھ کے ہاتھ نہیں ہو جائےگی۔ صاف ہے کہ اس کے ہونے میں دھکے اور جھٹکے بھی آئیں گے ، پرانے طریقوں کی طرف پلٹے بھی کھائے جائیں‌گے اور پرولتاریوں کے ہراول دستے کو بڑی برداشت اور کوشش سے کام لینا ہوگا جو لوگوں کو نئے طریق زندگی کی طرف بڑھائے لئے جا رہا ہے۔ ان مسائل پر وہ لوگ غور نہیں کرتے جو ” نووایا ژیزن “،یا ” وپریود “ (۴۲) ، ” دیلو نرودا “ ، یا ” ناش ویک “ (۴۳) کی ٹٹ پونجیا چیخ پکار میں مبتلا ہیں۔

آپ محنت کشوں اور استحصال کے شکار عام لوگوں میں سے کسی اوسط درجے کے آدمی کو لیجئے ، اس کی نفسیات دیکھئے ، اور اس کی سماجی زندگی کے مادی اور واقعی حالات کا اس نفسیات سے مقابلہ کیجئے۔ اکتوبر انقلاب سے پہلے اس کے سامنے ایک بھی ایسی مثال نہیں تھی کہ صاحب جائداد طبقوں کی طرف سے اس کی خاطر کوئی سچ‌مچ کی قربانی کی جائے ، اس کے فائدے کی خاطر اپنا کچھ چھوڑ دیا جائے۔ باربار اس سے وعدہ کیا گیا لیکن ابھی تک اس کو نہ زمین ملی ، نہ آزادی ، نہ اسے امن چین ملا ۔ نہ اس کی خاطر ” بڑی طاقت “ کے مفاد سے دست بردار ہوا گیا ، نہ وہ خفیہ معاہدے جن میں بڑی

طاقت کے مفاد پوشیدہ ھیں اور نہ سرمائے اور منافع کو آنچ آنے دی گئی - اس نے یہ سب ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے بعد ھی دیکھ لیا ، جب اس نے یہ سب زبردستی اپنے ھاتھوں میں لےلیا اور اسے کیرینسکی ، گوتس ، گیگچکوری ، دوتوف اور کورنیلوف قسم کے لوگوں کا مقابلہ کر کے ان چیزوں کو بچانا پڑا جو حاصل کی تھیں - قدرتی بات ھے کہ کچھ دنوں کےلئے اس کی ساری توجہ ، تمام خیالات ، تمام روحانی طاقت اس پر صرف ھو گئی کہ زرا سانس لینے کی مہلت مل جائے ، ذرہ کمر سیدھی کر لیں ، آرام کرلیں اور زندگی کی ان راحتوں سے لطف اندوز ھولیں جو انقلاب ھوتے ھی اس پر کھل گئی تھیں اور جو بے دخل ھونےوالے مالکوں نے کبھی اس تک نہیں پھنچنے دی تھیں - ظاھر ھے کہ عام آدمیوں کی صفوں سے جو لوگ آتے ھیں انھیں خود یہ دیکھنے اور سمجھنے میں نہیں بلکہ اچھی طرح محسوس کرنے میں کچھ نہ کچھ وقت ضرور لگےگا کہ یوں چیزیں ''لینے،، سے ، چھین جھپٹ کرنے سے کام نہیں چلنے والا ھے ، اس سے تو اور افراتفری مچ جائےگی ، بربادی ھوگی اور کورنیلوف جیسے لوگ پھر برسر اقتدار ھو جائیںگے - عام محنت‌کشوں کی زندگی کے حالات میں اس قسم کی تبدیلی (اور اس کے نتیجے میں نفسیات میں تبدیلی) اب شروع ھو رھی ھے - ھمارا پورا فرض ھے ، کمیونسٹ پارٹی (بالشویکوں) کا فرض ھے ، جو لوگوں کی اس خواھش کی طبقاتی شعور رکھنے والی ترجمان ھے کہ انھیں استحصال سے نجات نصیب ھو ، کہ وہ اس تبدیلی کو سمجھے ، یہ سمجھے کہ ایسا ھونا ضروری ھے اور تھکے ھوئے لوگوں کی جو تنگ آ کر کوئی سبیل تلاش کرنے کی فکر میں ھیں ، سربراہ بن کر ان کو سیدھے سچے راستے پر لے چلے ، اس راستے پر جو محنت کے نظم و ضبط کا راستہ ھے، عام جلسوں میں کام کے حالات پر بحث کرنے کے فریضوں اور کام کے وقت سوویت رھنما ، ڈکٹیٹر کے حکم کی بےچون و چرا اطاعت کرنے کے فریضوں میں ربط پیدا کرنے کے راستے پر لے چلے -

''جلسہ‌بازی،، پر لوگ ھنستے ھیں ، اور اکثر بورژوا لوگ ، منشویک اور ''نووایا ژیزن،، والے زھر میں بجھے ھوئے جملے کستے ھیں - انھیں یہاں صرف ھنگامہ ، اودھم اور ٹٹ پونجیوں

کی خودغرضی نظر آتی ہے۔ لیکن اگر یہ عام جلسوں کے بحث مباحثے نہ ہوتے تو دبے کچلے لوگوں کی بڑی تعداد استحصال کرنے والوں کے زبردستی کے ڈسپلن سے آزاد ہو کر اپنی مرضی کے ڈسپلن کے تحت کبھی نہیں جا سکتی تھی۔ عام جلسوں میں جو سوالوں کی بھر مار ہوتی ہے وہ محنت کشوں کی اصلی جمہوریت ہے، ان کا سر اٹھا کر کھڑا ہونا ہے، نئی زندگی کے بارے میں ان کی بیداری ہے، اس راستے پر ان کے پہلے قدم ہیں جس راستے کو انھوں نے خود غلاظت سے (استحصال کرنےوالوں سے، سامراجیوں، جاگیرداروں اور سرمایہداروں سے) پاک کیا ہے، اور جسے وہ خود بنانا سیکھنے کے آرزومند ہیں، خود اپنے طریقے سے، اپنے لئے، خود اپنے سوویت اقتدار کے اصولوں پر، غیروں کے طریقے سے نہیں، رئیس‌زادوں اور بورژوازی کی حکومت کی طرح سے نہیں۔ استحصال کرنے‌والوں پر محنت کشوں کی اکتوبر والی فتح لازمی تھی، ایک پورا تاریخی دور لازمی تھا جس میں محنت‌کش خود ھی سب سے پہلے زندگی کے نئے حالات پر اور نئے فرائض پر سر جوڑ کر بیٹھیں، اس کے بارے میں تبادلۂخیالات کریں، تاکہ محنت اور کام کے ڈسپلن کی بہتر شکل ثابت قدمی کے ساتھ اختیار کرنا ممکن ہو، پرلتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی ضرورت کو ٹھونک بجا کر صحیح طرح سمجھا جا سکے اور کام کے وقت سوویت حکومت کے نمائندہ افراد کا حکم بے چون وچرا مانا جا سکے۔

اب یہ تبدیلی آنی شروع ہو گئی ہے۔

ہم نے انقلاب کا پہلا فریضہ‌پورا کرلیا، ہم نے دیکھ لیا کہ محنت کش عوام نے کس طرح انقلاب کی اس کامیابی کےلئے اپنے اندر بنیادی صفات پیدا کیں: انھوں نے استحصال کرنے‌والوں کے مقابلے میں اپنی ساری طاقتیں یکجا کرلیں تاکہ ان کا تختہ الٹا جا سکے۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء، فروری اور اکتوبر ۱۹۱۷ء (۴۴) کی جو منزلیں گزری ہیں وہ تمام دنیا کی تاریخ میں اہم مقام حاصل کر چکی ہیں۔

ہم نے انقلاب کے دوسرے فریضے کو بھی کامیابی سے پورا کیا، یعنی سماج کے ان ”نیچے والوں“ کو بیدار کرنا اور اٹھانا جنھیں استحصال کرنےوالوں نے نیچے دھکیل رکھا تھا اور جنھوں نے صرف ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے بعد ھی یہ ساری آزادی پائی کہ ان مالکوں

کا تختہ الٹ دیں ، گرد و پیش کا جائزہ لینا اور زندگی کو اپنے طریقے سے ترتیب دینا شروع کریں ۔ عام جلسوں میں سوالوں کی بوچھار ہونا ، خاص کر ان بہت ہی دبے کچلے عام لوگوں کی طرف سے ، بہت معمولی پڑھے لکھے محنت کشوں کی طرف سے ، ان کا بالشویکوں کی طرف ڈھل جانا ، ان کے ہاتھوں ہر جگہ اور ہر طرف سوویت تنظیموں کا قائم ہونا ، یہ تھا انقلاب کا دوسرا عظیم الشان مرحلہ ۔

تیسرا مرحلہ اب شروع ہو رہا ہے ۔ اب تک جو کچھ جیتا ہے ہمیں اس کی بنیادیں جمانی ہیں ۔ جو جو احکام جاری کئے ہیں ، قانون بنائے ہیں ، تبادلۂ خیال کیا اور پلان بنایا ہے ، ان تمام کو روزمرہ محنت کے ڈسپلن کی مضبوط اور پائدار شکلیں دینی ہیں ۔ یہ کام سب سے مشکل ہے لیکن بہت ہی کارگر اور کارآمد ، کیوں کہ اسی کی تکمیل سے اشتراکی حالات پیدا ہوں گے ۔ یہ جو محنت کشوں کی عوامی جمہوریت عام جلسوں میں ابھرتی ہے — ابلتی ہوئی ، بےقرار ، متلاطم اور بارش کے ندی‌نالوں کی طرح کنارے توڑ کر بہہ نکلتی ہے ، اس جمہوریت کا کام کے وقت کے فولادی ڈسپلن سے رشتہ جوڑنا ہمارا کام ہے ، ہمیں چاہئے کہ اس جمہوریت کو اوقات کار میں ایک آدمی کے ، ایک سوویت لیڈر کے منشا اور ارادے کی بے چون وچرا اطاعت سے جوڑنا سیکھیں ۔

یہ ابھی ہم کو نہیں آیا ہے لیکن یہ ہم سیکھ لیں گے ۔

کل تک ہمارے سروں پر یہ خطرہ منڈلا رہا تھا کہ کورنیلوف والوں ، گوتس ، دوتوف ، گیگچکوری اور بوگایفسکی‌والوں کی شکل میں بورژوا استحصال پھر سے پنجے نہ جمالے ۔ ہم نے ان کو شکست دے‌دی ۔ اب اس استحصال کے پھر سے جمنے کا ، اسکی واپسی کا خطرہ دوسری شکل میں سامنے آیا ہے ۔ اب اس کا اظہار پیٹی بورژوازی کے بےلگام عناصر ، انارکزم یا نراج کے بندوں ، یا ٹٹ‌پونجیوں کی اس نراجی کیفیت سے کہ ”مجھے اس سے کیا“ ، اور روزانہ چھوٹے موٹے لیکن بےشمار واقعات اور پرولتاری ڈسپلن پر اس قسم کے لوگوں کے حملوں سے ہوتا ہے ۔ ہمارا فرض ہے کہ پیٹی بورژوازی کے اس نراجی عنصر کا بھی خاتمہ کردیں اور ہم یہ کر کے رہیں گے ۔

سوویت جمہوریت ، یعنی پرولتاری جمہوریت کی اشتراکی خصوصیت آج جس طرح عملی طور پر استعمال ہو رہی ہے، یوں بیان کی جا سکتی ہے کہ اول تو چناؤ کرنے والے محنت کش اور وہ عوام ہیں جن کا استحصال کیا جاتا تھا ، بورژوا طبقہ چناؤ کرنے والوں میں شامل نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ الکشن کی تمام دفترشاہی ضابطہ پرستی اور بندشیں دور کر دی گئی ہیں۔ خود عوام ہی فیصلہ کرتے ہیں کہ الکشن کا قاعدہ کیا ہو ، الکشن کب ہو اور عوام کو پوری آزادی ہے کہ جسے چن چکے ہیں ، جب چاہیں اسے واپس بلا لیں۔ تیسری بات یہ کہ محنت کشوں کے ہراول کی ایک بہترین عام تنظیم یعنی بڑی صنعتوں میں کام کرنےوالے پرولتاریہ کی تنظیم تیار ہو رہی ہے جو پرولتاریہ کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ استحصال کئے ہوئے لوگوں کی بڑی سے بڑی تعداد کی رہنمائی کرے ، انہیں آزادانہ سیاسی زندگی میں کھینچ لائے ، ان کے اپنے تجربوں کی روشنی میں سیاسی تعلیم دے اور اس صورت سے پہلی بار یہ ہو رہا ہے کہ ساری کی ساری آبادی انتظامی محکمے چلانے کا کام سیکھنے کی شروعات کر رہی ہے اور انتظام ہاتھ میں لے رہی ہے۔

یہ ہیں اصل امتیازی خصوصیات اس جمہوریت کی جو روس میں عملی شکل اختیار کر رہی ہے ، اور جو اعلا نمونے کی جمہوریت ہے ، جس نے مسخ کی ہوئی بورژوا جمہوریت سے اپنا ناتہ توڑ لیا ہے ، جو اشتراکی جمہوریت کے مرحلے میں داخل ہوتی جا رہی ہے اور ان حالات میں جانےوالی ہے جب ریاست خودبخود اڑ جائےگی۔

اس کے جتانے کی ضرورت نہیں کہ پیٹی بورژوازی کی بدنظمی کا عنصر اس سے باز نہیں آسکتا کہ سوویتوں پر بھی اپنی چھاپ لگا دے (یہ وہ عنصر ہے جو کسی نہ کسی حد تک ہر ایک پرولتاری انقلاب میں خود کو لازمی طور پر ظاہر کرکے رہےگا اور ہمارے اس انقلاب میں تو وہ اور بھی خود کو دکھانے پر تلا ہوا ہے کیوں کہ ہمارے ملک کا مزاج پیٹی بورژوازی کا مزاج ہے، ملک پچھڑا ہوا ہے اور رجعت‌پرست جنگ کے اثرات بھی لازمی ہیں)۔

ہمیں اس غرض سے انتھک کام کرنا چاہئے کہ سوویتوں کو اور سوویت حکومت کی تنظیم کو آگے بڑھائیں - پیٹی بورژوازی کی طبیعت کا جھکاؤ یہ ہوتا ہے کہ سوویتوں کے ممبروں کو " پارلیمنٹری آدمی " بنا ڈالیں یا یہ نہیں تو نوکرشاہی کے سانچے میں ڈھال دیں - ہمیں اس سے اس طرح لڑنا چاہئے کہ سوویتوں کے تمام ممبروں کو انتظامی کاموں میں کھینچ لائیں - بہت سے مقامات پر سوویتوں کے محکمے کمیساریتوں* میں رفتہ رفتہ ضم ہوتے جا رہے ہیں - ہمارا مقصد یہ ہے کہ ساری کی ساری غریب آبادی کو سرکاری انتظام کی ذمہ‌داریوں میں کھینچ لائیں اور اس سمت میں جو قدم بھی اٹھے (اس کی جتنی بھی شکلیں ہو سکتی ہوں ، بہتر ہے) وہ احتیاط سے نظر میں رکھا جائے ، اس پر غور کیاجائے ، اس کا ایک سسٹم مقرر کرکے زیادہ وسیع تجربے سے اس کی جانچ پرتال کی جائے اور پھر اسے قانون میں شامل کرلیا جائے - ہمارا مقصد ایسی تدبیریں اختیار کرنا ہے جن سے لازماً ہر ایک محنت کش ، پیداواری کاموں میں آٹھ گھنٹے صرف کرنے کے بعد بغیر تنخواہ یا معاوضے کے سرکاری ڈیوٹی بھی انجام دیا کرے : اس دستور کو عام کرنا خاص کر مشکل کام ہے لیکن محض یہی چیز اس بات کی ضامن ہے کہ سوشلزم کی جڑیں قطعی طور پر مضبوط ہوجائیں - قدرتی امر ہے کہ تبدیلی کا انوکھاپن اور اس کی مشکلات بہت سی تدبیریں اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہیں - اور اس میں پھر اٹکل‌پچو غلطیاں بھی بہت ہوتی ہیں - تذبذب بھی رہتا ہے — اس کے بغیر کوئی تیز ترقی نہیں ہوا کرتی - موجودہ حالت کا سارا انوکھاپن ایسے بہت سے لوگوں کے نقطۂ‌نظر سے جنھیں سوشلسٹ کہلانے کا شوق ہے ، یہ ہے کہ اب تک لوگوں کی عادت سرمایہ‌داری اور سوشلزم کو مجرد طریقے سے ایک دوسرے کے برعکس سمجھنے کی رہی ہے اور دونوں کے درمیان انھوں نے بہت گہرے معنی میں " چھلانگ " کا لفظ رکھ چھوڑا ہے (ان میں بعض نے اینگلس کی تحریروں میں سے پڑھے ہوئے ٹکڑے یاد کرکے اور

---

* ۱۹۴۶ء تک سوویت یونین میں وزیر — عوامی کمیسار اور وزارت — عوامی کمیساریت کہلاتی تھیں - (ایڈیٹر)

گہرے معنی میں یہ اضافہ کیا : یہ ایک ''چھلانگ ہے ضرورت کے راج سے آزادی کے راج میں،، (۴۵)) ۔ ان نام‌نہاد سوشلسٹوں کی اکثریت ، جنھوں نے سوشلزم کے بارے میں '' کتابوں میں پڑھ رکھا ہے ،، لیکن کبھی اس مسئلے پر سر نہیں کھپایا ، وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ '' چھلانگ ،، کے لفظ سے سوشلزم کے سچے استادوں کا مطلب یہ تھا کہ عالمی تاریخی پیمانے پر ایک موڑ آتا ہے ۔ اور اس قسم کی چھلانگ قرنوں چلتی ہے ، بلکہ دسیوں سال سے بھی زیادہ عرصے تک یہ سلسلہ چلتا ہے ۔ قدرتی طور پر ایسے زمانے میں وہ نام‌نہاد '' دانش‌ور ،، مردے کی بےشمار مرثیہ خوانی کرتے رہتے ہیں : ایک کو آئین‌ساز اسمبلی کی موت پر رونا آتا ہے ، دوسرے پر رقت طاری ہوتی ہے کہ بورژوا ڈسپلن نہیں رہا ، تیسرے کو غم ہے کہ سرمایہ‌داری نظام سدھار گیا اور چوتھا تہذیب یافتہ اور تمیزدار جاگیرداروں کے ختم ہوجانے پر آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے، پانچویں کو رونا آتا ہے کہ سامراجی بڑی طاقت کی حیثیت سے تباہ ہو گئے ، وغیرہ وغیرہ ۔

بڑی بڑی چھلانگوں کا جو دور ہوتا ہے اس کا اصلی نکتہ یہ ہے کہ ماضی کے بچے کھچے ٹکڑوں کی بہتات ہو جاتی ہے اور یہ بعض اوقات نئے جنم لینےوالے آثار (یہ ہمیشہ فوراً ہی نظر میں بھی نہیں آتے) کی تعداد کے مقابلے میں کہیں تیزی سے اکٹھے ہو جاتے ہیں اور ضرورت اس بات کی ہے کہ انھیں چھانٹا جا سکے اور یہ دیکھ لیا جائے کہ ترقی کی راہ پر یا اس کے سلسلے میں کیا چیز سب سے اہم ہے ۔ تاریخ میں ایسے لمحے بھی آتے ہیں جب انقلاب کو کامیاب کرنے کےلئے ضروری ہوجاتا ہے کہ ان ٹکڑوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد ڈھیر کر لی جائے یعنی پرانے اداروں میں سے جتنے ہو سکیں ، پھونک دئے جائیں ، ایسا وقت بھی آتا ہے جب ان کی بڑی تعداد پھونک کر صاف کردی جاتی ہے اور اس کے بعد یہ '' غیرشاعرانہ ،، (پیٹی بورژوا انقلابیوں کی نظر میں '' روکھا پھیکا ،،) کام ہوتا ہے کہ اس ملبے کو ہٹایا اور دور کیا جائے ، اور وہ وقت بھی آتا ہے کہ بہت احتیاط اور ہوشیاری سے ان نئے آثار کو پالنا پوسنا وقت کی سب سے اہم ضرورت بن جاتا ہے ، جو اسی ملبے کے درمیان ، اس سرزمین پر

اگتے ہیں جو کافی جھلسی ہوئی ہوتی ہے اور ابھی پرانے گند سے پاک نہیں ہوتی۔

صرف انقلابی ہونا اور سوشلزم یا عام طور سے کمیونزم کا ماننےوالا ہونا کافی نہیں ہے۔ آدمی میں اس کی اہلیت ہونی چاہئے کہ وہ ہر خاص لمحے زنجیر کی خاص کڑی کو پا سکے اور اپنی پوری قوت سے اس کو تھام سکے تاکہ تمام سلسلے کو اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے رہے اور وہ جم کر اگلی کڑی تک پہنچنے کی تیاری کر سکے؛ زنجیر کی کڑیوں کی ترتیب، ان کی شکل اور جس انداز سے وہ ایک دوسرے سے جڑی ہوتی ہیں، وہ اور واقعات کے تاریخی سلسلے میں ان کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا ــ یہ کوئی سادہ سی چیز نہیں ہے اور نہ اس زنجیر کی کڑیوں کی طرح بےمعنی ہے جو لوہار کی بنائی ہوئی ہوتی ہے۔

تنظیم کی جو سوویت شکل ہے، نوکرشاہی کی طرف سے اسے بگاڑنے کی جتنی حرکتیں ہوتی ہیں، ان کا مقابلہ کامیابی سے کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ سوویتوں میں اور ''عام لوگوں،، میں یعنی ان لوگوں میں جو محنت کش ہیں، جن کا استحصال ہوتا رہا ہے تعلق مضبوط ہو اور مضبوط ہونے کے علاوہ اس میں لوچ اور لچک بھی ہو۔ دنیا کی سب سے جمہوری سرمایہ‌دار ریپلکوں میں بھی غریب آدمی کبھی یہ نہیں سمجھتا کہ بورژوا پارلیمنٹ ''ہمارا اپنا،، ادارہ ہے۔ لیکن سوویتیں ان کا ''اپنا ادارہ،، ہیں، عام مزدوروں کسانوں کےلئے وہ کوئی اجنبی یا غیر چیز نہیں ہیں۔ شیڈمان جیسے آجکل کے ''سوشل ڈیموکریٹ،، یا بالکل اسی قسم کے مارتوف ٹائپ لوگ سوویتوں سے ویسے ہی بدکتے ہیں اور اسی طرح شریفانہ بورژوا پارلیمنٹ یا آئین‌ساز اسمبلی کی طرف ان کا دل کھنچتا ہے جیسے آج سے ساٹھ سال پہلے ترگینف ایک معتدل قسم کی شاہی اور شرفا کے آئین کی طرف جھک گیا تھا اور اسے دوبرولیوبوف اور چرنی‌شیفسکی کی کسانوں والی جمہوریت ناپسند ہوئی تھی۔

سوویتوں کا ''عام لوگوں،، سے قریب ہونا، محنت کشوں سے نزدیک ہونا ہی دراصل وہ چیز ہے جو چنے ہوئے ممبروں کو واپس بلا لینے یا نیچے سے کنٹرول رکھنے کی دوسری خاص شکلوں کو جنم

دیتی ہے اور انھی شکلوں کو اب زیادہ لگن سے آگے بڑھانا چاہئے۔ مثال کے طور پر عام تعلیم کی کونسلیں جو اپنے شعبے میں سوویت افسران کی سرگرمیوں پر بحث اور کنٹرول کے لئے سوویت ووٹروں اور ان کے مندوبین کی میعادی کانفرنسوں کی حیثیت رکھتی ہیں، ہمدردی اور حمایت کے قابل ہیں۔ اس سے بڑھ کر بےوقوفی نہیں ہو سکتی کہ سوویتوں کو منجمد اور مطمئن بالذات بنا کر رکھ دیا جائے۔ جس قدر جم کر ہم کو اس کی حفاظت کرنی ہے کہ حکومت سخت اور بےمروت ہو، کام کے معینہ عوامل میں افراد کی ڈکٹیٹری قائم رہے، خالص انتظامی معاملات کے معینہ لمحات میں وہ ڈکٹیٹرانہ اختیارات سے کام لیں، اسی قدر طرح طرح سے وہ شکلیں[1] اور وہ تدبیریں ہونی ضروری ہیں جن کے ذریعے نیچے سے اوپروالوں پر کنٹرول کیا جا سکے تاکہ سوویت طرز حکومت کے اصولوں کو مسخ کرنے کے ذرہ ذرہ سے امکانات کا توڑ ہوتا رہے اور دفترشاہی کا جو گھاس پھونس اگتا رہتا ہے اسے برابر، ہمت کے ساتھ اکھاڑا اور صاف کیا جاتا رہے۔

خلاصہ

بین اقوامی معاملات میں غیر معمولی طور پر مشکل، پیچیدہ اور خطرناک صورت حال، پینترےبازی اور پیچھے ہٹنے کی ضرورت، اس انقلاب کے نئے دھماکوں کے انتظار کا دور جو مغرب میں تکلیف‌ده سست‌رفتاری کے ساتھ" پک رہا ہے، ملک کے اندر سست‌رفتار تعمیر اور شدت کے ساتھ ''کسنے،، کا دور اور پیٹی بورژوا غفلت اور نراج کے خطرناک عنصر کے خلاف سخت، پرولتاری ڈسپلن کی طویل اور متواتر جدوجہد کا دور — یہ ہیں مختصر طور پر نمایاں خصوصیات اس سوشلسٹ انقلاب کی خاص منزل کی جس سے ہم فی‌الحال گذر رہے ہیں۔ یہ واقعات کے تاریخی سلسلے کی وہ کڑی ہے جسے ہمیں اپنی پوری طاقت کے ساتھ تھامنا چاہئے تاکہ ہم ان فریضوں کو پورا کر سکیں جو دوسری کڑی تک جانے کے لئے ہمارے سامنے ہیں جو اپنی مخصوص چمک دمک سے، بین‌اقوامی پرولتاری انقلاب کی فتح کی چمک دمک سے ہمیں اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

معمولی اور عام‌فہم ''انقلابی،، کے خیال کا ان نعروں سے موازنہ کرنے کی کوشش کیجئیے جو موجودہ منزل کے خصوصی حالات سے پیدا ہوتے ہیں یعنی پینترےبازی، پس‌پائی، انتظار، سست‌رفتار تعمیر، شدت کے ساتھ کسنا، سخت ڈسپلن رائج کرنا، بدنظمی کو توڑنا... کیا یہ حیرت کی بات ہے کہ کچھ ''انقلابیوں،، پر ان کو سنکر احساس توہین کا شریفانہ جذبہ طاری ہو جاتا ہے اور وہ ''گرج کر،، ہم کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں کہ ہم اکتوبر انقلاب کی روایات کو بھول گئے ہیں، ہم نے بورژوا ماہرین سے مصالحت اور بورژوازی سے سمجھوتہ کر لیا ہے اور پیٹی بورژوا اور اصلاح پرست وغیرہ ہو گئے ہیں؟

ان قابل افسوس انقلابیوں کی مصیبت یہ ہے کہ ان میں سے وہ بھی جو دنیا میں بہترین مقاصد رکھتے ہیں اور سوشلزم کے کاز کے قطعی وفادار ہیں یہ خصوصی اور خاص طور سے ''ناخوشگوار،، صورت حال سمجھنے سے قاصر ہیں جس سے ایک پسماندہ ملک کو جو رجعت‌پرست اور تباہ‌کن جنگ سے لہولہان ہے اور جس نے ترقی‌یافتہ ملکوں سے بہت پہلے سوشلسٹ انقلاب شروع کیا، ناگزیر طور پر گذرنا ہے۔ وہ مشکل عبور کے مشکل لمحوں کے دوران صبر کھو بیٹھے ہیں۔ قدرتی بات ہے کہ ہماری پارٹی کے خلاف اس قسم کی ''سرکاری،، مخالفت بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی کر رہی ہے۔ گروہوں اور طبقاتی ٹائپوں میں واقعی انفرادی استثنا ہے اور ہمیشہ رہےگا۔ لیکن سماجی ٹائپ تو باقی رہیں‌گے۔ ایسے ملک میں جہاں چھوٹی ملکیت‌والوں کی آبادی خالص پرولتاری آبادی پر زبردست اکثریت رکھتی ہے، پرولتاری انقلابی اور پیٹی بورژوا انقلابی کے درمیان کا فرق ناگزیر طور پر اپنے کو محسوس کرائیگا اور وقتاً فوقتاً بہت ہی شدت سے محسوس کرائیگا۔ پیٹی بورژوا انقلابی واقعات کے ہر موڑ پر ڈگمگاتا اور لڑکھڑاتا ہے، مارچ ۱۹۱۷ء میں پرجوش انقلابیت سے چل کر مئی میں ''ایتلاف،، کا قصیدہ خوان ہو جاتا ہے، جولائی میں بالشویکوں سے نفرت کرنے لگتا ہے (یا ان کی ''مہم‌بازی،، پر ماتم کرتا ہے) اور اکتوبر کے آخر میں خوف کھا کر ان سے منہ موڑ لیتا ہے، دسمبر میں ان کی حمایت کرتا ہے

اور آخرکار مارچ اور اپریل ۱۹۱۸ء میں ان ٹائپوں کے لوگ اکثر اپنی ناک نفرت سے سکوڑ کر کہتے ھیں "میں ان میں نہیں ہوں جو "تنظیمی"، کام، عملیت اور رفتہ رفتہ کام کے گن گاتے ھیں۔"

ان ٹائپوں کا سماجی سرچشمہ چھوٹا صاحب جائداد ھے جو جنگ کی ھولناکیوں، اچانک تباھی، قحط اور بربادی کی بےمثال صعوبتوں سے سہم گیا ھے اور جو ھیجانی طور پر راستے اور پناہ کی تلاش کرتا ھے اور ایک طرف پرولتاریہ پر بھروسے اور اس کی حمایت اور دوسری طرف نا امیدی کے دوروں کے درمیان لڑکھڑاتا رھتا ھے۔ ھمیں یہ بات صاف طور سے سمجھنا اور خوب یاد رکھنا چاھئے کہ سوشلزم ایسی سماجی بنیاد پر نہیں بنایا جاسکتا۔ محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کی رھنمائی صرف وھی طبقہ کر سکتا ھے جو اپنے راستے پر ڈگمگائے بغیر چلتا ھے، ھمت کو ھاتھ سے نہیں جانے دیتا اور انتہائی مشکل، سخت اور خطرناک منزلوں پر بھی ھراساں نہیں ہوتا۔ ھمیں ھیجانی دوروں کی ضرورت نہیں ھے۔ ھمیں پرولتاریہ کے آھنی دستوں کی پراستقلال پیش‌قدمی کی ضرورت ھے۔

۱۳ — ۲۶ اپریل ۱۹۱۸ء میں لکھا گیا۔ ۲۸ اپریل ۱۹۱۸ء کو "پراودا"، اخبار کے شمارہ ۸۳ اور کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے اخبار "ایزویستیا"، کے شمارہ ۸۵ میں شائع ھوا
دستخط : ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۶، صفحات ۲۰۸ — ۱٦۸

”بائیں بازو کا“ لڑکپن اور پیٹی بورژواپن

”بائیں بازو کے کمیونسٹوں“ کے ایک چھوٹے سے گروپ نے اپنا رسالہ ”کمیونسٹ“ (۳۶) (شمارہ ۱، ۲۰ اپریل ۱۹۱۸ء) اور جو ”مقالے“ شائع کئے ہیں ان سے میرے خیالات کی جن کا اظہار میں نے ”سوویت حکومت کے فوری فرائض“* نامی پمفلٹ میں کیا ہے، نمایاں طور پر تصدیق ہوتی ہے۔ سیاسی ادب میں اس پیٹی بورژوا بدنظمی کے دفاع کے انتہائی بھولےپن کی جس کو اکثر ”بائیں بازو“ کے نعروں میں چھپایا جاتا ہے اس سے بہتر اور کوئی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ ”بائیں بازو کے کمیونسٹوں“ کی دلیلوں پر روشنی ڈالنا مفید اور ضروری ہے کیونکہ وہ اس دور کے لئے مثالی ہیں جس سے ہم گذر رہے ہیں۔ وہ غیرمعمولی صفائی کے ساتھ اس دور کی ”بنیاد“ کے منفی رخ کو دکھاتی ہیں۔ وہ سبق‌آموز ہیں کیونکہ جن لوگوں سے ہم یہاں نبٹ رہے ہیں یہ ان لوگوں میں سے بہترین ہیں جو موجودہ دور کو نہیں سمجھ سکے ہیں، ایسے لوگ جو اپنے علم اور وفاداری کے لحاظ سے انہیں غلط خیالات کے معمولی نمائندوں سے یعنی بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں سے کہیں زیادہ بلند ہیں۔

۱

ایک سیاسی قدر یا ایسے گروپ کی حیثیت سے جو سیاسی رول ادا کرنے کا دعوی رکھتا ہے ”بائیں بازو کے کمیونسٹوں“ کے

* دیکھئے اس جلد کے صفحات ۸۲—۱۲۷۔ (ایڈیٹر)

گروپ نے ''موجودہ صورت‌حال پر مقالے،، پیش کئے ھیں ۔ یہ ایک اچھا مارکسی رواج ھے کہ لوگ اپنے خیالات اور اپنے طریقۂ کار کے بنیادی اصولوں کی مربوط اور مکمل وضاحت کریں ۔ اور اسی اچھے مارکسی رواج نے اس میں مدد دی ھے کہ ھمارے ''بائیں بازووالوں،، نے جو غلطی کی ھے اس کا انکشاف کیا جائے کیونکہ وہ نہ صرف اپنے خیالات کا اعلان کرتے ھیں بلکہ دلیل‌بازی بھی کرنے کی کوشش کرتے ھیں جو ان کی دلیلوں کی نامعقولیت کا پول کھول دیتی ھے ۔

پہلی بات جس کی طرف توجہ جاتی ھے وہ اس پرانے سوال کے بارے میں اشاروں ، کنایوں اور حیلے حوالوں کی افراط ھے کہ آیا بریست کا معاھدہ کرنا صحیح تھا یا نہیں ۔ ''بائیں بازووالوں،، کو یہ سوال براہ‌راست پیش کرنے کی جرأت نہیں ھوئی ۔ وہ مضحکہ انگیز انداز میں ٹٹولتے پھرتے ھیں ، دلیلوں کے ڈھیر لگاتے چلے جاتے ھیں ، وجوہ تلاش کرتے ھیں ، بحث کرتے ھیں کہ ''ایک طرف سے،، ایسا ھو سکتا ھے لیکن ''دوسری طرف سے،، ممکن ھے کہ نہ ھو ، ان کے خیالات سب اور طرح طرح کی باتوں کی طرف جاتے ھیں ، وہ ھمہ وقت اس سے چشم پوشی کی کوشش کرتے رھتے ھیں کہ خود اپنے کو شکست دے رھے ھیں ۔ ''بائیں بازووالے،، ان اعدادوشمار کا حوالہ دینے کی بڑی فکر رکھتے ھیں کہ پارٹی کانگرس میں صلح کے خلاف ۱۲ اور موافق ۲۸ ووٹ تھے (۴۷) ۔ لیکن وہ جان‌بوجھکر اس کا ذکر نہیں کرتے کہ سوویتوں کی کانگرس کے بالشویک گروپ کے جلسے میں سیکڑوں ووٹوں میں سے ان کو ۱۰ فیصدی سے بھی کم ملے (۴۸) ۔ انھوں نے ایک ''تھیوری،، ایجاد کی ھے کہ ''تھکن سے بےدم اور طبقات سے بےتعلق (declassed) عناصر،، نے صلح کی حمایت کی جبکہ اس کی مخالفت ''جنوبی علاقوں کے مزدوروں اور کسانوں نے کی جہاں کی معاشی زندگی میں زیادہ توانائی تھی اور روٹی کی سپلائی کی ضمانت تھی،، ... اس پر ھنسنے کے سوا کوئی اور کیا کر سکتا ھے ؟ اس میں سوویتوں کی کل یوکرین کانگرس کی اس ووٹنگ کے بارے میں ایک لفظ نہیں ھے جو اس نے صلح کے حق میں کی ھے اور نہ تو روس میں مثالی پیٹی بورژوا اور طبقات سے بےتعلق

سیاسی بھیڑ کے سماجی اور طبقاتی کردار کے بارے میں جو صلح کے خلاف تھی (بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی)۔ بالکل طفلانہ طریقے سے، انوکھی ''سائنسی،، وضاحتوں کے ذریعہ وہ اپنا دیوالیہ‌پن چھپانے، وہ واقعات چھپانے کی کوشش کرتے ھیں جن پر سرسری نظر سے ھی یہ دیکھا جا سکتا ھے کہ یہ طبقات سے بےتعلق، پارٹی کے دانش‌ور ''جوھر،، اور چوٹی کے لوگ ھی تھے جنھوں نے انقلابی پیٹی بورژوا جملوں میں ڈھلے ھوئے نعروں سے صلح کی مخالفت کی اور یہ مزدوروں اور استحصال کے شکار کسانوں کی کثیر تعداد ھی تھی جس نے صلح کی۔

بھرحال امن اور جنگ کے سوال پر ''بائیں بازووالوں،، کے مندرجہ‌بالا اعلانوں اور حیلےحوالوں کے باوجود سادہ‌وصاف حقیقت روشنی میں آ گئی۔ مقالوں کے مصنفوں کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ ''صلح نے فی الوقت سامراجیوں کی ان کوششوں کو کمزور کر دیا ھے کہ وہ عالمی پیمانے پر کوئی معاملہ کر سکیں،، (''بائیں بازووالوں،، نے اس کو صحیح طور پر پیش نہیں کیا ھے لیکن یہ غیرصحیح باتوں سے نبٹنے کی مناسب جگہ نہیں ھے)۔ ''صلح نے سامراجی طاقتوں کے درمیان تصادم کو اور زیادہ تیز کر دیا ھے۔،،

یہ واقعہ ھے۔ یہاں کچھ ھے جو فیصلہ کن اھمیت رکھتا ھے۔ اسی لئے جو صلح کرنے کے خلاف تھے معروضی طور پر سامراجیوں کے ھاتھ میں کھلونا بن گئے اور اس جال میں پھنس گئے جو سامراجیوں نے ان کےلئے بچھایا تھا۔ کیونکہ جب تک عالمی سوشلسٹ انقلاب نہیں ھوتا، جب تک وہ متعدد ملکوں میں نہیں پھیلتا اور بین‌اقوامی سامراج کو زیر کرنے کےلئے کافی مضبوط نہیں ھوتا اس وقت تک ان سوشلسٹوں کا جنھوں نے ایک ملک میں فتح حاصل کی ھے (خصوصاً ایک پسماندہ ملک میں) یہ براہ راست فرض ھے کہ سامراجی دیوزادوں کے خلاف جنگ نہ کریں۔ ان کا فرض ھے کہ وہ جنگ سے پرھیز کریں، اس وقت تک انتظار کریں جب سامراجیوں کے درمیان تصادم ان کو اور زیادہ کمزور کر دیں گے اور دوسرے ملکوں میں انقلاب کو اور زیادہ قریب لائیں گے۔ ھمارے ''بائیں بازووالوں،، نے یہ سادہ حقیقت جنوری، فروری اور مارچ میں نہیں سمجھی۔ اب بھی وہ

اس کا کھلم کھلا اعتراف کرنے سے ڈرتے ھیں۔ لیکن یہ حقیقت ان کی ایسی گڈمڈ توجیحوں کے درمیان سے روشنی میں آتی ھے جیسے ''ایک طرف اس کا اعتراف نہ کرنا ناممکن ھے اور دوسری طرف اسکو تسلیم کرنا چاھئے۔''

''بائیں بازووالوں'' نے اپنے مقالوں میں لکھا ھے کہ
''آنےوالی بہار اور موسم گرما میں سامراجی نظام کا زوال شروع ہونا چاھئے۔ اگر جنگ کے موجودہ دور میں جرمن سامراج کی فتح ہوگی تو اس زوال میں صرف التوا ھو سکتا ھے لیکن پھر اس کا اظہار اور بھی زیادہ شدید صورتوں میں ہوگا۔''

سائنس سے کھیلنے کے باوجود یہ فارمولاسازی اور بھی زیادہ طفلانہ غلطی ھے۔ بچوں کےلئے یہ بات فطری ھے کہ سائنس کو ایسی چیز ''سمجھیں'' جو یہ بات معین کر سکتی ھے کہ کس سال، بہار اور موسم گرما یا خزاں اور موسم سرما میں ''زوال شروع ہونا چاھئے''۔

یہ اس بات کو معین کرنے کی مضحکہ انگیز اور بیکار کوششیں ھیں جو معین نہیں کی جا سکتی۔ کوئی بھی سنجیدہ سیاستداں یہ کبھی نہیں کہےگا کہ کب کسی ''نظام'' کا ایسا یا ویسا زوال ''شروع ہونا چاھئے'' (خصوصاً اس‌لئے کہ نظام کا زوال شروع ھو چکا ھے، اور اب تو اس لمحے کا سوال ھے جب الگ الگ ملکوں میں انقلاب شروع ہوگا) ۔ لیکن ایک مسلمہ حقیقت اس طفلانہ بےچارگی کی فارمولاسازی کے بیچ سے اپنا راستہ بنا لیتی ھے یعنی دوسرے، زیادہ ترقی‌یافتہ ملکوں میں اب ''دم لینے'' کی ابتدا سے ایک مہینہ بعد، جو صلح کرنے کے بعد گذرا ھے، انقلاب پھوٹنے کے حالات زیادہ قریب ھو گئے ھیں بمقابلہ اس کے جو ایک مہینہ یا چھ ھفتے قبل تھے۔

تو کیا نتیجہ نکلتا ھے ؟

نتیجہ یہ نکلتا ھے کہ امن کے حامی بالکل حق‌بجانب تھے اور ان کا مؤقف حالات سے صحیح ثابت ھوا ھے۔ وہ طمطراق سے محبت کرنے والوں کے ذھن میں یہ ٹھونسنے میں حق‌بجانب تھے کہ آدمی کو

طاقتی توازن کا حساب لگانے کی صلاحیت رکھنا چاهئے اور سوشلزم کے خلاف سامراجیوں کی جنگ کو آسان بناکر ان کی مدد نہ کرنا چاهئے جب کہ سوشلزم ابھی کمزور ہے اور جب کہ جنگ کے امکانات بین طور پر سوشلزم کےلئے ناسازگار ہیں۔

لیکن همارے ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹ، جنهیں اپنے کو ''پرولتاری'' کمیونسٹ کہنے کا بھی شوق ہے، کیونکہ ان میں پرولتاریت بہت ہی کم ہے اور پیٹی بورژوازیت بہت زیادہ ہے، طاقتی توازن کے بارے میں سوچنے، اس کا حساب لگانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ یہ فرض مارکس‌ازم اور مارکسی طریقۂ کار کا مغز ہے لیکن وہ حقارت کے ساتھ اس ''مغز'' کو ایسے ''پرغرور'' الفاظ کہہ کر پس‌پشت ڈال دیتے ہیں، جیسے:

''... عوام میں ''صلح کی بے عمل نفسیات'' کا استوار هونا سیاسی صورت‌حال کا ایک معروضی واقعہ ہے...''

کیا شاهکار ہے! تین سال انتہائی اذیت‌آمیز اور رجعت‌پرست جنگ کے بعد عوام کو سوویت اقتدار اور اس کے صحیح طریقۂ کار کی بدولت جو لفاظی کی طرف کبھی نہیں جاتا، ایک بہت ہی مختصر، بالکل مختصر، غیرمحفوظ اور ناکافی ''دم لینے'' کا موقع ملا ہے۔ مگر ''بائیں بازووالے'' دانش‌ور صاحبزادگان، اپنی خودپرستانہ شان کے ساتھ بڑی گہرائی سے ''عوام (???) میں صلح کی بےعمل (!!!???) نفسیات کے استوار هونے (!!!)'' کا اعلان کرتے ہیں۔ کیا میں نے پارٹی کانگرس میں ٹھیک نہیں کہا تھا کہ ''بائیں بازووالوں'' کے رسالے کا نام ''کمیونسٹ'' نہیں بلکہ ''پولستانی نواب'' هونا چاهئے (۴۹)۔

کیا کوئی کمیونسٹ، جو محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں کی نفسیات اور حالات‌زندگی کو ذرا بھی سمجھتا ہے، اس مثالی، طبقات سے بے تعلق پیٹی بورژوا دانش‌ور کے نقطۂ‌نظر تک گر سکتا ہے جو امیروں یا نوابوں جیسا ذهنی نظریہ رکھتا هو، جو یہ اعلان کرتا هو کہ ''صلح کی نفسیات'' ''بےعمل'' ہیں اور یقین کرتا ہے

که دفتی کی تلوار چمکانا ''سرگرمی،، ہے؟ کیونکه همارے ''بائیں بازووالے،، محض دفتی کی تلوار چمکاتے هیں جب که وہ اس حقیقت کو نظرانداز کر دیتے جس کو سارا عالم جانتا ہے، جس کےلئے یوکرین میں جنگ نے مزید ثبوت کا کام انجام دیا ہے که تین سال کے قتل و غارت سے انتہائی چور قومیں بلادم لئے لڑائی نہیں جاری رکھ سکتیں اور یه که اگر جنگ قومی پیمانے پر نہیں منظم کی جا سکتی تو وہ پرولتاریه کے فولادی ڈسپلن کے بجائے زیادہ‌تر انتشار کی نفسیات پیدا کرتی ہے جو چھوٹے صاحبان جائداد کا مخصوص کردار ہے۔ ''کمیونسٹ،، کا هر صفحه دکھاتا ہے که همارے ''بائیں بازووالے،، اس کا کوئی تصور نہیں رکھتے که پرولتاری فولادی ڈسپلن کیا ہے اور اسکو کیسے حاصل کیا جاتا ہے، که ان میں طبقات سے بے تعلق پیٹی بورژوا دانش‌وروں کی نفسیات پوری طرح سرایت کر گئی ہے۔

۲

لیکن شاید جنگ کے بارے میں ''بائیں بازووالوں،، کی تمام لفاظی صرف طفلانه جوش ہے، اس کا تعلق ماضی سے ہے اور اس لئے اس میں سیاسی اهمیت کا شائبه بھی نہیں ہے؟ یه ہے وہ دلیل جو بعض لوگ همارے ''بائیں بازووالوں،، کی حمایت میں پیش کرتے هیں۔ لیکن یه غلط ہے۔ اگر سیاسی قیادت کا دعوی کرنا ہے تو سیاسی مسائل کو غور سے سوچنے کی صلاحیت بھی هونی چاهئے اور اس صلاحیت کی غیرموجود گی ''بائیں بازووالوں،، کو کردار سے عاری تذبذب کا پرچارک بناتی ہے جس کا معروضی طور پر صرف ایک نتیجه هو سکتا ہے یعنی اپنے ڈانواں‌ڈول رویے سے ''بائیں بازووالے،، روسی سوویت ریپبلک کو ایسی جنگ کےلئے مشتعل کرنے میں سامراجیوں کو مدد دے رهے هیں جو یقیناً سوویت ریپبلک کےلئے سازگار نه هوگی، وہ همیں جال میں پھنسانے کیلئے سامراجیوں کو مدد دے رهے هیں۔ ذرا یه سنئے:

''... روسی مزدور انقلاب، عالمی انقلاب کے راستے کو چھوڑ کر، جنگ سے متواتر بچکر، بین‌اقوامی سرمائے کے دباؤ

سے جھک کر اور ''وطن کے سرمائے،، کو مراعات دیکر ''اپنے کو نہیں بچا سکتا،،۔

''اس نقطہ نظر سے یہ ضروری ہے کہ کوئی فیصلہ کن طبقاتی بین‌اقوامی پالیسی اختیار کی جائے جو بین‌اقوامی انقلابی پروپیگنڈے کو الفاظ‌وعمل دونوں میں متحد کریگی اور بین اقوامی سوشلزم کے ساتھ (بین اقوامی بورژوازی کے ساتھ نہیں) فطری تعلقات مضبوط کئے جائیں ...،،

یہاں اندرونی پالیسی پر جو حملے کئے گئے ہیں ان کے بارے میں بعد کو کہا جائےگا۔ لیکن خارجہ پالیسی کے شعبے میں ذرا ان الفاظ کے ہنگامے کو — عمل میں بودے پن کے ساتھ — دیکھئے۔ کونسا طریقہ کار فی الوقت ان سب لوگوں پر واجب ہوتا ہے جو سامراجی اشتعال انگیزی کا آلہ کار بننا نہیں چاہتے اور جو ان کے جال میں پھنسنا نہیں چاہتے؟ ہر سیاستدان کو اس سوال کا صاف اور کھرا جواب دینا چاہئے۔ ہماری پارٹی کا جواب سب کو معلوم ہے — فی الوقت ہمیں پیچھے ہٹنا چاہئے اور جنگ سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ہمارے ''بائیں بازووالے،، اس کے برعکس نہیں کہہ پاتے اور ہوا میں تیر مارتے ہیں: ''فیصلہ کن طبقاتی بین اقوامی پالیسی،، !!

یہ لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔ اگر ابھی لڑنا چاہتے ہو تو صاف کہو۔ اگر تم اب پیچھے ہٹنا نہیں چاہتے تو صاف کہو۔ نہیں تو، تم اپنے معروضی رول میں سامراجی اشتعال انگیزی کا آلہ ہو۔ اور تمہاری داخلی ''نفسیات،، ایک سرپھرے پیٹی بورژوا آدمی کی ہے جو دھونس جماتا ہے اور ڈینگیں مارتا ہے لیکن خوب سمجھتا ہے کہ پرولتاریہ پیچھے ہٹنے میں اور منظم طریقے پر پیچھے ہٹنے کی کوشش میں ٹھیک ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ پرولتاریہ کی یہ دلیل ٹھیک ہے کہ چونکہ ابھی ہم طاقت نہیں رکھتے اس لئے پیچھے ہٹنا چاہئے (مغربی اور مشرقی سامراج کے سامنے سے) حتی کہ اورال تک کیونکہ صرف اسی میں اس وقت کا انتظار کرنے کا واحد موقع ہے جب مغرب میں انقلاب پک کر تیار ہو جائےگا، وہ انقلاب جس

کی ابتدا ('' بائیں بازووالوں ،، کی بکواس کے باوجود) '' بہار یا موسم گرما ،، کی '' پابند ،، نہیں ھے بلکہ جو ہر مہینے زیادہ قریب آتا جا رہا ھے اور زیادہ ممکن ھوتا جا رہا ھے۔

'' بائیں بازووالوں ،، کی '' اپنی ،، کوئی پالیسی نہیں ھے۔ وہ یہ اعلان کرنے کی جرأت نہیں رکھتے کہ فی الوقت پیچھے ھٹنا غیر ضروری ھے۔ وہ الفاظ سے کھیلتے ھوئے، بچتے اور کتراتے ھیں۔ فی الوقت جنگ سے بچنے کے سوال کی جگہ جنگ سے '' متواتر ،، بچنے کے سوال کو لاتے ھیں۔ وہ ایسے صابن کے بلبلے بناتے ھیں مثلاً '' بین اقوامی انقلابی پروپیگنڈا عمل میں ،، !! اس کا کیا مطلب ھے ؟

اس کا مطلب دو باتوں میں سے ایک ھو سکتا ھے : یا تو یہ محض نوزدریف ازم (۵۰) ھے یا اس کا مطلب بین اقوامی سامراج کا تختہ الٹ دینے کے لئے جنگی حملہ کرنا ھے۔ ایسی بکواس کھلم کھلا نہیں کی جا سکتی اور اسی لئے '' بائیں بازو ،، کے کمیونسٹ اس بات پر مجبور ھیں کہ وہ ہر سیاسی شعور رکھنے والے پرولتاری کے مضحکے سے بچنے کے لئے بلند بانگ اور خالی خولی الفاظ کی آڑ لیں۔ وہ امید کرتے ھیں کہ بے توجہ قاری یہ نہیں دیکھے گا کہ '' بین اقوامی انقلابی پروپیگنڈا عمل میں ،، کے اصل معنی کیا ھیں۔

بلند بانگ جملوں کو لہرانا طبقات سے بے تعلق پیٹی بورژوا دانش وروں کی خصوصیت ھے۔ منظم پرولتاری کمیونسٹ یقیناً اس '' عادت ،، کی سزا کم از کم مضحکے اور تمام ذمے دار عہدوں سے برخاستگی سے دیں گے۔ لوگوں کو تلخ حقیقت سادگی اور صفائی سے براہ راست بتا دینا چاھئے : یہ ممکن ھے اور شاید یقینی بھی ھے کہ جرمنی میں جنگی پارٹی پھر برتری حاصل کرلے (یعنی ھمارے خلاف فوراً حملہ شروع ھو جائے گا) ، اور جرمنی جاپان کے ساتھ ، سرکاری یا خاموش معاھدے کے ذریعہ ھم کو تقسیم کریگا اور ھمارا گلا گھونٹے گا۔ ھمارا طریقۂ کار ، اگر ھم غوغائیوں کو سننا نہیں چاھتے ، انتظار کرنا ، التوا میں ڈالنا ، جنگ سے بچنا اور پیچھے ھٹنا ھونا چاھئے۔ اگر ھم غوغائیوں کو خیال میں نہ لائیں اور حقیقی فولادی ، حقیقی پرولتاری اور حقیقی کمیونسٹ ڈسپلن پیدا کر کے خود

” کمربستہ ،، ہو جائیں تو ہمیں بہت سے مہینے حاصل کرنے کا اچھا موقع مل جائے گا۔ اور پھر اگر بری سے بری صورت میں اورال تک پیچھے ہٹنا پڑے تو ہم اپنے اتحادی (بین‌اقوامی پرولتاریہ) کے‌لئے امکان کو زیادہ آسان بنا دیں گے کہ وہ ہماری مدد کو آجائے ، انقلابی دھماکوں کی ابتدا اور انقلاب کے درمیان فاصلے کو دوڑ کر (کھیل کود کی زبان میں) طے کرلے۔

یہی اور صرف یہی وہ طریقۂ کار ہے جو بین‌اقوامی سوشلزم کے ایک عارضی طور پر کٹ جانے‌والے دستے اور دوسرے دستوں کے درمیان رابطے کو حقیقت میں مضبوط کر سکتا ہے۔ لیکن ، عزیز ” بائیں بازو کے کمیونسٹو ،، آپ کی تمام دلیلیں صرف بلندبانگ جملوں کے درمیان ” فطری تعلقات کو مضبوط کرنے ،، کی طرف لے جاتی ہیں ۔ یہ ” فطری تعلقات ،، برے ہیں !

میں آپ کو بتاؤنگا ، میرے عزیزو ، کہ آپ کو یہ مصیبت کیوں پیش آئی ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ انقلابی نعروں کو رٹنے اور یاد رکھنے کی زیادہ کوشش کرتے ہیں بمقابلہ اس کے کہ ان کے بارے میں غور کریں ۔ اسی وجہ سے آپ ”سوشلسٹ وطن کا دفاع ،، کے الفاظ واوین کے نشانات کے ساتھ لکھتے ہیں جن کا مطلب غالباً آپ کا طنزیہ رویہ دکھانا ہے لیکن جو حقیقت میں ثابت کرتے ہیں کہ آپ کے دماغ میں کوڑا بھرا ہے۔ آپ اس بات کے عادی ہیں کہ ”دفاعیت،، کو ذلیل اور گندی سمجھیں ، آپ نے اس کو سیکھ کر زبانی رٹ لیا ہے ۔ آپ نے اس کو اتنی محنت سے رٹ لیا ہے کہ آپ میں سے بعض نے یہ بکواس شروع کر دی ہے کہ سامراجی دور میں وطن کا دفاع ناقابل تسلیم ہے (درحقیقت یہ صرف سامراجی ، رجعت پرستانہ جنگ میں ناقابل تسلیم ہے جو بورژوازی لڑ رہی ہو) ۔ لیکن آپ نے یہ غور سے سوچا ہی نہیں کہ کیوں اور کب ” دفاعیت ،، قابل نفرت ہوتی ہے۔

وطن کے دفاع کو تسلیم کرنے کا مطلب ہے جنگ کو جائز اور منصفانہ تسلیم کرنا ۔ جائز اور منصفانہ کس نقطۂ‌نظر سے ؟ صرف سوشلسٹ پرولتاریہ اور اپنی نجات کے‌لئے اس کی جدوجہد کے نقطۂ‌نظر سے ۔ ہم اور کسی نقطۂ‌نظر کو تسلیم نہیں کرتے۔

اگر استحصال کرنے‌والا طبقہ اس مقصد سے جنگ کرتا ہے کہ وہ ایک طبقے کی حیثیت سے اپنے راج کو مضبوط کرے تو ایسی جنگ مجرمانہ ہے اور ایسی جنگ میں "دفاعیت" سوشلزم کے ساتھ ذلیل غداری ہے۔ اگر پرولتاریہ اپنے ملک میں بورژوازی پر فتح حاصل کرنے کے بعد جنگ کرتا ہے اور اس جنگ کا مقصد سوشلزم کی مضبوطی اور فروغ ہے تو ایسی جنگ جائز اور "مقدس" ہے۔

ہم ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء سے "دفاع کے حامی" رہے ہیں۔ میں نے اس کو کئی بار صاف طور پر کہا ہے اور آپ اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ یہ بین‌اقوامی سوشلزم کے ساتھ "رشتہ مضبوط کرنے" کے ہی مفادات میں ہے کہ سوشلسٹ وطن کا دفاع ضروری ہو گیا ہے۔ بین‌اقوامی سوشلزم سے وہ لوگ رشتے توڑ لیتے ہیں جو اس ملک کے دفاع کی طرف سے لاپروائی برتتے ہیں جہاں پرولتاریہ نے فتح حاصل کرلی ہے۔ جب ہم ایک مظلوم طبقے کے نمائندے تھے تو ہم نے سامراجی جنگ میں وطن کے دفاع کی طرف لاپروائی کا رویہ نہیں اختیار کیا، ہم نے اصولی طور پر اس دفاع کی مخالفت کی۔ اب جبکہ ہم حکمران طبقے کے نمائندے ہو گئے ہیں جس نے سوشلزم کی تنظیم شروع کر دی ہے تو ہم ہر ایک سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ملک کے دفاع کی طرف سنجیدہ رویہ اختیار کرے۔ اور ملک کے دفاع کی طرف سنجیدہ رویہ اختیار کرنے کا مطلب ہے اس کےلئے پوری طرح تیاری کرنا اور سختی کے ساتھ طاقتوں کے توازن کا حساب لگانا۔ اگر ہماری طاقت صاف طور پر کم ہے تو دفاع کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ پیچھے ہٹ کر ملک کے اندرونی حصے میں آیا جائے (جو کوئی بھی اس کو ایسا مصنوعی فارمولا سمجھتا ہے جو وقتی ضرورت کےلئے بنا لیا گیا ہے تو اس کو اس سلسلے میں تاریخ کے اسباق کے بارے میں جاننے کےلئے بزرگ کلازیوٹس کو پڑھنا چاہئے جو فوجی معاملات کے ایک سب سے بڑے ماہر ہیں)۔ بہرحال "بائیں بازو کے کمیونسٹ" اس بات کی طرف ذرا بھی نشان‌دھی نہیں کرتے کہ وہ طاقتوں کے توازن کے سوال کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔

جب ہم دفاعیت کے اصولی طور پر خلاف تھے تو ہم ان لوگوں کا مضحکہ اڑانے میں حق‌بجانب تھے جو اپنے وطن کو گویا سوشلزم

کے مفاد میں ’’ بچانا ،، چاہتے تھے ۔ جب ہم نے پرولتاری دفاع کے حامی ہونے کا حق حاصل کر لیا تو پورا سوال بنیادی طور پر بدل گیا ۔ ہمارا یہ فرض ہو گیا ہے کہ ہم انتہائی صحت کے ساتھ طاقتوں کے بارے میں حساب لگائیں ، انتہائی احتیاط کے ساتھ اپنے اتحادی (بین‌اقوامی پرولتاریہ) کے مواقع کو تولیں کہ وہ کتنا بروقت ہماری مدد کرنے کے قابل ہے ۔ یہ سرمائے کے مفاد میں ہے کہ وہ اپنے دشمن کو (بین‌اقوامی پرولتاریہ کو) ٹکڑے ٹکڑے کر کے تباہ کردے ، قبل اس کے کہ تمام ملکوں میں مزدور متحد ہو سکیں (حقیقی طور پر متحد ہو سکیں یعنی انقلاب شروع کر کے) ۔ یہ ہمارے مفاد میں ہے کہ ہم معمولی سے معمولی موقع سے اس بات کے لئے امکانی فائدہ اٹھائیں کہ فیصلہ کن جنگ کو اس وقت تک ملتوی رکھیں (یا اس وقت ’’ کے بعد تک ،،) جب واحد عظیم بین‌اقوامی فوج کے انقلابی دستے اس طرح متحد ہونگے ۔

۳

اب ہم داخلی پالیسی کے شعبے میں اپنے ’’ بائیں‌بازو کے کمیونسٹوں ،، کی بدبختی کی طرف آتے ہیں ۔ مقالوں میں موجودہ صورت‌حال کے بارے میں مندرجہ‌ذیل جملے پڑھکر مسکراہٹ ضبط نہیں کی جا سکتی :

> ’’ ... پیداوار کے بقیہ ذرائع کے منصوبہ‌بند استعمال کا خیال صرف اسی وقت کیا جا سکتا ہے جب انتہائی عزم کے ساتھ سماجی ملکیت بنانے (socialisation) کی پالیسی پر عمل کیا جائے ،، ... ’’ بورژوازی اور اس کے پیٹی‌بورژوا دانش‌ور پٹھوؤں کے سامنے ہتھیار ڈالنا نہیں بلکہ بورژوازی کو کچل دینا اور توڑ پھوڑ کو مکمل‌طور سے ختم کر دینا ہے ... ،،

پیارے ’’ بائیں‌بازو کے کمیونسٹ ،، کتنے زیادہ باعزم ہیں ... اور کتنے کم غوروفکر کرنے‌والے ! ’’ انتہائی عزم کے ساتھ سماجی ملکیت بنانے کی پالیسی پر عمل ،، سے ان کا کیا مطلب ہے ؟

کوئی قومیانے یا ضبطی کے سوال پر باعزم ہو یا نہ ہو لیکن ساری بات یہ ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ امکانی "عزم" بھی قومیانے اور ضبطی سے گذر کر سماجی ملکیت بنانے تک آنے کےلئے کافی نہیں ہے۔ ہمارے "بائیں بازووالوں" کی بدبختی یہ ہے کہ وہ "انتہائی عزم کے ساتھ سماجی ملکیت بنانے کی پالیسی پر عمل" کے الفاظ کا نادان اور طفلانہ ملغوبہ بنا کر یہ ظاہر کر دیتے ہیں کہ وہ سوال کا نچوڑ، "موجودہ صورت حال" کا نچوڑ سمجھنے سے معذور ہیں۔ "بائیں بازووالوں" کی بدبختی یہ ہے کہ وہ "موجودہ صورت حال" کے نچوڑ کو ہی نہیں پا سکے ہیں یعنی ضبطی سے (جس کو کرنے کےلئے سیاستداں میں سب سے زیادہ عزم کی ضرورت ہے) سماجی ملکیت بنانے (جس کو کرنے کےلئے انقلابی میں مختلف خصوصیت کی ضرورت ہے) تک عبور۔

کل کا خاص فریضہ تھا امکانی عزم کے ساتھ قومیانا، ضبطی کرنا، بورژوازی کو مار کر کچل دینا اور توڑ پھوڑ کا خاتمہ کر دینا۔ آج صرف اندھا ہی نہیں دیکھ سکتا کہ ہم نے اتنا زیادہ قومیالیا ہے، ضبطی کرلی ہے اور اتنی بار مارا اور توڑا ہے کہ شمار بھی نہیں کر سکے۔ سماجی ملکیت بنانے اور ضبطی کرنے میں فرق یہ ہے کہ ضبطی بلا ٹھیک سے حساب لگانے اور تقسیم کرنے کی صلاحیت کے، صرف "عزم" کے ذریعہ کی جا سکتی ہے۔ جب کہ سماجی ملکیت بنانے کا کام اس صلاحیت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

ہماری تاریخی خدمت یہ تھی کہ کل ضبطی کرنے میں، بورژوازی کو آخرتک مارنے میں اور توڑ پھوڑ کو ختم کرنے میں ہم پرعزم تھے (اور آنےوالے کل بھی ہونگے)۔ آج اس کے بارے میں "موجودہ صورتحال کے مقالوں" میں لکھنا ماضی کی طرف منہ کرلینا اور مستقبل کی طرف عبور کو نہ سمجھنا ہے۔

... "توڑ پھوڑ کو مکمل طور سے ختم کر دینا"... کیا فریضہ ڈھونڈ نکالا ہے! ہمارے یہاں توڑ پھوڑ کرنےوالوں کو کافی "ختم کیا جا چکا ہے"۔ ہماری کمی بالکل ہی دوسری ہے: ہم میں یہ اندازہ لگانے کی کمی ہے کہ توڑ پھوڑ کرنےوالوں میں کس کو اور کہاں کام پر لگایا جائے۔ ہم میں خود اپنی طاقتوں

کی تنظیم کی کمی ہے جس کی ضرورت مثلاً اس لئے ہے کہ ایک بالشویک لیڈر یا کنٹرول کرنےوالا ایک سو ایسے توڑ پھوڑ کرنےوالوں کی نگرانی کر سکے جو اب ہماری ملازمت میں آ رہے ہیں۔ جب صورت حال یہ ہو تو ایسی جملےبازی مثلاً "انتہائی عزم کے ساتھ سماجی ملکیت بنانے کی پالیسی"، "مار ڈالنا"، اور "مکمل طور سے ختم کر دینا"، غلطی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پیٹی بورژوا انقلابی کی یہ خصوصیت ہے کہ اسکو یہ نہیں نظر آتا کہ سوشلزم کےلئے صرف مارنا اور ختم کر دینا وغیرہ کافی نہیں ہے۔ یہ صرف ایک چھوٹی ملکیت والے کےلئے کافی ہے جو بڑی ملکیت‌والے سے جلا بیٹھا ہو۔ لیکن کوئی پرولتاری انقلابی ایسی غلطی کا مرتکب کبھی نہ ہوگا۔

اگر ان الفاظ نے جن کا ہم نے حوالہ دیا ہے، مسکراہٹ کا باعث ہوئے ہیں تو "بائیں بازو کے کمیونسٹوں"، کی یہ دریافت ہومرانہ قہقہے کا باعث ہوگی کہ "بالشویکوں کے دائیں طرف جھکاؤ"، کی وجہ سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ سوویت رپبلک کا "ارتقا ریاستی سرمایہ‌داری کی طرف ہو"۔ انہوں نے سچ‌مچ ہمیں ڈرا دیا ہے! اور کس جوش کے ساتھ "بائیں‌بازو کے کمیونسٹ"، اپنے مقالوں اور مضامین میں اس خطرناک دریافت کو دہراتے ہیں...

ان کے دماغ میں یہ نہیں آیا کہ اس وقت ہماری سوویت رپبلک میں جو حالات ہیں ان کے مقابلے میں ریاستی سرمایہ‌داری ہمارا ایک قدم آگے ہوتا۔ اگر تقریباً چھ مہینے میں ہماری رپبلک میں ریاستی سرمایہ‌داری قائم ہو جائے تو یہ بڑی کامیابی اور اس بات کی معتبر ضمانت ہوگی کہ ایک سال میں ہمارے یہاں سوشلزم قطعی مضبوط اور ناقابل تسخیر ہو جائےگا۔

میں تصور کر سکتا ہوں کہ کس شریفانہ ناراضگی کے ساتھ کوئی "بائیں بازو کا کمیونسٹ"، ان الفاظ سے پرہیز کریگا اور مزدوروں کے سامنے "بالشویکوں کے دائیں طرف جھکاؤ"، کے خلاف کیسی "قاتلانہ تنقید"، کریگا۔ ارے! سوویت سوشلسٹ رپبلک میں ریاستی سرمایہ‌داری کی طرف عبور ایک قدم آگے ہوتا؟.. کیا یہ سوشلزم سے غداری نہیں ہے؟

یہیں ''بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، کی معاشی غلطی کی جڑ ھے۔ اور اسی‌لئے ھمیں اس نکتے پر زیادہ تفصیل سے روشنی ڈالنا چاھئے۔

سب سے پہلے، ''بائیں بازو کے کمیونسٹ،، یہ نہیں سمجھے کہ سرمایہ‌داری سے سوشلزم تک عبور کس قسم کا ھے جو ھمیں اپنے ملک کو سوویتوں کی سوشلسٹ رپبلک کہنے کا حق اور بنیادیں فراھم کرتا ھے۔

دوسرے، وہ اپنی پیٹی‌بورژوا ذھنیت کا مظاھرہ اسی بات سے کرتے ھیں کہ پیٹی بورژوا عناصر کو ھمارے ملک میں سوشلزم کا خاص دشمن نہیں تسلیم کرتے۔

تیسرے، ''ریاستی سرمایہ‌داری،، کو ڈراؤنا ھوا بنا کر وہ اس ناسمجھی کا مظاھرہ کرتے ھیں کہ سوویت ریاست معاشی طور پر بورژوا ریاست سے کس طرح مختلف ھے۔

ھم ان تینوں نکتوں کا جائزہ لیں‌گے۔

میرے خیال میں کوئی ایسا شخص نہیں ھے جس نے روس کی معیشت کا مطالعہ کرتے ھوئے اس معیشت کے عبوری کردار سے انکار کیا ھو۔ اور غالباً کسی کمیونسٹ نے اس بات سے بھی انکار نہیں کیا کہ سوشلسٹ سوویت رپبلک سے مطلب سوویت اقتدار کا یہ عزم ھے کہ وہ عبور کرکے سوشلزم تک پہنچے‌گا مگر یہ بالکل نہیں کہ نئے معاشی سسٹم کو سوشلسٹ نظام سمجھنا چاھئے۔

لیکن لفظ عبور کا مطلب کیا ھے؟ کیا معیشت کے تعلق سے اس کا یہ مطلب نہیں ھے کہ موجودہ نظام میں سرمایہ‌داری اور سوشلزم دونوں کے عناصر، ذرات اور ٹکڑے ھیں؟ ھر شخص تسلیم کریگا کہ ایسا ھی ھے۔ لیکن اس کو ماننے‌والے سب لوگ یہ غور کرنے کی زحمت نہیں گوارا کرتے کہ مختلف سماجی معاشی ڈھانچوں کے کیا عناصر ھیں جو اس وقت روس میں موجود ھیں۔ اور یہی سارے سوال کا نچوڑ ھے۔

ان عناصر کو ھم یہاں پیش کرتے ھیں:

(۱) سرقبیلی یعنی کافی حد تک اپنے‌لئے پیداوار کرنے والی کسان معیشت؛

(۲) اشیأتبادلہ کی چھوٹی پیداوار (اس میں ان کسانوں کی اکثریت شامل ہے جو اناج بیچتے ہیں)؛
(۳) نجی سرمایہ‌داری؛
(۴) ریاستی سرمایہ‌داری؛
(۵) سوشلزم۔

روس اتنا وسیع اور نوع بنوع ہے کہ سماجی معاشی ڈھانچے کی یہ سب مختلف قسمیں اس میں ایک دوسرے سے ہم کنار ہیں۔ صورت‌حال کا انوکھاپن یہی ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون سے عناصر حاوی ہیں؟ ظاہر ہے کہ چھوٹے کسانوں کے ملک میں پیٹی‌بورژوا عناصر حاوی ہیں اور ان کے سوا اور کوئی حاوی نہیں ہو سکتا کیونکہ کاشتکاروں کی اکثریت اور بڑی اکثریت اشیأ تبادلہ کی چھوٹی پیداوار کرنےوالی ہے۔ ہماری ریاستی سرمایہ‌داری (اناج کی اجارےداری، سرکاری کنٹرول کے تحت کارخانےدار اور تاجر، بورژوا کوآپریٹیو ممبر) کے چھلکے کو کبھی یہاں اور کبھی وہاں نفع‌خور کاٹ دیتے ہیں اور نفع‌خوری کےلئے خاص چیز اناج ہے۔

اسی میدان میں خاص جدوجہد ہو رہی ہے۔ اگر ہم "ریاستی سرمایہ‌داری" جیسی معاشی قسموں کی اصطلاح میں بات کرتے ہیں تو کن کے درمیان جدوجہد ہو رہی ہے؟ چوتھی اور پانچویں دفعات کے درمیان اس ترتیب سے جس میں ہم نے ابھی ان کو دیا ہے؟ بالکل نہیں۔ ریاستی سرمایہ‌داری یہاں سوشلزم سے برسرپیکار نہیں ہے۔ بلکہ پیٹی بورژوازی اور نجی سرمایہ‌داری ملکر ریاستی سرمایہ‌داری اور سوشلزم دونوں کے خلاف لڑ رہی ہیں۔ پیٹی بورژوازی ہر قسم کی ریاستی مداخلت، حساب کتاب اور کنٹرول کی مخالفت کر رہی ہے چاہے وہ ریاستی سرمایہ‌دار ہو یا ریاستی سوشلسٹ۔ یہ ایک سچا مسلمہ واقعہ ہے جس کو نہ سمجھنا ہی "بائیں بازو کے کمیونسٹوں" کی معاشی غلطی کی جڑ ہے۔ نفع‌خور، تجارتی لٹیرا، اجارےداری کو تباہ کرنےوالا — یہ ہے ہمارا بڑا "اندرونی" دشمن، سوویت حکومت کے معاشی اقدامات کا دشمن۔ اگر ۱۲۵ سال پہلے فرانسیسی پیٹی بورژواؤں کےلئے جو بہت پرجوش اور پرخلوص انقلابی

تھے ۔ یہ کوشش قابل معافی تھی کہ نفع‌خوروں کو کچلنے کےلئے وہ کچھ ” چنیدہ ،، افراد کو سزائے موت دیں اور انکی پرزور مذمت کریں تو آج بعض بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کا اس مسئلے کی طرف خالص لفاظی کا رویہ ہر سیاسی شعور رکھنےوالے انقلابی میں صرف نفرت اور گھن پیدا کرتا ہے۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ نفع‌خوری کی معاشی بنیاد چھوٹی ملکیت والوں کا پرت، جو روس میں غیر معمولی طور پر وسیع ہے اور نجی سرمایہ‌داری ہے جس کا ایجنٹ ہر پیٹی بورژوا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس پیٹی بورژوا ہائڈرا کے کروڑوں چنگل کبھی یہاں اور کبھی وہاں مزدوروں کے مختلف پرتوں کو گھیر لیتے ہیں، کہ ریاستی اجارےداری کی جگہ نفع‌خوری ہماری سماجی اور معاشی زندگی کے ہر مسام میں گھس جاتی ہے۔

جو اس کو نہیں دیکھتا وہ اپنے اندھےپن ہی کی وجہ سے پیٹی بورژوا تعصبات کی غلامی کا اظہار کرتا ہے۔ بالکل یہی صورت ہمارے ” بائیں بازو کے کمیونسٹوں ،، کی ہے جو زبانی (اور واقعی انتہائی پرخلوص یقین کے ساتھ) پیٹی‌بورژوازی کے سخت دشمن ہیں جبکہ عمل میں ” ریاستی سرمایہ‌داری ،، کے خلاف (اپریل ۱۹۱۸ء میں!!) لڑتے ہوئے وہ صرف پیٹی‌بورژوازی کی مدد کرتے ہیں، صرف اس کی خدمت کرتے ہیں، صرف اسی کے نقطۂ نظر کا اظہار کرتے ہیں! وہ ہوا میں مکے مارتے ہیں!

ہر پیٹی بورژوا کے پاس ہزاروں کی رقم ہے جو اس نے جنگ کے دوران ” ایمانداری ،، سے اور خاص کر بےایمانی سے جمع کی ہے۔ یہ ایسی مثالی معاشی قسم کے لوگ ہیں جو نفع‌خوری اور نجی سرمایہ‌داری کی بنیاد ہوتے ہیں۔ پیسہ سماجی دولتوں کے حصول کا سرٹیفکٹ ہوتا ہے اور چھوٹی ملکیت رکھنےوالے کروڑوں لوگ اس سرٹیفکٹ کو سینے سے مضبوط لگائے ہوئے ہیں اور اس کو ” ریاست ،، سے چھپاتے ہیں، وہ کسی سوشلزم یا کمیونزم پر یقین نہیں کرتے اور اس بات کے ” منتظر ،، بیٹھے ہیں کہ پرولتاری طوفان گذر جائے۔ یا تو ہم اس پیٹی‌بورژوا پر اپنا کنٹرول اور حساب کتاب رکھیں (ہم یہ کر سکتے ہیں اگر ہم سیاسی شعور رکھنےوالے پرولتاری ہراول کے گرد غریبوں کو یعنی آبادی کی اکثریت یا نیم

پرولتاریه کو منظم کریں) یا وہ ہماری مزدوروں کی طاقت کا تختہ اسی طرح قطعی اور لازمی طور پر الٹ دیگا جس طرح نپولین اور کاوینیاک جیسے لوگوں نے انقلاب کا خاتمہ کیا تھا جو چھوٹی ملکیت‌والی زمین ھی پر پیدا ہوئے تھے۔ یہ مسئلہ اس طرح ھے۔ صرف بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی ھی یہ صاف اور واضح حقیقت ''محنت کش،، کسانوں کے بارے میں اپنی خالی خولی لفاظی کی دھند میں نہیں دیکھ پاتے — لیکن ان لفاظی کرنے‌والے بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کے بارے میں سنجیدہ کون ھے؟

ہزاروں کی رقمیں جمع کرنے‌والا پیٹی بورژوا ریاستی سرمایه‌داری کا دشمن ھے اور یہ ہزاروں وہ غریبوں کے خلاف، کسی طرح کے ریاستی کنٹرول کے خلاف محض اپنے لئے چاھتا ھے۔ اور ان ہزاروں کا میزان جو کروڑوں اربوں تک پہنچتا ھے، اس نفع‌خوری کی بنیاد قائم کرتا ھے جو ہماری سوشلسٹ تعمیر کی جڑ کھودتا ھے۔ فرض کرلیں کہ مزدوروں کی ایک خاص تعداد چند دنوں میں ۱۰۰۰ کے برابر قدر پیدا کرتی ھے۔ پھر ہم مان لیں کہ کل قدر کا ۲۰۰ چھوٹی نفع‌خوری، طرح طرح کے غبن اور چھوٹی ملکیت رکھنے‌والوں کے سوویت قانون قاعدوں سے ''فرار،، کی وجہ سے غائب ہو جاتا ھے۔ ہر باشعور مزدور کہےگا کہ اگر ۱۰۰۰ میں سے ۳۰۰ ادا کرکے بہتر نظم اور تنظیم حاصل ہو سکے تو وہ بخوشی ۲۰۰ کے بجائے ۳۰۰ ادا کر دیگا کیونکہ سوویت اقتدار میں نظم‌وتنظیم قائم ہونے اور ریاستی اجارےداری کے خلاف پیٹی بورژوا توڑ پھوڑ پر مکمل قابو پانے کے بعد اس ''خراج،، کو ۱۰۰ یا ۵۰ تک گھٹانا بالکل آسان ہوگا۔

اعدادوشمار کے ذریعہ یہ سادہ مثال جس کو میں نے جان بوجھکر بہت ھی آسان بنایا ھے تاکہ یہ سب کی سمجھ میں آ سکے، ریاستی سرمایه‌داری اور سوشلزم کے حالیہ باھمی تعلقات کی وضاحت کرتی ھے۔ مزدوروں کے ھاتھ میں ریاستی اقتدار ھے اور ان کو اس کا ہر قانونی موقع حاصل ھے کہ وہ اس پورے ہزار کو ''لےلیں،، یعنی سوشلسٹ مقاصد کے سوا اور کسی چیز کےلئے واحد کوپک نہ دیں۔

یہ قانونی موقع، جس کا انحصار مزدوروں کی طرف اقتدار کی واقعی منتقلی پر ہے، سوشلزم کا ایک عنصر ہے۔

لیکن چھوٹی ملکیت اور نجی سرمایہ‌داری کے عناصر بہت طریقوں سے اس قانونی پوزیشن کی جڑ کاٹتے ھیں، نفع‌خوری لاتے ھیں اور سوویت احکام کی تکمیل میں رکاوٹ ڈالتے ھیں۔ ریاستی سرمایہ‌داری آگے کی طرف ایک بہت ھی زبردست قدم ھوتا خواہ ھمیں اب سے زیادہ ادا کرنا پڑتا (میں نے اعدادوشمار کی یہ مثال جان‌بوجھکر لی تاکہ اس کو بہت واضح طور پر دکھایا جا سکے) کیونکہ "سیکھنے" کےلئے خرچ کرنا چاھئے، کیونکہ یہ مزدوروں کےلئے مفید ہے، کیونکہ بدنظمی، تباھی اور غفلت پر فتح سب سے زیادہ اھم ہے، کیونکہ چھوٹی ملکیت کے نراج کا جاری رھنا سب سے بڑا، سب سے سنگین خطرہ ہے اور وہ بلاشبہ ھمیں تباہ کر دیگا (اگر ھم نے اس پر قابو نہ پایا) جبکہ ریاستی سرمایہ‌داری کو زیادہ بھاری خراج دینے سے نہ صرف ھم تباہ نہ ھوں گے بلکہ یہ ھم کو انتہائی معتبر راستے سے سوشلزم تک لے جائیگا۔ جب مزدور طبقہ یہ سیکھ جائیگا کہ ریاستی انتظام کو کس طرح چھوٹی ملکیت کے نراج سے بچایا جائے، جب وہ پورے ملک میں بڑے پیمانے کی پیداوار ریاستی سرمایہ‌داری کی لائن پر منظم کرنا سیکھ جائیگا تو اس کے ھاتھ میں (مجھے یہ محاورہ استعمال کرنے کےلئے معاف کیجئے گا) سارے ٹرمپ کارڈ ھوں گے اور سوشلزم کی استواری کی ضمانت ھو جائے گی۔

اول تو یہ کہ ریاستی سرمایہ‌داری معاشی لحاظ سے ھماری موجودہ معاشیات پر بےنظیر برتری رکھتی ہے۔

اور دوسرے، اس میں سوویت اقتدار کےلئے کوئی خطرناک بات نہیں ہے کیونکہ سوویت ریاست ایسی ریاست ہے جس میں مزدوروں اور غریبوں کے اقتدار کی ضمانت ہے۔ "بائیں بازو کے کمیونسٹ" یہ مسلمہ حقائق سمجھنے سے معذور ھیں جن کو واقعی کوئی "بائیں بازو کا سوشلسٹ انقلابی" کبھی نہیں سمجھ سکے گا جو اپنے دماغ میں عام طور پر سیاسی معاشیات کے بارے میں خیالات کو مربوط نہیں کر سکتا لیکن جن کو ھر مارکس‌وادی کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کسی بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابی سے بحث کرنا بھی بیکار ہے۔

اس کی طرف باتونی آدمی کی حیثیت سے اشارہ کر دینا ھی کافی ھے۔ لیکن ”بائیں بازو کے کمیونسٹوں“ سے بحث کرنی چاھئیے کیونکہ یہاں مارکس‌وادی غلطی کر رھے ھیں اور ان کی غلطی کے تجزئیے سے مزدور طبقے کو صحیح راستہ پانے میں مدد ملےگی۔

۴

مسئلے کی مزید وضاحت کرنے کےلئے ہم سب سے پہلے ریاستی سرمایہ‌داری کی سب سے ٹھوس مثال لیتے ھیں۔ ھر شخص جانتا ھے کہ یہ مثال کیا ھے۔ یہ جرمنی ھے۔ یہاں ھمیں جدید بڑے پیمانے کی سرمایہ‌دار ٹکنیک اور منصوبہ بند تنظیم ملتی ھے جو یونکر بورژوا سامراج کے ماتحت ھے۔ خط کشیدہ الفاظ کو کاٹ دیجئیے اور جنگی، یونکر، بورژوا، سامراجی ریاست کی جگہ ایک اور ریاست رکھئیے۔ وہ بھی ایک ریاست ھے لیکن مختلف سماجی نوعیت کی، مختلف طبقاتی مافیہ کی، سوویت ریاست یعنی پرولتاری ریاست اور آپ کو ان تمام حالات کا مجموعہ مل جاتا ھے جو سوشلزم کےلئے ضروری ھیں۔

سوشلزم کا تصور بلا ایسی بڑے پیمانے کی سرمایہ‌دار ٹکنیک کے نہیں کیا جا سکتا جس کی بنیاد جدید سائنس کی تازہ ترین دریافتیں ھیں۔ اس کا تصور بلا ایسی منصوبہ‌بند ریاستی تنظیم کے نہیں کیا جاسکتا جو کروڑوں لوگوں کو اشیا کی پیداوار اور تقسیم کے مسئلے میں واحد معیار پر سختی سے عمل کرنے کےلئے اپنے ماتحت لاتی ھے۔ اس کے بارے میں ھم مارکس‌وادیوں نے ھمیشہ کہا اور ایسے لوگوں سے جو اس کو سمجھتے تک نہیں ھیں (انارکسٹ اور بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کا آدھے سے زیادہ حصہ) بات چیت کرنے کےلئے اب دو سکنڈ بھی ضائع کرنا بیکار ھے۔

ساتھ ھی سوشلزم کا تصور اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا جب تک پرولتاریہ ریاست پر حکمران نہ ھو۔ یہ بھی الف بے ھے۔ اور تاریخ نے (جس سے اول درجے کے منشویک احمقوں کے سوا کسی نے بھی یہ توقع نہیں کی تھی کہ وہ ”مکمل“ سوشلزم سکون، نرمی، آسانی اور سیدھے طریقے سے دے دیگی) ایسی انوکھی صورت اختیار

کی کہ ۱۹۱۸ء تک سوشلزم کے دو غیرمربوط حصوں کو جنم دیا جو ایک دوسرے کے نزدیک ھیں اور بین‌اقوامی سامراج کے واحد چھلکے کے اندر مستقبل کے دو چوزوں کی طرح ھیں - ۱۹۱۸ء میں جرمنی اور روس نے سوشلزم کےلئے ایک طرف معاشی، پیداواری اور سماجی معاشی حالات کو اور دوسری طرف سیاسی حالات کے مادی حصول کو اپنے اندر نمایاں طور پر مجسم کر لیا ھے۔

جرمنی میں کامیاب پرولتاری انقلاب فوراً اور بڑی آسانی سے سامراج کے کسی بھی چھلکے کو توڑ سکتا ھے (جو بدقسمتی سے بہترین فولاد کا بنا ھے اور ھر ... چوزے کی کوششوں سے نہیں توڑا جا سکتا ھے) اور یقینی طور پر عالمی سوشلزم کی فتح کا باعث ھو سکتا ھے، بغیر کسی مشکل کے یا ذرا مشکل کے ساتھ — اگر واقعی "مشکل" سے ھمارا مطلب عالمی تاریخی پیمانے پر مشکل ھے نہ کہ مقامی محدود معنی میں۔

ابھی جب تک جرمنی میں انقلاب "پھوٹ پڑنے" میں ذرا تساھلی ھے، ھمارا فریضہ یہ ھے کہ ھم جرمنوں کی ریاستی سرمایہ‌داری کا مطالعہ کریں، اس کی ساری طاقت سے نقل کریں اور اس بات کےلئے ڈکٹیٹرانہ اقدام کرنے سے بھی نہ جھجکیں کہ اس نقل کو اور زیادہ جلد کیا جائے۔ ھمارا فریضہ ھے کہ ھم اس نقل کو اس سے بھی زیادہ جلد کریں جو غیرمہذب روس کےلئے پیٹر نے مغربی تہذیب کی نقل کرنے میں کی تھی اور وحشت کے خلاف لڑنے میں وحشیانہ طریقے استعمال کرنے سے نہیں جھجکا تھا۔ اگر ایسے انارکسٹ اور بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی ھیں (اتفاق سے مجھے مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے جلسے میں کاریلین اور گے کی تقریریں یاد آ گئیں) جو اپنے خودپرستانہ انداز میں سوچنے کی خصوصیت رکھتے ھیں کہ ھم انقلابیوں کےلئے جرمن سامراج سے "سبق لینا"، نازیبا ھے تو اسکے جواب میں ان سے صرف ایک بات کہنا ھے کہ انقلاب یقیناً تباہ ھو جاتا (اور اس کا مستحق ھوتا) اگر وہ ان جیسے لوگوں کے بارے میں سنجیدہ ھوتا۔

فی الحال روس میں پیٹی‌بورژوا سرمایہ‌داری کا غلبہ ھے اور اس سے بڑے پیمانے کی ریاستی سرمایہ‌داری اور سوشلزم دونوں تک واحد

اور ایک هی راسته جاتا ہے ، وہ راسته جو واحد اور ایک هی درمیانی اسٹیشن سے گذرتا ہے جس کو '' اشیا کی پیداوار اور تقسیم کا کل قومی حساب کتاب اور کنٹرول '' کہتے هیں - جو لوگ اس کو نہیں سمجھتے وہ معاشیات میں ناقابل معافی غلطی کرتے هیں - یا تو وہ اصلی واقعات سے آگاہ نہیں هیں ، جو کچھ ہے اس کو دیکھتے نہیں هیں اور حقیقت سے نگاهیں چار کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے یا وہ مجرد طریقے سے '' سرمایہ‌داری '' کا مقابلہ '' سوشلزم '' سے کرنے تک اپنے کو محدود رکھتے هیں اور اس عبور کی ٹھوس صورتوں اور منزلوں کو غور سے نہیں دیکھتے جو ملک میں نمودار هو رها ہے۔ هم قوسین میں یہ کہتے چلیں کہ یہ وهی نظریاتی غلطی ہے جس نے '' نووایا ژیزن '' اور '' وپریود '' کے کیمپ کے بہترین لوگوں کو گمراہ کیا ہے - ان میں کے بدترین اور عامیانہ لوگ ، اپنی بیوقوفی اور بے کرداری کی وجہ سے بورژوازی کا دم چھلا بن گئے هیں اور اس سے ڈرتے هیں - بہترین لوگ یہ نہیں سمجھے کہ سوشلزم کی تعلیم دینے والوں نے سرمایہ‌داری سے سوشلزم تک عبور کے پورے دور کے بارے میں بلا وجہ نہیں کہا تھا اور نئے سماج کے '' طویل دردزہ '' پر زور دیا تھا - علاوہ ازیں یہ نیا سماج پھر بھی ایک تجرید ہے جس کا وجود اس یا اس سوشلسٹ ریاست کی تخلیق کی متعدد نوع بنوع اور غیر مکمل ٹھوس کوششوں سے گذرے بغیر نہیں هو سکتا -

چونکہ روس اس معاشی حالت سے ، جس میں وہ اب ہے ، اس بات سے گذرے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا جو ریاستی سرمایہ‌داری اور سوشلزم میں مشترک ہے (قومی حساب کتاب اور کنٹرول) ، اس‌لئے دوسروں اور اپنے کو بھی '' ریاستی سرمایہ‌داری کی طرف ارتقا '' سے ڈرانا ('' کمیونسٹ '' شمارہ ۱ ، صفحہ ۸ ، کالم ۱) انتہائی نظریاتی بکواس ہے - یہ خیالات کو '' ارتقا '' کے سچے راستے سے گمراہ کرنا اور اس راستے کو نہ سمجھنا ہے - عملی طور پر یہ هم کو چھوٹی ملکیت‌والی سرمایہ‌داری کی طرف کھینچنے کے برابر ہے -

قاری کو یہ یقین دلانے کےلئے کہ میں نے ریاستی سرمایہ‌داری کے بارے میں ایسی '' بلند '' رائے پہلی بار نہیں دی ہے بلکہ

بالشویکوں کے برسراقتدار آنے سے پہلے بھی ایسا کیا ہے، میں اپنے پمفلٹ ''سر پر کھڑی تباہی اور اس سے کیسے لڑا جائے،، سے جو ستمبر ۱۹۱۷ء میں لکھا گیا تھا ذیل کا اقتباس پیش کرتا ہوں :

''... یونکر سرمایہ‌دار ریاست کی جگہ ، جاگیردار سرمایہ‌دار ریاست کی جگہ انقلابی جمہوری ریاست کو رکھ کر دیکھئے یعنی ایسی ریاست کو جو انقلابی طریقے سے تمام خصوصی رعایات کو ختم کرتی ہے اور انقلابی طریقے سے انتہائی مکمل جمہوریت رائج کرنے سے نہیں ڈرتی۔ آپ دیکھیں گے کہ حقیقی انقلابی جمہوری ریاست میں ریاستی اجارےدارانہ سرمایہ‌داری ناگزیر اور لازمی طور پر سوشلزم کی طرف ایک قدم اور کئی قدم ہے !

''... کیونکہ سوشلزم ریاستی سرمایہ‌دارانہ اجارےداری سے آگے کی طرف ایک قریبی قدم ہے۔

''... ریاستی اجارےدارانہ سرمایہ‌داری سوشلزم کےلئے مکمل مادی تیاری ہے ، سوشلزم کی چوکھٹ ہے ، تاریخ کے زینے کا وہ قدمچہ ہے جس کے اور اس قدمچے کے درمیان جس کو سوشلزم کہتے ہیں کوئی درمیانی قدمچے نہیں ہیں ،، (صفحات ۲۷ و ۲۸)۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ یہ اس وقت لکھا گیا تھا جب کیرینسکی برسراقتدار تھا ، کہ ہم پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ پر نہیں ، سوشلسٹ ریاست پر نہیں بحث کر رہے ہیں بلکہ ''انقلابی جمہوری،، ریاست پر ۔ کیا یہ بات صاف نہیں ہے کہ اس سیاسی سیڑھی پر جتنا زیادہ بلند کھڑے ہونگے جتنا زیادہ مکمل طور پر ہم سوشلسٹ ریاست اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو سوویتوں میں عملی جامہ پہنائیں‌گے ، اتنا ہی کم ہم ''ریاستی سرمایہ‌داری،، سے ڈر سکینگے ؟ کیا یہ صاف نہیں ہے کہ ہم ابھی تک مادی ، معاشی ، پیداواری لحاظ سے سوشلزم کی ''چوکھٹ،، پر نہیں ہیں اور سوشلزم کے دروازے کے اندر بلا اس ''چوکھٹ،، سے گذرے نہیں داخل ہو سکیں‌گے جس تک ہم ابھی نہیں پہنچے ہیں ؟

ہم مسئلے کو چاہے جس رخ سے لیں صرف ایک ہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے یعنی ''بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، کی اس بارے

میں دلیل کہ گویا ''ریاستی سرمایہ‌داری،، ھمارے لئے خطرے کا باعث ہے معاشیات میں سخت غلطی ہے اور اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ پیٹی بورژوا نظریات کے بالکل غلام ہیں۔

۵

مندرجہ‌ذیل واقعہ بھی بہت سبق‌آموز ہے۔

جب ہم نے مرکزی انتظامیہ کمیٹی میں کامریڈ بوخارین سے بحث کی تو انھوں نے دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی اعلان کیا کہ ماھروں کےلئے اونچی تنخواھوں کے بارے میں ''ہم،، (ظاھر ہے کہ اس کا مطلب ''بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، سے تھا) ''لینن سے زیادہ دائیں طرف،، ہیں کیونکہ اس معاملے میں ''ہم،، مارکس کے ان الفاظ کے پیش نظر اصولوں سے کوئی گمراھی نہیں دیکھتے کہ مخصوص حالات میں مزدور طبقے کےلئے ''اس گروہ سے خرید لینا،، (۵۱) (سرمایہ‌داروں کے گروہ سے ھی، یعنی بورژوازی سے زمین، فیکٹریاں، کارخانے اور دوسرے ذرائع پیداوار خرید لینا) کارآمد ھوتا۔

یہ بہت ھی دلچسپ بیان اول تو یہ دکھاتا ہے کہ بوخارین بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں اور انارکسٹوں سے بہت بلند ہے، کہ وہ کسی طرح لفاظی کے دلدل میں نہیں پھنسا ہے بلکہ اس کے برعکس وہ سرمایہ‌داری سے سوشلزم تک عبور — تکلیف‌دہ اور مشکل عبور — کی ٹھوس مشکلات کے بارے میں سوچنے کی کوشش کرتا ہے۔

دوسرے، یہ بیان بوخارین کی غلطی کو اور نمایاں بنا دیتا ہے۔

بھرحال، مارکس کے خیال پر غور کیجئے۔

اس میں پچھلی صدی کی آٹھویں دھائی کے برطانیہ کے بارے میں، اجارےداری سے پہلےوالی سرمایہ‌داری کے ارتقا کے دورعروج کے بارے میں ذکر تھا، اس ملک کے بارے میں جس میں عسکریت پرستی اور دفترشاھی دوسرے ملکوں کے مقابلے میں بہت کم تھی، ایسے ملک کے بارے میں جھاں سوشلزم کی ''پرامن،، فتح کا سب سے زیادہ امکان اس معنی میں تھا کہ مزدور بورژوازی کو ''خرید لیں،،۔

اور مارکس نے کہا کہ مخصوص حالات میں مزدور بورژوازی کو خریدنے سے انکار نہیں کریں گے۔ مارکس نے نہ تو اپنے کو اور نہ سوشلسٹ انقلاب کے مستقبل کے کارکنوں کو انقلاب کرنے کی صورتوں، طریقوں اور ذریعوں کے بارے میں پابند کیا۔ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ تب بہت سے نئے مسائل پیدا ہونگے، کہ انقلاب کے دوران پوری صورت حال بدلےگی اور یہ کہ انقلاب کے دوران صورت حال اکثر اور زوروں سے بدلےگی۔

اچھا، اور سوویت روس میں؟ کیا یہ صاف نہیں ھے کہ اقتدار پر پرولتاریہ کے قبضے کے بعد اور استحصال کرنےوالوں کی مسلح مزاحمت اور توڑپھوڑ کو کچلنے کے بعد، اس قسم کے بعض حالات پیدا ہو گئے ھیں جو انگلستان میں نصف صدی پہلے پیدا ہوسکتے تھے اگر وہاں سوشلزم کی طرف پرامن عبور شروع ہوتا؟ برطانیہ میں اس وقت سرمایہداروں کے مزدوروں کی ماتحتی میں آنے کی ضمانت مندرجہ ذیل حالات کی وجہ سے ہو سکتی: (۱) کسانوں کی عدم موجودگی کے نتیجے میں آبادی میں مزدوروں، پرولتاریوں کی مکمل برتری (آٹھویں دھائی کے برطانیہ میں ایسے علامات تھے جن سے یہ امید پیدا ہوتی تھی کہ زرعی مزدوروں کے درمیان بہت ھی تیزی سے سوشلزم پھیلےگا)؛ (۲) ٹریڈ یونینوں میں پرولتاریہ کی قابل تعریف تنظیم (اس معاملے میں برطانیہ اس وقت دنیا میں اول تھا)؛ (۳) پرولتاریہ کے کلچر کی نسبتاً بلند سطح جس کو صدیوں سے سیاسی آزادی کے ارتقا نے تربیت دی تھی؛ (۴) اچھی طرح منظم برطانوی سرمایہداروں کا یہ پرانا رواج کہ وہ سیاسی اور معاشی مسائل کو سمجھوتے سے طے کریں — اس وقت برطانوی سرمایہدار دنیا میں ہر ملک کے سرمایہداروں سے زیادہ منظم تھے (اب یہ برتری جرمنی کو منتقل ہو گئی ھے)۔ یہ تھے وہ حالات جن سے اس وقت یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ برطانوی سرمایہداروں کو پرامن طریقے سے مزدوروں کے تحت لانے کا امکان ھے۔

ھمارے یہاں اس وقت اس ماتحتی کی ضمانت نمایاں بنیادی باتوں سے ھے (اکتوبر میں فتح سے اور اکتوبر سے لیکر فروری تک سرمایہداروں کی مسلح مزاحمت اور توڑ پھوڑ کو کچلنے سے)۔ آبادی میں مزدوروں، پرولتاریوں کی مکمل برتری کے بجائے اور ان کے درمیان

اعلی درجے کی تنظیم کے بجائے روس میں فتح کا اہم عنصر وہ حمایت تھی جو پرولتاریہ کو غریب اور تیزی کے ساتھ تباہ کئے ہوئے کسانوں سے ملی۔ اور آخر میں نہ تو ہمارے یہاں اعلی کلچر ہے اور نہ سمجھوتوں کا رواج۔ اگر ان ٹھوس حالات پر غور کیا جائے تو یہ بات صاف ہو جائےگی کہ اب ہم دو طریقوں کو متحد کر سکتے ہیں اور ہمیں ایسا کرنا چاہئے ــ ایک طرف، ہمیں انتہائی شدت سے * غیرمہذب سرمایہداروں کو دبانا چاہئے جو ”ریاستی سرمایہداری،، سے ذرا بھی واسطہ رکھنے سے یا کسی طرح کے سمجھوتے پر غور کرنے سے قطعی انکار کرتے ہیں اور جو نفعخوری اور غریب کسانوں کو رشوت وغیرہ دیکر ان اقدام کی تکمیل میں رکاوٹ ڈالتے ہیں جو سوویتیں لیتی ہیں۔ دوسری طرف، ہمیں ایسے مہذب سرمایہداروں سے تعلقات میں سمجھوتے کا طریقہ یا ان کو خریدنے کا طریقہ استعمال کرنا چاہئے جو ”ریاستی سرمایہداری،، پر راضی ہیں، جو اس پر عمل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور جو واقعی کروڑوں لوگوں کو سامان سپلائی کرنےوالے انتہائی بڑے کارخانوں کے ہوشیار اور تجربےکار منتظموں کی حیثیت سے پرولتاریہ کےلئے کارآمد ہیں۔

بوخارین بہت ہی پڑھا لکھا مارکسی ماہرمعاشیات ہے۔ اس لئے اس کو یہ یاد رہا کہ مارکس نے بہت ہی بجا طور پر مزدوروں

---

* اس معاملے میں ہمیں حقیقت کا سامنا کرنا چاہئے: ہم میں ابھی وہ بےرحمی بہت کم ہے جو سوشلزم کی کامیابی کےلئے ناگزیر ہے اور اس کمی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ہم میں عزم نہیں ہے۔ ہم کافی عزم رکھتے ہیں۔ ہم میں کمی اس صلاحیت کی ہے کہ ہم کافی تیزی کے ساتھ نفعخوروں، لٹیروں اور سرمایہداروں کی کافی تعداد کو پکڑ سکیں جو سوویت اقدامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ”صلاحیت،، صرف حساب کتاب اور کنٹرول قائم کرکے حاصل کی جا سکتی ہے! دوسری بات یہ ہے کہ عدالتیں کافی سخت نہیں ہیں جو رشوتخوروں کو گولی مارنے کی سزا دینے کے بجائے چھ ماہ قید کی سزا دیتی ہیں۔ ان دونوں خامیوں کی ایک ہی سماجی جڑ ہے یعنی پیٹی بورژوا عنصر کا اثر، اس کی کمزوری۔

کو بڑے پیمانے کی پیداوار کی تنظیم کو محفوظ رکھنے کی اهمیت سکھائی ، خاص طور سے سوشلزم تک عبور میں آسانی پیدا کرنے کےلئے اور اس خیال کا جواز بھی سکھایا کہ سرمایہداروں کو اچھی رقمیں دی جائیں ، ان کو خرید لیا جائے اگر (بطور استثنا : اس وقت برطانیه ایک استثنا هی تھا) حالات ایسے هوں که سرمایهدار پرامن طور سے ماتحتی کے لئے مجبور هوں اور خریدے جانے کی صورت میں متمدن اور منظم طریقے سے وہ سوشلزم کی طرف آجائیں ۔

لیکن بوخارین گمراہ هو گیا کیونکه اس نے روس کی موجوده ٹھوس صورتحال پر غور نہیں کیا — غیر معمولی صورتحال پر کیونکه هم ، روسی پرولتاریه ، کسی برطانیه یا جرمنی سے سیاسی نظام میں ، مزدوروں کی سیاسی طاقت کی مضبوطی کے لحاظ سے آگے هیں ، لیکن اچھی ریاستی سرمایهداری کو منظم کرنے کے لحاظ سے ، اپنی تہذیبی سطح اور سوشلزم کو " رائج کرنے " کےلئے مادی اور پیداواری تیاری کے درجے کے لحاظ سے مغربی یورپ کے کسی انتہائی پسمانده ملک سے بھی پیچھے هیں ۔ کیا یه صاف نہیں هے که یه مخصوص صورتحال خاص قسم کی " خریداری " کی پیش کش کی ضرورت پیدا کرتی هے جو مزدوروں کو سرمایهداروں میں سے ان انتہائی مہذب ، انتہائی باهنر ، انتہائی لائق منتظموں کے سامنے پیش کرنا چاهئے جو سوویت اقتدار کی ملازمت میں آنے اور ایمانداری کے ساتھ " ریاستی " پیداوار کو امکانی طور پر انتہائی بڑے پیمانے پر منظم کرنے میں مدد دینے کو تیار هیں ؟ کیا یه صاف نہیں هے که اس مخصوص صورتحال میں همیں دو غلطیوں سے بچنے کی هر کوشش کرنی چاهئے جن میں سے هر ایک اپنے لحاظ سے پیٹی بورژوا هے ؟ ایک طرف یه اعلان کرنا سنگین غلطی هوگی که چونکه هماری معاشی " طاقتوں " اور هماری سیاسی طاقت کے درمیان مطابقت نہیں هے اسلئے اس کا یه " مطلب " هوتا هے که همیں اقتدار پر قبضه نہیں کرنا چاهئے تھا ۔ ایسی دلیل تو صرف " کنوئیں کا مینڈک " (۵۲) هی پیش کر سکتا هے جو یه بھول جاتا هے که " مطابقت " کبھی نه هوگی ، که وہ قدرتی ارتقا اور اسی طرح سماج کے ارتقا میں ممکن نہیں هے ، که صرف متعدد کوششوں کے ذریعه ، جن میں سے هر ایک بجائے خود یک رخی

اور کچھ نامطابقت میں مبتلا هوگی، تمام ملکوں کے پرولتاریہ کے انقلابی تعاون سے مسلم سوشلزم قائم کیا جائے گا۔

دوسری طرف یہ صریحی غلطی هوگی که غوغائیوں اور لفاظوں کو آزادی دے دی جائے جو "چمکیلی" انقلابیت کے ساتھ اپنے کو بہنے دیتے هیں لیکن اس پر استقلال، سوچے سمجھے، نپے تلے انقلابی کام کی صلاحیت نہیں رکھتے جو انتہائی مشکل عبوروں کو پیش نظر رکھتا ہے۔

خوش‌قسمتی سے، انقلابی پارٹیوں کے ارتقا اور ان کے خلاف بالشویزم کی جدوجہد کی تاریخ نے همارے لئے وراثت میں نمایاں نمونے چھوڑے هیں جن میں بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی اور انارکسٹ برے انقلابیوں کی بین مثالیں هیں۔ اب وہ "دائیں بازو کے بالشویکوں" کے "سمجھوتے" کے خلاف هیجانی حالت میں چیخ رہے هیں، اپنا گلا پھاڑ رہے هیں۔ لیکن یہ سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے که "سمجھوتے" میں کیا برائی تھی اور تاریخ اور انقلاب کے رجحان نے بجا طور پر کیوں "سمجھوتے" کی مذمت کی۔

کیرینسکی کے دور میں سمجھوتے کا مطلب تھا سامراجی بورژوازی کو اقتدار سونپ دینا۔ اور اقتدار کا سوال هر انقلاب کا بنیادی سوال ہے۔ اکتوبر — نومبر ۱۹۱۷ء میں بالشویکوں کے ایک حصے کے سمجھوتے کا مطلب یا تو یہ تھا که وہ پرولتاریہ کے اقتدار پر قبضه کرنے سے خوفزدہ تھے یا مساوی طور پر اقتدار میں حصے دار بننا چاهتے تھے، نه صرف بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں جیسے "غیر معتبر هم‌سفروں" کے ساتھ بلکه دشمنوں کے ساتھ بھی، چیرنوف‌والوں اور منشویکوں کے ساتھ جنھوں نے لازمی طور پر همارے بنیادی کاموں میں رکاوٹ ڈالی هوتی مثلاً آئین‌ساز اسمبلی کو برخاست کرنے، بوگایفسکی‌والوں کو سختی سے دبانے، سوویت اداروں کو مکمل طور پر قائم کرنے اور هر طرح کی ضبطی میں۔

اب اقتدار حاصل کرکے اسکو واحد پارٹی، پرولتاریہ کی پارٹی کے هاتھ میں "غیرمعتبر هم‌سفروں" کے بغیر بھی برقرار رکھا گیا اور مضبوط کیا گیا ہے۔ اس وقت سمجھوتے کی بات کرنا محض طوطے کی طرح رٹے هوئے الفاظ کو بلاسمجھے دهرانا ہے جبکه اقتدار میں حصے‌داری

اور بورژوازی کے خلاف پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے انکار کرنے کا سوال نہیں ہے اور نہیں ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت حال تک پہنچ کر جس میں ہم ملک پر حکمرانی کر سکتے ہیں اور کرنا بھی چاہئے ، ہم روپیہ پیسے کاخیال کئے بغیر اس بات کےلئے کوشاں ہیں کہ سرمایہ‌داری کے تربیت‌یافتہ انتہائی باہنر لوگوں کو اپنی طرف لا سکیں اور چھوٹی ملکیت کے انتشار کے خلاف ان کو اپنی ملازمت میں لےلیں ، اس بات کو ''سمجھوتہ،، کہنے کا یہ مطلب ہوا کہ سوشلزم کی تعمیر کے معاشی فریضوں کے بارے میں سوچنے کی صلاحیت بالکل نہیں ہے۔

اس لئے کامریڈ بوخارین کا یہ اقدام چاہے قابل تعریف کیوں نہ ہو کہ انھوں نے مرکزی انتظامیہ کمیٹی میں اس ''خدمت،، کے لئے فوراً ''شرم،، کا اظہار کیا جو کاریلین اور گے جیسےلوگوں نے ان کی کی ہے ، پھر بھی جہاں تک ''بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، کے رجحان کا سوال ہے ان کے سیاسی ہم‌خیالوں کا حوالہ اب بھی سنگین انتباہ ہے۔

بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کے ترجمان اخبار ''زنامیا ترودا،، کے ۲۰ اپریل ۱۹۱۸ء کے شمارے کو لے لیجئے جو فخر کے ساتھ اعلان کرتا ہے : ''ہماری پارٹی کی موجودہ پوزیشن بالشویزم کے ایک اور رجحان (بوخارین ، پوکروفسکی وغیرہ) کے ساتھ یکجہتی رکھتی ہے،،۔ منشویکوں کے اسی تاریخ کے ''وپریود،، کو لے لیجئے جس میں دوسرے مضامین کے علاوہ معروف منشویک ایسوف کا مندرجہ ذیل ''مقالہ،، ہے :

> ''سوویت اقتدار کی پالیسی جو ابتدا سے ہی اصلی پرولتاری کردار سے عاری ہے ، کچھ دنوں سے بورژوازی کے ساتھ سمجھوتے کے راستے پر زیادہ کھلم کھلا گامزن ہے اور صاف طور پر مزدور مخالف کردار اختیار کر لیا ہے۔ صنعت کو قومی بنانے کے بہانے وہ صنعتی ٹرسٹ قائم کرنے کی پالیسی چلا رہے ہیں اور ملک کی پیداواری طاقتوں کو بحال کرنے کے بہانے وہ آٹھ گھنٹے کا کام کا دن ختم کرنے اور کام کے مطابق

اجرت ، ٹیلر سسٹم ، سیاہ فہرستیں اور پاسپورٹوں میں بری رائے لکھنا رائج کرنے کےلئے کوشاں ہیں۔ یہ پالیسی خطرہ پیدا کرتی ہے کہ پرولتاریہ کو اپنے انتہائی اہم معاشی حاصلات سے محروم کردیا جائیگا اور اس کو بورژوازی کے لامحدود استحصال کا شکار بنایا جائے گا ،،۔

سچ مچ کیا لاجواب بات ہے !

کیرینسکی کے دوست جو اس کے ساتھ ملکر ان خفیہ معاہدوں کےلئے سامراجی جنگ چلاتے تھے جن میں روسی سرمایہداروں کےلئے علاقائی الحاق کا وعدہ تھا ، تسرےتیلی کے ساتھی ، جس نے ۱۱ جون کو مزدوروں کو نہتا کرنے کی دھمکی دی ، لیبرداں (۵۳) جس نے بورژوازی کے اقتدار کی بلند بانگ جملوں سے پردہپوشی کی ، یہی لوگ سوویت اقتدار کے " بورژوازی سے سمجھوتہ کرنے ،، ، " ٹرسٹ قائم کرنے ،، (یعنی " ریاستی سرمایہداری ،، قائم کرنے !) اور ٹیلر سسٹم رائج کرنے کی مذمت کر رہے ہیں۔

واقعی ، بالشویکوں کو چاہئے کہ وہ ایسوف کو تمغہ دیں اور اس کے مقالے کو بورژوازی کی اشتعال انگیز تقریروں کے نمونے کی حیثیت سے مزدوروں کے ہر کلب اور یونین میں دکھائیں۔ اب مزدور ہر جگہ ان لیبردانوں ، تسرےتیلیوں اور ایسوفوں کو اچھی طرح اپنےتجربے سے جان گئے ہیں۔ اور واقعی مزدوروں کےلئے یہ بہت مفید ہوگا کہ وہ اس بات کی وجہ سوچیں کہ بورژوازی کے ایسے خادم مزدوروں کو ٹیلر سسٹم اور " ٹرسٹوں کے قیام ،، کے خلاف کیوں بھڑکاتے ہیں۔

باشعور مزدور بہت سوچ سمجھکر لیبردانوں اور تسرےتیلیوں کے دوست ایسوف کے " مقالے ،، کا مقابلہ " بائیں بازو کے کمیونسٹوں ،، کے ذیل کے مقالے سے کریں گے :

" صنعت کے سرمایہدارانہ انتظام کی بحالی کے سلسلے میں کام کے ڈسپلن کا رواج محنت کی کارگذاری کو کافی نہیں بڑھا سکتا البتہ وہ پرولتاریہ کی طبقاتی پہلقدمی ، سرگرمی اور تنظیم میں ضرور کمی کر دیگا۔ اس سے مزدور طبقے کے غلام بن

جانے کا خطرہ ہے۔ اس سے پسماندہ عناصر اور پرولتاریہ کے
ہراول میں بھی ناراضگی پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ پرولتاریہ میں
"سرمایہ‌دار توڑ پھوڑ کرنےوالوں" کے خلاف جو نفرت ہے
اس کے پیش‌نظر اس سسٹم کو رائج کرنے کےلئے کمیونسٹ
پارٹی کو مزدوروں کے خلاف پیٹی‌بورژوازی کا سہارا لینا پڑیگا
اور اس طرح وہ پرولتاریہ کی پارٹی کی حیثیت سے اپنے کو تباہ
کر لےگی" ("کمیونسٹ"، شمارہ ۱، صفحہ ۸، کالم ۲)۔

یہ اس بات کا بہت ہی بین‌ثبوت ہے کہ "بائیں‌بازووالے"
اس جال میں کیسے پھنس گئے ہیں اور ایسوف اور سرمایہ‌داری کے
دوسرے غداروں کے بھڑکانے میں آ گئے ہیں۔ یہ مزدوروں کےلئے اچھا
سبق ہے جو یہ جانتے ہیں کہ پرولتاریہ کا ہراول ہی کام کے ڈسپلن
کو رائج کرنے کے حق میں ہے اور یہ پیٹی بورژوازی ہی ہے جو
اس ڈسپلن کو توڑنے کی امکانی کوشش کر رہی ہے۔ اوپر دئے ہوئے
"بائیں بازووالوں" کے مقالے جیسی تقریریں انتہائی شرمناک، عملی
طور پر کمیونزم سے قطعی انکار اور پیٹی بورژوازی کی طرف مکمل فرار
ہیں۔

"سرمایہ‌دارانہ انتظام کی بحالی کے سلسلے میں" — یہ ہیں
وہ الفاظ جن سے "بائیں‌بازو کے کمیونسٹ" اپنا "دفاع کرنا"
چاہتے ہیں۔ یہ بالکل بےسود دفاع ہے کیونکہ اول تو سرمایہ‌داروں
کے ہاتھ میں "انتظام کو" دیتے ہوئے سوویت حکومت مزدوروں کے
کمیسار یا مزدوروں کی کمیٹیاں مقرر کرتی ہے جو منتظم کے ہر
قدم پر نظر رکھتی ہیں، اس کے انتظامی تجربے سے سیکھتی ہیں اور
جن کو نہ صرف اس کے احکام کے خلاف اپیل کا حق ہوتا ہے بلکہ وہ
سوویت اقتدار کے اداروں کے ذریعہ اس کو ہٹوا سکتی ہیں۔ دوسرے،
سرمایہ‌داروں کو "انتظام" صرف کام کے وقت انتظامی امور کےلئے
سونپا جاتا ہے جس کی شرائط کا تعین سوویت اقتدار ہی کرتا ہے جن
کو وہ ختم کر سکتا ہے یا ان پر نظرثانی کر سکتا ہے۔ تیسرے،
سوویت اقتدار سرمایہ‌داروں کو سرمایہ‌داروں کی حیثیت سے "انتظام"
نہیں سپرد کرتا بلکہ زیادہ بڑی تنخواہ پانے والے ماہرین ٹکنیک یا

ناظموں کی حیثیت سے ۔ اور مزدور یه بہت اچھی طرح جانتے ھیں که واقعی بڑے اور بہت بڑے کارخانوں ، ٹرسٹوں اور دوسرے اداروں کے ۹۹ فیصدی منتظمین اور اول درجے کے ماہر ٹکنیک بھی سرمایه‌دار طبقے کے ھیں لیکن ٹھیک یہی لوگ ھیں جن کو ھمیں یعنی پرولتاری پارٹی کو محنت کے عمل اور پیداوار کے '' انتظام ،، کےلئے مقرر کرنا چاھئے کیونکه کوئی اور ایسے لوگ نہیں ھیں جن کو اس کام کا عملی تجربه ھو ۔ مزدور اس طفلانه دور سے آگے نکل آئے ھیں جب وہ '' بائیں بازووالوں ،، کے فقروں اور پیٹی بورژوازی کی بدنظمی سے گمراہ ھو سکیں اور وہ ٹرسٹوں کے سرمایه‌دارانه انتظام سے ھی گذر کر ، مشینوں کے ذریعه زبردست پیداوار سے گذر کر ، ان کارخانوں سے گذر کر جو سالانه کروڑوں روبل کی پیداوار کرتے ھیں ، صرف ایسے پیداواری نظام اور ایسے کارخانوں سے گذر کر سوشلزم کی طرف بڑھ رھے ھیں ۔ مزدور پیٹی‌بورژوا نہیں ھیں ۔ وہ بڑے پیمانے کی '' ریاستی سرمایه‌داری ،، سے ڈرتے نہیں ھیں ۔ وہ پرولتاری اسلحه کی حیثیت سے اس کی قدر کرتے ھیں‌جس کو ان کا سوویت اقتدار چھوٹی ملکیت کے زوال اور انتشار کے خلاف استعمال کریگا ۔

یه صرف طبقات سے بےتعلق (declassed) اور اسی لئے پوری طرح پیٹی‌بورژوا دانش‌وروں کےلئے ناقابل فہم ھے جن کا نمونه '' بائیں بازو کے کمیونسٹوں ،، کے گروپ میں اور ان کے رسالے میں اوسینسکی پیش کرتا ھے جب وہ لکھتا ھے :

> '' ... کارخانے کی تنظیم اور انتظام میں ساری پیش قدمی '' ٹرسٹوں کے منتظمین ،، کے ھاتھ میں رھےگی کیونکه ھم ان کو سکھانا نہیں چاھتے ، ان کو عام مزدوروں کی صف میں لانا نہیں چاھتے بلکه ان سے سیکھنا چاھتے ھیں ،، ('' کمیونسٹ ،، شمارہ ۱ ، صفحه ۱۴ ، کالم ۲) ۔

اس جملے میں میرے ان الفاظ پر طنز کی کوشش کی گئی ھے که '' ٹرسٹوں کے منتظمین سے سوشلزم سیکھنا ،، ۔
اوسینسکی کو یه بات مضحکه‌انگیز معلوم ھوتی ھے ۔ وہ ٹرسٹ

کے منتظمین میں سے ''معمولی مزدور ،، بنانا چاہتا ہے۔ اگر یہ کسی ایسی عمر کے آدمی نے لکھا ہوتا جس کے بارے میں شاعر نے کہا تھا : '' صرف پندرہ سال ، اس سے زیادہ نہیں ؟ ،، ... (۵۴) — تو کوئی حیرت کی بات نہ ہوتی۔ لیکن ایک مارکس‌وادی سے جس‌نے یہ سیکھا ہے کہ سوشلزم اس وقت تک ناممکن ہے جب تک وہ انجنیرنگ اور کلچر کے وہ کارنامے نہ استعمال کرے جو بڑے پیمانے کی سرمایہ‌داری کی تخلیق ہیں ایسی بات سننا عجیب ہے۔ اس میں مارکس‌ازم کی کوئی بات نہیں رہ گئی ہے۔

نہیں ، صرف وہی لوگ کمیونسٹ کہلانے کا حق رکھتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ٹرسٹوں کے منتظموں سے سیکھے بغیر سوشلزم کی تخلیق کرنا یا اس کو رائج کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ سوشلزم خیالی بات نہیں ہے بلکہ ٹرسٹوں نے جو کچھ تخلیق کیا ہے اس پر برسراقتدار پرولتاریہ کے ہراول کو عبور حاصل کرنا اور اس کو استعمال کرنا ہے۔ ہم ، پرولتاریہ کی پارٹی ٹرسٹوں کی ٹائپ کی ، ٹرسٹوں کی طرح کی بڑے پیمانے کی پیداوار منظم کرنے کی قابلیت اور کہیں سے نہیں حاصل کر سکتے ہیں — اور کہیں سے نہیں اگر ہم اس کو سرمایہ‌دار نظام کے اول درجے کے ماہرین سے نہ حاصل کریں۔

ہمارے پاس ان کو سکھانے کےلئے کچھ نہیں ہے اگر ہم بورژوا دانش‌وروں کو سوشلزم ''سکھانے ،، کا طفلانہ مقصد اپنے سر نہ لیں : ان کو سکھانے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کو جائداد سے محروم کرنے کی ضرورت ہے (جیسا کہ روس میں کافی ''عزم ،، کے ساتھ کیا جا رہا ہے) ، ان کے توڑ پھوڑ کو روکنے کی ضرورت ہے ، ان کو پرت یا گروپ کی حیثیت سے سوویت اقتدار کے ماتحت لانے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم بچکانی عمر اور بچکانی سمجھ کے کمیونسٹ نہیں ہیں تو ان سے ہمیں سیکھنا چاہئے اور سیکھنے کےلئے کچھ ہے بھی کیونکہ پرولتاریہ کی پارٹی اور پرولتاریہ کے ہراول کو ایسے بڑے بڑے کارخانوں کو منظم کرنے کے خود مختارانہ کام کا کوئی تجربہ نہیں ہے جو کروڑوں کی آبادی کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔

روس کے بہترین مزدوروں نے اس کو سمجھ لیا ہے۔ انہوں نے سرمایہ‌دار منتظموں ، رہنما انجنیروں اور ماہرین‌ٹکنیک سے سیکھنا

شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے استقلال اور احتیاط کے ساتھ زیادہ آسان چیزوں سے شروع کیا ہے اور رفتہ رفتہ زیادہ مشکل چیزوں کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر لوہے اور فولاد کی صنعت اور مشین سازی کی صنعت میں کام سست چل رہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مشکل کام ہے۔ لیکن ٹکسٹائل، تمباکو، چمڑسازی کے مزدور ''ریاستی سرمایہ‌داری،، سے یا ''ٹرسٹوں کے منتظمین سے سیکھنے سے،، طبقات سے بےتعلق پیٹی‌بورژوا دانش‌وروں کی طرح نہیں ڈرتے۔ یہ مزدور ''چمڑے کی مرکزی کمیٹی،، اور ''ٹکسٹائل کی مرکزی کمیٹی،، جیسے مرکزی رہنما اداروں میں سرمایہ‌داروں کے برابر بیٹھتے ہیں، ان سے سیکھتے ہیں، ٹرسٹ قائم کرتے ہیں، ''ریاستی سرمایہ‌داری،، قائم کرتے ہیں جو سوویت اقتدار میں سوشلزم کی چوکھٹ، اس کی پائدار فتح کی شرط ہے۔

روس کے ترقی‌یافتہ مزدوروں کا یہ کام معہ ان کے محنت کے ڈسپلن رائج کرنے کے کام کے، شروع ہو چکا ہے اور بلا اس شور، دکھاوے، غل‌غپاڑے اور ہنگامے کے چل رہا ہے جو بعض ''بائیں بازووالوں،، کے لئے بہت ضروری ہے۔ وہ بڑی احتیاط سے اور رفتہ رفتہ، عملی تجربے کے سبقوں کو نظر میں رکھ کر چل رہا ہے۔ یہ سخت کام، عملی طور پر یہ سیکھنے کا کام کہ بڑے پیمانے کی پیداوار کی تعمیر کیسے ہو اس بات کی ضمانت ہے کہ ہم صحیح راستے پر ہیں، ضمانت ہے کہ روس میں باشعور مزدور چھوٹی ملکیت کے زوال اور انتشار کے خلاف، پیٹی‌بورژوازی کے برے ڈسپلن کے خلاف* جدوجہد کر رہے ہیں، ضمانت ہے کمیونزم کی فتح کی۔

---

* یہ بہت خصوصی بات ہے کہ مقالوں کے مصنفین زندگی کے معاشی شعبے میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی اہمیت کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہتے۔ وہ صرف ''تنظیم،، وغیرہ کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ لیکن اس کو پیٹی‌بورژوا بھی تسلیم کرتا ہے جو معاشی تعلقات میں مزدوروں کی ڈکٹیٹرشپ سے ہی کتراتا ہے۔ کوئی پرولتاری انقلابی ایسے وقت پرولتاری انقلاب کے اس ''نچوڑ،، کو کبھی نہیں ''بھول،، سکتا جس کا رخ سرمایہ‌داری کی معاشی بنیادوں کے خلاف ہے۔

دو باتیں آخر میں کھونگا۔

'' بائیں بازو کے کمیونسٹوں '' سے بحث کرتے ہوئے ۴ اپریل ۱۹۱۸ء کو (دیکھئے '' کمیونسٹ ''، شمارہ ۱، صفحے ۴ کا نوٹ) میں نے ان سے سختی سے یہ سوال کیا تھا: بتائیے کہ آپ ریلوےوالے حکم میں کس بات سے ناراض ھیں، اس میں اپنی ترمیمیں دیجئیے۔ پرولتاریہ کے سوویت لیڈر ہونے کی حیثیت سے یہ آپ کا فرض ھے ورنہ آپ کے الفاظ محض لفاظی ھیں۔

۲۰ اپریل ۱۹۱۸ء کو '' کمیونسٹ '' کا پہلا شمارہ شائع ہوا لیکن اس میں ایک لفظ بھی اس بارے میں نہیں تھا کہ '' بائیں بازو کے کمیونسٹوں '' کے خیال میں ریلوےوالے حکم میں کیا تبدیلیاں یا ترمیمیں ہونی چاھئیں۔

'' بائیں بازو کے کمیونسٹوں '' کی یہ خاموشی خود ان کی ملامت کرتی ھے۔ انھوں نے ریلوےوالے حکم کے خلاف اپنے کو در پردہ حملوں اور اشاروں تک محدود رکھا (صفحات ۸ و ۱۶، شمارہ ۱)۔ انھوں نے اس سوال کا صاف طور سے کوئی جواب نہ دیا کہ '' اگر حکم میں غلطی ھے تو اس کی ترمیم کیسے کی جائے؟ ''

اس پر رائےزنی بےسود ھے۔ باشعور مزدور ریلوے کے حکم پر (جو ھماری لائن، استقلال کی لائن، ڈکٹیٹرشپ کی لائن، پرولتاری ڈسپلن کی لائن کا نمونہ ھے) ایسی '' تنقید '' کو یا تو '' ایسوفی '' تنقید یا خالی خولی لفاظی کہیں گے۔

دوسری بات۔ '' کمیونسٹ '' کے پہلے شمارے میں میرے پمفلٹ '' ریاست اور انقلاب '' پر کامریڈ بوخارین کا بہت ھی خوشامدانہ ریویو تھا۔ لیکن میں بوخارین جیسے لوگوں کی رائے کی چاھے جتنی قدر کروں میرا ضمیر مجھے یہ کہنے پر مجبور کرتا ھے کہ ریویو کے کردار سے ایک افسوسناک اور اھم واقعہ کا اظہار ہوتا ھے: بوخارین پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے فریضوں کو مستقبل کے نقطۂ نظر سے نہیں بلکہ ماضی کے نقطۂ نظر سے دیکھتا ھے۔ بوخارین نے اس کی طرف توجہ کی اور زور دیا جو پرولتاری انقلابی اور پیٹیبورژوا

انقلابی میں ریاست کے سوال پر مشترک ہو سکتا ہے۔ لیکن بوخارین نے وہی بات ” نظر انداز “ کر دی جو پہلے کو دوسرے سے الگ کرتی ہے۔

بوخارین نے اس کی طرف توجہ کی اور زور دیا کہ پرانی ریاستی مشینری کو ” پاش پاش کر دینا “ اور ” اڑا دینا “ چاہئے ، کہ بورژوازی کا ” بالکل گلا گھونٹ دینا “ چاہئے وغیرہ وغیرہ۔ غصے میں بھرا ہوا پیٹی‌بورژوا بھی ممکن ہے یہی چاہے۔ اور یہی ، خاص طور پر ، ہمارا انقلاب اکتوبر ۱۹۱۷ء اور فروری ۱۹۱۸ء کے درمیان کر چکا ہے۔

جس کی انتہائی انقلابی پیٹی‌بورژوا بھی خواہش نہیں کر سکتا ، جو باشعور پرولتاریہ چاہتا ہے ، جو ہمارے انقلاب نے ابھی تک نہیں پورا کیا ہے اس کے بارے میں بھی میرے پمفلٹ میں کہا گیا ہے۔ اس فریضے کے بارے میں ، آنےوالے کل کے بارے میں بوخارین خاموش ہے۔

اور میرے پاس اس کے بارے میں خاموش نہ رہنے کا کافی سبب ہے کیونکہ اول تو ایک کمیونسٹ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ آنےوالے کل کے فرائض کی طرف زیادہ توجہ دیگا نہ کہ گذرے ہوئے کل کے فرائض کی طرف ، اور دوسرے ، میرا پمفلٹ بالشویکوں کے اقتدار حاصل کرنے سے قبل لکھا گیا تھا ، جبکہ بالشویکوں کے سامنے ایسی بھونڈی تنگ‌نظر دلیلیں پیش کرنا ناممکن تھا جیسے : ” ہاں ، اقتدار پر قبضہ جمانے کے بعد ، واقعی ، ڈسپلن کا راگ الاپنے لگے ... “

” ... سوشلزم بڑھکر کمیونزم بن جائےگا ... کیونکہ لوگ بلاتشدد اور بلاماتحتی کے سماجی زندگی کی ابتدائی شرائط پر عمل کرنے کے عادی بن جائیں‌گے “ (” ریاست اور انقلاب “ ، صفحات ۷۷ — ۷۸ *۔ اس طرح اقتدار حاصل ہونے سے قبل ” ابتدائی شرائط “ پر بحث ہوئی تھی)۔

---

* دیکھئیے اس ایڈیشن کا حصۂدوم ، صفحہ ۲۰۳۔ (ایڈیٹر)

” ... صرف اسی وقت جمہوریت مٹنے لگےگی ... ،، جب ” لوگ رفتہ رفتہ سماجی زندگی کے ابتدائی قواعد پر عمل کرنے کے عادی ہو جائیںگے جو صدیوں سے معروف ہیں ، ہزاروں سال سے اخلاقی تحریروں میں دہرائے جاتے رہے ہیں ، وہ ان پر بلاتشدد ، بلا دباؤ ، بلادباؤ کی اس مشینری کے جس کو ریاست کہتے ہیں عمل کریںگے ،، (” ریاست اور انقلاب ،، ، صفحہ ۸۴ * - اس طرح اقتدار حاصل کرنے سے قبل ” اخلاقی تحریروں ،، کا ذکر کیا گیا تھا) -

” ... کمیونزم کی ترقی کا زیادہ بلند دور ،، (ہر ایک کو اس کی ضرورتوں کے مطابق اور ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق) ” محنت کی موجودہ کارگذاری اور موجودہ تنگ‌نظر آدمی کا تصور نہیں کرتا جو پومیالوفسکی کی کہانیوں کے بورسا کون (۵۵) کی طرح سماجی دولت کے ذخیروں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور ناممکن باتوں کا مطالبہ کر سکتے ہیں ،، (” ریاست اور انقلاب ،، صفحہ ۹۱) -

” ... اس وقت تک جبکہ کمیونزم کا زیادہ بلند دور آئے سوشلسٹ مطالبہ کرتے ہیں کہ سماج اور ریاست کی طرف سے محنت کی حد اور مانگ کی حد پر سخت ترین کنٹرول رکھا جائے ... ،، (” ریاست اور انقلاب ،، صفحہ ۹۱ **) -

” ... حساب کتاب اور کنٹرول — کمیونسٹ سماج کے پہلے دور کی بنیاد ڈالنے اور اس کے صحیح کام کرنے کےلئے سب سے زیادہ ضروری ہے ،، (” ریاست اور انقلاب ،، صفحہ ۹۵ ***) اور یہ کنٹرول نہ صرف ” حقیر سرمایہ‌دار اقلیت پر ، شرفا پر جو اپنی سرمایہ‌دارانہ عادتیں برقرار رکھنا چاہتے ہیں ،، ہو بلکہ ان مزدوروں پر ہو جن کو ” سرمایہ‌داری نے بالکل خراب کر دیا ہے ،، (” ریاست اور انقلاب ،، ، صفحہ ۹۶) اور ” مفت خوروں ، امیرانہ ٹھاٹ‌باٹ

---

* دیکھئے اس ایڈیشن کا حصہٴ دوم ، صفحہ ۲۶۲ - (ایڈیٹر)

** ایضاً صفحہ ۲۷۲ - (ایڈیٹر)

*** ایضاً صفحہ ۲۷۷ - (ایڈیٹر)

والوں ، دغابازوں اور سرمایہ‌دارانہ روایات کے دوسرے سرپرستوں پر بھی ہو ،، (’’ ریاست اور انقلاب ،، صفحہ ۹٦ *) ۔

یہ بات اہم ہے کہ بوخارین نے اس پر زور نہیں دیا ہے ۔

۵ مئی ۱۹۱۸ء

۹ ، ۱۰ و ۱۱ مئی ۱۹۱۸ء کو ’’ پراودا ،، کے ۸۸ ، ۸۹ ، ۹۰ ویں شماروں میں شایع ہوا ۔ دستخط : ن ۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف ، پانچواں روسی ایڈیشن ، جلد ۳٦ ، صفحات ۲۸۳ — ۳۱۴

---

* دیکھئے اس ایڈیشن کا حصۂ‌دوم ، صفحہ ۲۷۸ ۔ (ایڈیٹر)

امریکی مزدوروں کے نام خط [56]

رفیقو ! ۱۹۰۵ء کے انقلاب میں حصہ لینےوالے ایک روسی بالشویک نے جو آپ کے ملک میں بہت برسوں تک رہ چکا ہے یہ پیش کش کی کہ وہ میرا خط آپ تک لے جائیگا۔ میں نے اس کی یہ تجویز اس وجہ سے اور زیادہ خوشی سے منظور کر لی کہ اسی وقت امریکی انقلابی پرولتاریوں کو امریکی سامراج کے اٹل دشمن کی حیثیت سے غیرمعمولی طور پر اہم رول ادا کرنا ہے جو سرمایہداروں کے نفع کی تقسیم کے لئے قوموں کے عالمی قتل‌وغارت میں سب سے تازہ، سب سے مضبوط اور سب سے زیادہ نیا شریک ہونےوالا ہے۔ اسی وقت امریکی ارب پتیوں نے، ان جدید غلام مالکوں نے خونیں سامراج کی خونیں تاریخ میں غیرمعمولی طور پر المیہ باب کا اضافہ کیا ہے اس مسلح مہم کی تصدیق کر کے (وہ خواہ براہ راست ہو یا بالواسطہ، کھلم‌کھلا ہو یا مکاری سے چھپائی گئی ہو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) جو وحشی اینگلو جاپانی سامراجیوں نے پہلی سوشلسٹ ریپبلک کا گلا گھونٹنے کے لئے شروع کی ہے۔

جدید اور مہذب امریکہ کی تاریخ کی ابتدا ایک ایسی عظیم، واقعی نجات دلانےوالی، واقعی انقلابی جنگ سے ہوئی جو بہت کم تعداد میں ہیں بمقابلہ ان کثیر تعداد لوٹ کھسوٹ کرنےوالی جنگوں کے جو موجودہ سامراجی جنگ کی طرح بادشاہوں، جاگیرداروں یا سرمایہداروں کے درمیان حاصل کئے ہوئے علاقوں یا بری طرح

سے لوٹے ہوئے منافعوں کی تقسیم کے جھگڑوں کی وجہ سے ہوئیں۔ یہ جنگ امریکی عوام نے برطانوی قزاقوں کے خلاف کی جو امریکہ پر ظلم کرتے تھے اور اس کو نوآبادیاتی غلامی میں گرفتار کر رکھا تھا، اسی طرح سے جیسے یہ ”مہذب“، خون چوسنے والے ابتک کروڑوں لوگوں پر ہندستان، مصر اور دنیا کے تمام حصوں میں ظلم کر رہے ہیں اور ان کو نوآبادیاتی غلامی میں گرفتار کر رکھا ہے۔

اس کو تقریباً ڈیڑھ سو سال گذر چکے ہیں۔ بورژوا تہذیب نے عیش‌وعشرت کے سارے پھل مہیا کردئے ہیں۔ اجتماعی انسانی محنت کی پیداواری طاقتوں کی ترقی کی سطح میں، مشینوں اور جدید انجنیرنگ کی تمام حیرت‌انگیز چیزوں کے استعمال میں امریکہ نے آزاد اور تعلیم‌یافتہ ملکوں کے درمیان اولیں جگہ حاصل کرلی ہے۔ ساتھ ہی امریکہ اس قعر کی گہرائی کے لحاظ سے بھی ایسے اولیں ملکوں میں ہے جو گندگی اور عیش‌وعشرت میں لوٹنے‌والے مٹھی‌بھر بےحیا ارب‌پتیوں اور ان کروڑوں محنت‌کشوں کے درمیان پیدا ہو گیا ہے جو متواتر غربت سے ہم کنار ہیں۔ امریکی عوام، جنھوں نے جاگیردارانہ غلامی کےخلاف انقلابی جنگ کرکے مثال قائم کی تھی، اب اپنے کو مٹھی بھر ارب‌پتیوں کی اجرتی غلامی کی سب سے نئی سرمایہ‌دارانہ منزل میں پاتے ہیں اور اپنے کو ان بھاڑے کے ٹھگوں کا رول ادا کرتے ہوئے پاتے ہیں جو امیر بدمعاشوں کے فائدے کے لئے ۱۸۹۸ء میں فلیپائن کے لوگوں کا گلا ان کو ”نجات‌دلانے“ (۵۷) کے بہانے گھونٹ رہے تھے اور ۱۹۱۸ء میں روسی سوشلسٹ ریپبلک کا گلا اس کو جرمنوں سے ”بچانے“ کے بہانے گھونٹ رہے ہیں۔

بہرحال چار برسوں میں قوموں کا جو سامراجی قتل‌وغارت ہوا ہے وہ رائگاں نہیں گیا ہے۔ دونوں قزاق گروہوں کے بدمعاش، برطانوی اور جرمن، عوام کو جو دھوکا دے رہے تھے اس کا بھانڈا مسلمہ اور صاف واقعات نے پورے طور پر پھوڑ دیا ہے۔ چار سال کی جنگ کے نتائج نے سرمایہ‌داری کے عام قانون کا ایسے قانون کی حیثیت سے انکشاف کیا جو لوٹ‌مار کی تقسیم کے لئے قزاقوں کے درمیان جنگ میں استعمال ہوتا ہے: سب سے زیادہ امیر اور سب سے زیادہ طاقتور نے سب سے زیادہ نفع حاصل کیا اور سب سے زیادہ لوٹا جبکہ

سب سے زیادہ کمزوروں کو خوب لوٹا گیا ، مظالم کا نشانہ بنایا گیا ، کچلا گیا اور گلا گھونٹا گیا۔

" نوآبادیاتی غلاموں " کی تعداد کے لحاظ سے برطانوی سامراجی قزاق سب سے زیادہ طاقتور تھے۔ برطانوی سرمایہ‌داروں نے " اپنا " ذرا سا علاقہ (یعنی وہ علاقہ جو انھوں نے صدیوں کے دوران لوٹ کر حاصل کیا ہے) بھی نہیں کھویا ہے ، لیکن انھوں نے افریقہ میں ساری جرمن نوآبادیوں کو ہڑپ کر لیا ہے ، انھوں نے میسوپوٹامیا اور فلسطین کو ہڑپ کر لیا ہے ، انھوں نے یونان کا گلا گھونٹ دیا ہے اور روس کو لوٹنا شروع کر دیا ہے۔

جرمن سامراجی قزاق " اپنی " فوجوں کی تنظیم اور ڈسپلن کے لحاظ سے سب سے زیادہ مضبوط تھے لیکن نوآبادیوں کے لحاظ سے کمزور تھے۔ انھوں نے اپنی سب نوآبادیاں تو کھو دی ہیں لیکن آدھے یورپ کو لوٹ لیا ہے ، چھوٹے ملکوں اور کمزور قوموں کی سب سے بڑی تعداد کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ دونوں طرف سے " آزادی کی " کتنی عظیم جنگ ہوئی ! دونوں گروہوں کے قزاقوں ، اینگلو فرانسیسی اور جرمن سرمایہ‌داروں نے ، اپنے پٹھوؤں — سوشل شاونسٹوں یعنی ان سوشلسٹوں کے ساتھ ملکر جو " اپنی " بورژوازی کی طرف چلے گئے ، کیسا اچھا " اپنے ملک کا دفاع " کیا ہے !

امریکی ارب‌پتی شاید سب سے زیادہ امیر اور جغرافیائی لحاظ سے سب سے محفوظ تھے۔ وہ سب سے زیادہ نفع میں رہے۔ انھوں نے سب کو ، حتی کہ سب سے زیادہ امیر ملکوں کو بھی اپنا خراج گذار بنا لیا ہے۔ انھوں نے کھربوں ڈالر لوٹے ہیں اور ہر ڈالر غلاظت سے بھرا ہے : برطانیہ اور اس کے " اتحادیوں " کے درمیان ، جرمنی اور اس کے تابعداروں کے درمیان گندے خفیہ معاهدوں، لوٹ‌مار کی تقسیم کے معاهدوں ، مزدوروں کو دبانے اور بین‌اقوامیت پسند سوشلسٹوں پر جبروتشدد کرنے میں ایک دوسرے کو " مدد دینے " کے بارے میں معاهدوں کی غلاظت سے۔ ہر ڈالر جنگ کے " نفع بخش " ٹھیکوں کی غلاظت سے بھرا ہے جنھوں نے ہر ملک میں امیر کو امیرتر اور غریب کو غریب تر بنایا ہے۔ اور ہر ڈالر خون سے داغ‌دار ہے جو خون کے اس سمندر سے آیا ہے جس کو ایک کروڑ

مقتولوں اور دو کروڑ اپاھجوں نے اس عظیم ، شریفانہ ، نجات دلانےوالی اور مقدس جنگ میں یہ طے کرنے کے لئے بہایا ھے کہ آیا برطانوی یا جرمن قزاقوں کو سب سے زیادہ مال غنیمت ملے ، آیا برطانوی یا جرمن ٹھگ ساری دنیا میں کمزور قوموں کا گلا گھونٹنے میں سب سے آگے رھیں۔

جبکہ جرمن قزاقوں نے جنگی مظالم کے تمام ریکارڈ توڑے ، انگریزوں نے نہ صرف اپنی لوٹی ہوئی نوآبادیوں کی تعداد کا بلکہ اپنی نفرت‌انگیز مکاری میں چابکدستی کا بھی ریکارڈ توڑا۔ آج بھی ، اینگلو فرانسیسی اور امریکی بورژوا پریس اپنے اخباروں کی کروڑوں کاپیاں شایع کر کے روس کے بارے میں جھوٹ اور بدنام کن باتیں پھیلا رھے ھیں اور مکاری کے ساتھ اپنی اس سفاکانہ مہم کو جائز قرار دے رھے ھیں جو انھوں نے اس کے خلاف اس دلیل کے ساتھ چلائی ھے کہ وہ روس کو جرمنوں سے "بچانا" چاھتے ھیں۔

اس ناقابل‌بیان اور بدنما جھوٹ کی تردید کے لئے بہت زیادہ الفاظ کی ضرورت نہیں ھے۔ بس ایک کافی معروف واقعہ کی طرف اشارہ کرنا کافی ھے۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں جب روسی مزدوروں نے اپنی سامراجی حکومت کا تختہ الٹ دیا تو سوویت حکومت ، انقلابی مزدوروں اور کسانوں کی حکومت نے کھلم کھلا جائز امن کی تجویز کی ، امن بلا علاقائی الحاق اور تاوان جنگ کے ، امن جو تمام قوموں کو مساوی حقوق کی پوری ضمانت دے۔ اور اس نے ایسے امن کی تجویز جنگ میں حصہ لینےوالی سارے ملکوں سے کی۔

اینگلو فرانسیسی اور امریکی بورژوازی نے ھی ھماری تجویز کو منظور نہیں کیا ، یہی بورژوازی تھی جس نے ھم سے عام امن تک کے بارے میں بات‌چیت کرنے سے انکار کر دیا ! یہی تھی جس نے تمام قوموں کے مفادات سے غداری کی ، یہی تھی جس نے سامراجی قتل‌وغارت کو طوالت دی !

یہی تھی جس نے روس کو سامراجی جنگ میں پھر سے واپس کھینچنے کے امکان پر بھروسہ کرتے ھوئے امن کی بات‌چیت میں حصہ لینے سے انکار کر دیا اور اس طرح جرمن سرمایہ داروں کو جو اس

سے کچھ کم لٹیرے نہ تھے آزادی دے دی اور انہوں نے روس پر الحاقی اور تشدد آمیز بریست کا معاہدہ مسلط کر دیا !

اس مکاری سے زیادہ کسی اور نفرت‌انگیز بات کا تصور کرنا مشکل ہے جس سے اینگلوفرانسیسی اور امریکی بورژوازی ہم کو بریست کے معاہدۂ امن کے لئے ''مورد الزام،، ٹھہرا رہے ہیں۔ ان ملکوں کے وہی سرمایہ‌دار جو بریست کی بات‌چیت کو عام امن کی عام بات‌چیت میں بدل سکتے تھے اب ہم پر ''الزام لگانےوالے،، بن گئے ہیں ! اینگلو فرانسیسی سامراج کے درندے جنھوں نے نوآبادیوں کی لوٹ اور قوموں کے قتل‌وغارت سے نفع کمایا، جنھوں نے بریست کے معاہدے کے بعد تقریباً ایک سال تک جنگ کو طوالت دی، پھر بھی وہ ہم بالشویکوں پر ''الزام،، لگاتے ہیں جنھوں نے سب ملکوں کے لئے منصفانہ امن کی تجویز کی۔ وہ ہم پر الزام لگاتے ہیں جنھوں نے سابق زار اور اینگلو فرانسیسی سرمایہ‌داروں کے درمیان خفیہ اور مجرمانہ معاہدوں کو پھاڑ دیا، ان کو چھاپ دیا اور پبلک کی لعنت ملامت کے لئے پیش کر دیا (۵۸)۔

ساری دنیا کے مزدور، خواہ وہ کسی ملک میں بھی رہتے ہوں ہمیں مبارکباد دیتے ہیں، ہم سے ہمدردی رکھتے ہیں، ہماری تعریف کرتے ہیں سامراجی تعلقات، ذلیل سامراجی معاہدوں اور سامراجی زنجیروں کا آھنی حلقہ توڑنے کےلئے، اس بات کےلئے کہ ہم نے آزادی حاصل کی، اگرچہ ہم کو اس کےلئے بڑی سخت قربانیاں دینی پڑیں، اس بات کےلئے کہ ہم سوشلسٹ رپبلک کی حیثیت سے، حالانکہ سامراجیوں نے اس کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور لوٹ لیا ہے، سامراجی جنگ سے الگ رہے اور ساری دنیا کے سامنے امن کا جھنڈا، سوشلزم کا جھنڈا بلند کیا۔

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بین‌اقوامی سامراجیوں کا گروہ اس کےلئے ہم سے نفرت کرتا ہے، کہ وہ ہم پر ''الزام،، لگاتا ہے، کہ سامراجیوں کے سارے پٹھو بھی، جن میں ہمارے دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی اور منشویک شامل ہیں، ہم پر ''الزام،، لگاتے ہیں۔ سامراج کے یہ سگ نگراں بالشویکوں کے لئے جس نفرت

کا اظہار کرتے ہیں وہ اور دنیا کے باشعور مزدوروں کی ہمدردی ہم کو ہمیشہ سے زیادہ اپنے کاز کے منصفانہ ہونے کا یقین دلاتے ہیں۔

ہر سچا سوشلسٹ یہ ضرور سمجھ لیگا کہ بورژوازی پر فتح حاصل کرنے کے لئے، مزدوروں کے ہاتھ میں اقتدار منتقل کرنے کے لئے، عالمی پرولتاری انقلاب شروع کرنے کے لئے ہم انتہائی سنگین قربانیوں سے نہیں جھجک سکتے اور نہ ہمیں جھجکنا چاہئے جن میں ہمارے علاقے کے ایک حصے کی قربانی، سامراج کے ہاتھوں بھاری شکستوں کی قربانی بھی شامل ہیں۔ ہر سچے سوشلسٹ نے افعال سے "اپنے" ملک کی سب سے بڑی قربانی پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہوتا جو سوشلسٹ انقلاب کے کاز کو واقعی آگے بڑھا سکتی۔

"اپنے" کاز کے لئے یعنی عالمی حکمرانی حاصل کرنے کے لئے، برطانیہ اور جرمنی کے سامراجیوں نے متعدد ملکوں کو بلجیم اور سیربیا سے لیکر فلسطین اور میسوپوٹامیا تک کو بالکل تباہ کرنے اور انکا گلا گھوٹنے سے باک نہیں کیا۔ لیکن کیا سوشلسٹوں کو "اپنے" کاز میں، سرمائے کے جوئے سے ساری دنیا کے محنت کشوں کو نجات دلانے کے کاز میں، عام اور پائدار امن کے حصول میں اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک کہ بلا قربانی والا راستہ تلاش کیا جائے؟ کیا ان کو جدوجہد شروع کرنے سے اس وقت تک ڈرنا چاہئے جب تک کہ آسان فتح کی "ضمانت" نہ ہوجائے؟ کیا ان کو "اپنے"، بورژوازی کے تخلیق کئے ہوئے "وطن" کی سالمیت اور سلامتی کو عالمی سوشلسٹ انقلاب کے مفادات پر ترجیح دینا چاہئے؟ بین اقوامی سوشلسٹ تحریک کے جو بدمعاش اور بورژوا اخلاق کے جو پٹھو اس طرح سے سوچتے ہیں، وہ ہزار بار قابل لعنت ہیں۔

اینگلوفرانسیسی اور امریکی سامراجی درندے ہم پر جرمن سامراج کے ساتھ "سمجھوتہ" کرنے کا "الزام" لگاتے ہیں۔ کتنے مکار اور کتنے بدمعاش ہیں وہ کہ مزدوروں کی حکومت کو بدنام کرتے ہیں جبکہ وہ اس ہمدردی سے لرز رہے ہیں جو "ان کے اپنے" ملکوں کے مزدور ہمارے لئے دکھاتے ہیں! لیکن ان کی مکاری کا پردہ چاک کر دیا جائیگا۔ وہ بناوٹ کرتے ہیں کہ وہ مزدوروں کے خلاف، محنت کشوں کے خلاف بورژوازی سے (اپنی یا غیرملکی)

کئے ہوئے ''سوشلسٹوں،، کے سمجھوتے اور اس سمجھوتے کے درمیان فرق نہیں دیکھتے جو ان مزدوروں کی حفاظت کے لئے کیا گیا ھے جنھوں نے اپنی بورژوازی کو شکست دی ھے؛ ایسے سمجھوتے جو ایک قومی رنگ کی بورژوازی کے ساتھ دوسرے رنگ کی بورژوازی کے خلاف کیا جاتا ھے تاکہ پرولتاریہ بورژوازی کے مختلف گروھوں کے درمیان مخاصمت سے فائدہ اٹھا سکے۔

حقیقت یہ ھے کہ ہر یورپی اس فرق کو اچھی طرح جانتا ھے اور جیساکہ میں آپ کو ابھی بتاؤنگا، امریکی لوگوں کی اپنی تاریخ میں اس کی خاص طور سے نمایاں ''مثال،، ھے۔ سمجھوتے اور سمجھوتے ھیں، fagots et fagots * ھیں جیسا کہ فرانسیسی کہتے ھیں۔

جب فروری ۱۹۱۸ء میں جرمن سامراجی درندوں نے اپنی فوجیں اس روس کے خلاف ریل دیں جو غیر مسلح تھا اور اپنی فوج کو سبکدوش کرچکا تھا، جس نے عالمی انقلاب کے پوری طرح پختہ ہونے سے پہلے پرولتاریہ کی بین‌اقوامی یکجہتی پر بھروسہ کیا تھا تو اس وقت میں نے فرانسیسی شاہ پرستوں کے ساتھ ''سمجھوتہ،، کرنے میں ایک لمحے کے لئے بھی تذبذب نہیں کیا۔ فرانسیسی فوج کا ایک افسر کپتان سادول جو بالشویکوں سے زبانی ھمدردی رکھتا تھا لیکن عملی طور پر فرانسیسی سامراج کا وفادار اور معتبر خادم تھا ایک فرانسیسی افسر دے لیوبیرساک کو میری ملاقات کے لئے لایا۔ ''میں شاہ پرست ہوں۔ میرا مقصد صرف جرمنی کی شکست ھے،، دے لیوبیرساک نے مجھ سے کہا۔ ''یہ کوئی کہنے کی بات نہیں (cela va sans dire)،، میں نے جواب دیا۔ لیکن اس سے میں دے لیوبیرساک کے ساتھ ان خدمات کے لئے ''سمجھوتہ،، کرنے میں ذرا بھی نہیں جھجکا جو فرانسیسی فوجی افسر، آتشگیر مادوں کے ماہرین ھمارے لئے ریلوے لائنوں کو اڑا کر جرمن حملے کو روکنے کے لئے کرنا چاھتے تھے۔ یہ ایک ایسے ''سمجھوتے،، کی مثال ھے جس کی ہر باشعور مزدور تصدیق کریگا، یہ سوشلزم کے مفاد میں سمجھوتہ ھے۔ فرانسیسی شاہ پرست

---

* ہر چیز دوسری سے مختلف ہوتی ھے۔ (ایڈیٹر)

اور میں نے ہاتھ ملایا حالانکہ ہم جانتے تھے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے ''شریک کار،، کو بخوشی پھانسی کے تختے پر چڑھاتا۔ لیکن کچھ وقت کے لئے ہمارے مفادات میں مطابقت ہو گئی تھی۔ حملہآور جرمن درندوں کے خلاف ہم نے، روسی اور عالمی سوشلسٹ انقلاب کے مفاد میں دوسرے سامراجیوں کے ایسی ہی درندانہ مخالف مفادات استعمال کئے۔ اس طرح ہم نے روس اور دوسرے ملکوں کے مزدور طبقے کے مفادات کی خدمت کی، ہم نے پرولتاریہ کو مضبوط اور ساری دنیا کی بورژوازی کو کمزور کیا، ہم نے اس لمحے کی پیش بینی کرتے ہوئے جب متعدد ترقییافتہ ملکوں میں تیزی سے پختہ ہونےوالا انقلاب مکمل طور سے پختہ ہو جائیگا جنگی چالوں، داؤ پیچ اور پیچھے ہٹنے کے وہ طریقے اختیار کئے جو ہر جنگ میں انتہائی جائز اور ضروری ہیں۔

اینگلوفرانسیسی اور امریکی سامراجی مگرمچھ غصے سے چاہے جتنا بھڑکیں، چاہے جتنا وہ ہم کو بدنام کریں، چاہے جتنے کروڑ وہ دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی، منشویک اور دوسرے سوشل وطنپرست اخباروں کو رشوت دینے پر صرف کریں میں جرمن سامراجی درندوں کے ساتھ ایساہی ''سمجھوتہ،، کرنے سے ایک سکنڈ کے لئے بھی نہیں جھجکونگا اگر روس پر اینگلوفرانسیسی فوجوں کے حملے کی صورت میں اس کی ضرورت پڑے۔ اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میرے طریقۂ کار کی تصدیق روس، جرمنی، فرانس، برطانیہ، امریکہ اور مختصر طور پر ساری مہذب دنیا کا پرولتاریہ کریگا۔ ایسا طریقۂ کار سوشلسٹ انقلاب کے کام کو آسان بنائےگا، اسمیں تعجیل کریگا، بینالاقوامی بورژوازی کو کمزور اور مزدور طبقے کی پوزیشن کو مضبوط کریگا جو بورژوازی کو شکست دے رہا ہے۔

امریکی لوگوں نے اس طریقۂ کار کو اپنے انقلاب کے فائدے کے لئے مدتوں ہوئے استعمال کیا۔ جب انہوں نے برطانوی جابروں کے خلاف عظیم جنگ آزادی کی تو ان کے خلاف فرانسیسی اور ہسپانوی جابر بھی تھے جو اس ملک کے ایک حصے کے مالک تھے جو اب شمالی امریکہ کی ریاستہائے متحدہ کہلاتا ہے۔ آزادی کے لئے اپنی سنگین جنگ میں امریکی لوگوں نے بھی کچھ جابروں کے ساتھ

دوسرے جابروں کے خلاف ''سمجھوتے،، کئے جنکا مقصد جابروں کو کمزور کرنا اور ان لوگوں کو مضبوط کرنا تھا جو جبر کے خلاف مظلوم لوگوں کے مفادات کے لئے انقلابی طریقے سے لڑ رہے تھے۔ امریکی لوگوں نے فرانسیسیوں، ہسپانیوں اور انگریزوں کے درمیان تصادم سے فائدہ اٹھایا۔ کبھی کبھی تو وہ فرانسیسی اور ہسپانوی جابروں کی فوجوں کے شانہ بشانہ انگریز جابروں کے خلاف لڑے بھی، پہلے انھوں نے انگریزوں کو ہرایا اور پھر اپنے کو فرانسیسیوں اور ہسپانیوں سے آزاد کیا (جزوی طور پر تاوان کے ذریعہ)۔

عظیم روسی انقلابی چرنی‌شیفسکی نے کہا ھے کہ تاریخی سرگرمی کوئی نیوسکی پروسپکٹ کا فٹ پاتھ نہیں ھے۔ وہ شخص انقلابی نہیں ھے جو صرف '' اس شرط پر،، پرولتاری انقلاب کے لئے '' راضی ہوگا،، کہ وہ آسانی اور ہمواری سے آگے بڑھے، کہ وہاں شروع سے ھی مختلف ملکوں کے پرولتاریہ کے عمل میں تال میل ہو، کہ پہلے سے ھی شکست کے خلاف ضمانت ہو، کہ انقلاب کا راستہ کشادہ، کھلا ہوا اور سیدھا ہو، کہ فتح کی طرف بڑھنے کے دوران زیادہ سے زیادہ نقصانات اٹھانے، کسی ''محصور قلعہ میں وقت کا انتظار کرنے،، یا انتہائی تنگ، ناقابل گذر، پیچیدہ اور خطرناک پہاڑی راستوں سے گذرنے کی ضرورت نہ ہو۔ اس شخص نے بورژوا دانش‌وروں کی فاضلانہ باتوں سے چھٹکارا نہیں حاصل کیا ھے، ایسا شخص ہمارے دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں، منشویکوں اور حتی کہ (حالانکہ شاذ و نادر) بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی طرح متواتر انقلاب‌دشمن بورژوازی کے کیمپ کی طرف کھسکتا پایا جائے گا۔

بورژوازی کے ہم‌آواز ہو کر، یہ حضرات ہم کو انقلاب کے '' انتشار،، کے لئے، صنعت کی '' تباھی،، کے لئے، بے‌روزگاری اور غذا کی قلت کے لئے ملزم ٹھہراتے ھیں۔ یہ الزام کتنے مکارانہ ھیں جو وہ لوگ دیتے ھیں جنھوں نے سامراجی جنگ کا خیر مقدم کیا اور اس کی حمایت کی یا جنھوں نے کیرینسکی کے ساتھ ''سمجھوتہ،، کیا جس نے یہ جنگ جاری رکھی! یہی سامراجی جنگ ان ساری مصیبتوں کا باعث ھے۔ جنگ سے پیدا ہونے‌والا انقلاب ان سخت مشکلات اور

مصیبتوں سے نہیں بچ سکتا جو اس کو قوموں کے طویل ، تباہ کن اور رجعت‌پرستانہ قتل و غارت سے وراثت میں ملی ہیں۔ صنعت کی "تباہی"، یا "دہشت"، پھیلانے کے لئے ہم کو ملزم ٹھہرانا یا تو مکاری ہے یا حماقت‌آمیز فاضلانہ بات۔ اس سے خوفناک طبقاتی جدوجہد کے بنیادی حالات کو سمجھنے کی نااہلیت کا انکشاف ہوتا ہے جو اس انتہائی شدت کے درجے تک پہنچ گئی ہے اور جس کو انقلاب کہتے ہیں۔

جب اس قسم کے "الزام دینےوالے"، طبقاتی جدوجہد کا "اعتراف"، بھی کرتے ہیں تو وہ اپنے کو محض زبانی اعتراف تک محدود رکھتے ہیں۔ حقیقت میں وہ طبقاتی "سمجھوتے"، اور "ہم‌کاری"، کے عامیانہ تصور کی طرف متواتر کھسکتے رہتے ہیں۔ کیونکہ انقلابی ادوار میں طبقاتی جدوجہد نے ہمیشہ، لازمی اور ضروری طور پر اور ہر ملک میں خانہ‌جنگی کی صورت اختیار کی اور خانہ جنگی کا تصور انتہائی سخت تباہی، دہشت اور اس جنگ کے مفاد میں رسمی جمہوریت پر پابندی کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ صرف چکنی چپڑی باتیں بنانےوالے پادری — چاہے وہ عیسائی ہوں یا دیوان خانوں میں بیٹھنےوالے "نامذہبی"، اشخاص، پارلیمانی سوشلسٹ ہوں — اس ضرورت کو دیکھ، سمجھ اور محسوس نہیں کر سکتے۔ صرف بے جان "کنوئیں کا مینڈک"، اس سبب سے انقلاب سے منہ چوری کر سکتا ہے بجائے اس کے کہ ایسے وقت میں انتہائی جوش اور عزم کے ساتھ جنگ میں کود پڑے جب‌کہ تاریخ کا یہ تقاضہ ہوتا ہے کہ انسانیت کے عظیم‌ترین مسائل کو جدوجہد اور جنگ کے ذریعہ حل کیا جائے۔

امریکی عوام انقلابی روایت کے حامل ہیں جس کو امریکی پرولتاریہ کے بہترین نمائندوں نے اپنایا ہے جنھوں نے بار بار ہم بالشویکوں کے ساتھ اپنی مکمل ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ یہ روایت انگریزوں کے خلاف اٹھارھویں صدی میں آزادی کی جنگ اور انیسویں صدی میں خانہ‌جنگی ہے۔ بعض لحاظ سے، اگر ہم صنعت کی بعض شاخوں اور قومی معیشت کی "تباہی"، پر غور کریں تو امریکہ ۱۸۷۰ء میں ۱۸۶۰ء سے پیچھے تھا۔ لیکن وہ کیسا کتاب‌پرست

اور بیوقوف آدمی ہوگا جو ان بنیادوں پر ۶۰ — ۱۸۶۳ ء کی امریکی خانہ‌جنگی (۵۹) کی زبردست، عالمی تاریخی، ترقی‌پسند اور انقلابی اہمیت سے انکار کریگا۔

بورژوازی کے نمائندے سمجھتے ہیں کہ نیگروؤں کی غلامی کا خاتمہ کرنے کے لئے، غلام مالکوں کی حکمرانی ختم کرنے کے لئے ملک کو خانہ‌جنگی کے طویل برسوں، انتہاہ تباہی، بربادی اور دہشت سے گذرنا تھا جو ہر جنگ کے ساتھ آتی ہیں۔ لیکن اب جبکہ ہمارے سامنے سرمایہ‌دارانہ، اجرتی غلامی کو ختم کرنے، بورژوازی کی حکمرانی کو ختم کرنے کا کہیں زیادہ بڑا فریضہ ہے — اب بورژوازی کے نمائندے اور وکیل اور وہ اصلاح‌پرست سوشلسٹ بھی جن کو بورژوازی نے ڈرا دیا ہے اور جو انقلاب سے کترا رہے ہیں یہ نہیں سمجھ سکتے اور سمجھنا نہیں چاہتے کہ خانہ‌جنگی ضروری اور جائز ہے۔

امریکی مزدور بورژوازی کی پیروی نہیں کریں گے۔ وہ بورژوازی کے خلاف خانہ‌جنگی کے لئے ہمارے ساتھ ہوں گے۔ دنیا اور امریکی مزدور تحریک کی ساری تاریخ میرے یقین کو مضبوط کرتی ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ مجھے امریکی پرولتاریہ کے ایک محبوب لیڈر یوجین دیبس کے الفاظ یاد آتے ہیں جنھوں نے ''معقولیت سے اپیل'' («Appeal to Reason») (۶۰) میں میرے خیال میں ۱۹۱۵ء کے آخر میں ایک مضمون «What shall I fight for» (''مجھے کس بات کے لئے لڑنا چاہئے'') میں (میں‌نے اس مضمون کا ذکر ۱۹۱۶ء کی ابتدا میں بیرن، سوئٹزرلینڈ کے مزدوروں کے ایک جلسۂ عام میں * کیا تھا) لکھا تھا —

کہ وہ یعنی دیبس گولی کا نشانہ بننا پسند کریں گے بجائے اس کے کہ وہ موجودہ مجرمانہ اور رجعت‌پرستانہ جنگ کے لئے قرضوں کے حق میں ووٹ دیں، کہ وہ، دیبس صرف ایک مقدس اور پرولتاری

---

* لینن - ۸ فروری ۱۹۱۶ء کو شہر بیرن کی بین‌اقوامی میٹنگ میں تقریر - (ایڈیٹر)

نقطہ نظر سے جائز جنگ کو جانتے ہیں یعنی سرمایہ‌داروں کے خلاف جنگ ، انسانیت کو اجرت کی غلامی سے نجات دلانےوالی جنگ۔

مجھے اس بات پر حیرت نہیں ہے کہ ولسن نے جو امریکی ارب‌پتیوں کا سربراہ اور سرمایہ‌دار مگرمچھوں کا خادم ہے دیبس کو جیل میں ڈال دیا ہے۔ بورژوازی کو سچے انٹرنیشنلسٹوں ، انقلابی پرولتاریہ کے سچے نمائندوں کے ساتھ وحشیانہ برتاؤ کرنے دو ! وہ جتنے ہی زیادہ خوفناک اور وحشی ہوگی اتنا ہی پرولتاری انقلاب کے فتح‌یاب ہونے کا دن قریب ہوگا۔

ہمارے انقلاب کیوجہ سے جو تباہی ہوئی ہے اس کا ملزم ہم کو ٹھہرایا جاتا ہے ... الزام لگانےوالے کون ہیں ؟ بورژوازی کے حاشیہ‌نشین ، اسی بورژوازی کے جس نے سامراجی جنگ کے چار سال کے دوران تقریباً سارے یورپی کلچر کو تباہ کر دیا ہے اور یورپ کو بربریت ، وحشت اور فاقہ‌زدگی میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب یہی بورژوازی ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ نہ تو ہم ان کھنڈروں پر ، کلچر کے اس ملبے کے درمیان ، جنگ کے پیدا کئے ہوئے ملبے اور کھنڈروں کے درمیان انقلاب کی تعمیر کریں اور نہ ان لوگوں سے جن کے ساتھ جنگ نے وحشیانہ برتاؤ کیا ہے۔ بورژوازی کتنی انسان دوست اور راست‌باز ہے !

اس کے خادم کہتے ہیں کہ ہم نے دہشت کا راستہ اختیار کیا ہے ... برطانوی بورژوازی نے اپنا ۱۶۴۹ء فراموش کر دیا ہے، فرانسیسی بورژوازی نے اپنا ۱۷۹۳ء (٦١) بھلا دیا ہے۔ دہشت منصفانہ اور جائز تھی جب بورژوازی نے اس کو اپنے فائدے کے لئے جاگیردارانہ نظام کے خلاف استعمال کیا تھا۔ دہشت درندانہ اور مجرمانہ ہو گئی جب مزدوروں اور غریب کسانوں نے اس کو بورژوازی کے خلاف استعمال کرنے کی جرأت کی ! دہشت منصفانہ اور جائز تھی جب اس کو ایک استحصال کرنےوالی اقلیت کی جگہ دوسری استحصال کرنے والی اقلیت لانے کے لئے استعمال کیا گیا۔ دہشت درندانہ اور مجرمانہ ہو گئی جب اس کو ہر استحصال کرنےوالی اقلیت کا تختہ الٹنے کےلئے استعمال کیا جانے لگا، وسیع اور واقعی اکثریت کے مفادات کے لئے ، پرولتاریہ اور نیم پرولتاریہ ،

مزدور طبقے اور غریب کسانوں کے مفادات کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔

بین‌اقوامی سامراجی بورژوازی نے ''اپنی،، جنگ میں، اس جنگ میں جو یہ طے کرنے کے لئے تھی کہ ساری دنیا پر برطانوی درندوں یا جرمن درندوں کی حکومت ہو ایک کروڑ آدمیوں کو قتل کروا دیا اور دو کروڑ آدمی اپاہج ہو گئے۔

اگر ہماری جنگ، جابروں اور استحصال کرنےوالوں کے خلاف مظلوموں اور استحصال کے شکار لوگوں کی جنگ کا نتیجہ تمام ملکوں میں پانچ یا دس لاکھ جانوں کا نقصان ہو تو بورژوازی کہےگی کہ اول الذکر اتلاف جان بجا تھا اور آخرالذکر مجرمانہ۔

پرولتاریہ اس سے بالکل مختلف بات کہےگا۔

اب، سامراجی جنگ کی ہولناکیوں کے درمیان، پرولتاریہ کو یہ انتہائی واضح اور نمایاں عظیم حقیقت مل رہی ہے جو سب انقلابوں نے سکھائی ہے اور مزدوروں کے لئے ان کے بہترین معلموں، جدید سوشلزم کے بانیوں نے بطور میراث چھوڑی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی انقلاب اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کو نہ کچل دیا جائے۔ جب ہم، مزدوروں اور محنت کش کسانوں نے ریاستی اقتدار پر قبضہ کر لیا تو استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کو کچل دینا ہمارا فرض ہو گیا۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم ایسا کرتے تھے اور کر رہے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس کو کافی مضبوطی اور عزم کے ساتھ نہیں کر رہے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ بورژوازی کی طرف سے سوشلسٹ انقلاب کی شدید مزاحمت تمام ملکوں میں ناگزیر ہے اور یہ مزاحمت اس انقلاب کی نشو و نما کے ساتھ بڑھےگی۔ پرولتاریہ اس مزاحمت کو کچل دےگا، مزاحمت کرنےوالی بورژوازی کے خلاف جدوجہد کے دوران آخرکار وہ فتح اور اقتدار کے لئے پختہ ہو جائےگا۔

اپنے کو بیچنےوالے بورژوا پریس کو ساری دنیا میں اس ہر غلطی کے بارے میں شور کرنے دو جو ہمارا انقلاب کرتا ہے۔ ہم اپنی غلطیوں کیوجہ سے ہمت نہیں ہارتے۔ لوگ اس وجہ سے

دیوتا تو نہیں بن گئے ہیں کہ انقلاب شروع ہو گیا ہے۔ محنت‌کش طبقے جو صدیوں سے مظلوم، کچلے ہوئے اور غریبی، وحشت اور جہالت کے شکنجے میں زبردستی کسے ہوئے تھے انقلاب کرتے وقت غلطیوں سے نہیں بچ سکتے۔ اور جیسا کہ ایک‌بار پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں، بورژوا سوسائٹی کی لاش کو تابوت میں بند کر کے دفنایا نہیں جا سکتا*۔ سرمایہ‌داری کی لاش ہمارے درمیان سڑگل رہی ہے، ہوا کو گندہ کر رہی ہے اور ہماری زندگی کو زہر آلود بنا رہی ہے، جو کچھ نیا، تازہ، جوان اور قوی ہے اس کو پرانے، جاں‌بلب اور سڑتے ہوئے ہزاروں رشتوں اور پھندوں میں پھنسا رہی ہے۔

ہر ان سو غلطیوں کےلئے جو ہم کرتے ہیں اور جن کے بارے میں بورژوازی اور ان کے پٹھو (جن میں ہمارے منشویک اور دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی بھی شامل ہیں) ساری دنیا میں شور کرتے ہیں، دس ہزار بڑے اور جرأت‌آمیز کام کئے جاتے ہیں، وہ زیادہ بڑے اور جرأت‌آمیز ہیں کیونکہ وہ معمولی اور غیرنمایاں ہیں، کسی فیکٹری کے محلے یا دوردراز گاؤں کی روزمرہ کی زندگی میں چھپے ہیں، اور ان کو ایسے لوگ کرتے ہیں جن کو اپنی کامیابی کے بارے میں ساری دنیا میں شور کرنے کی عادت نہیں ہے (اور موقع بھی نہیں ملتا ہے)۔

لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا (حالانکہ میں جانتا ہوں کہ ایسا مفروضہ صحیح نہیں ہے) — اگر ہم اپنی دس ہزار غلطیوں پر ۱۰۰ صحیح اقدامات کرتے تو اس صورت میں بھی ہمارا انقلاب عظیم اور ناقابل تسخیر ہوتا اور وہ عالمی تاریخ کی نگاہ میں ایسا ہی ہوگا، کیونکہ پہلی مرتبہ اقلیت نہیں، صرف امیر نہیں، صرف تعلیم‌یافتہ نہیں، بلکہ حقیقی عوام، محنت‌کشوں کی زبردست

---

* لینن - ۴ جون ۱۹۱۸ء کو کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی، مزدوروں، کسانوں، سرخ فوجیوں کے نمائندوں کی ماسکو سوویت اور ٹریڈیونینوں کی متحدہ جلسے میں بھکمری کے خلاف جد و جہد کے بارے میں تقریر - (ایڈیٹر)

اکثریت خود ایک نئی زندگی کی تعمیر کر رہی ہے، خود اپنے تجربے سے سوشلسٹ تنظیم کے انتہائی مشکل مسائل حل کر رہی ہے۔

اس کام کے دوران کی ہوئی ہر غلطی، اپنی پوری زندگی کو پھر سے منظم کرنے کے لئے کروڑوں معمولی مزدوروں اور کسانوں کے انتہائی ایماندارانہ اور پرخلوص کام کے دوران ہر ایسی غلطی ان ہزاروں اور لاکھوں "بےعیب" کامیابیوں سے بہتر ہے جو استحصال کرنےوالی اقلیت نے حاصل کی ہیں یعنی محنت کش لوگوں کو دھوکا دینے اور لوٹنے میں کامیابیاں۔ کیونکہ ایسی ہی غلطیوں کے ذریعہ مزدور اور کسان نئی زندگی بنانا سیکھیں گے، بلا سرمایہداروں کے کام چلانا سیکھیں گے، صرف اسی طرح وہ ہزاروں رکاوٹوں کے درمیان فتحیاب سوشلزم تک اپنے لئے ایک راستہ بنائیں گے۔

اپنے انقلابی کام کے دوران ہمارے کسان غلطیاں کر رہے ہیں جنھوں نے بیکضرب، ایک رات میں، ۲۵ — ۲۶ اکتوبر (پرانا کیلنڈر) ۱۹۱۷ء کو زمین کی نجی ملکیت قطعی ختم کر دی (۶۲) اور اب، ماہ بماہ، زبردست دشواریوں پر قابو حاصل کر رہے ہیں اور خود اپنی غلطیوں کی تصحیح کر رہے ہیں، معاشی زندگی کے نئے حالات کی تنظیم کرنے، کولاکوں کے خلاف لڑنے، محنت کش لوگوں کے لئے (امیروں کے لئے نہیں) زمین فراہم کرنے اور بڑے پیمانے کی کمیونسٹ زراعت میں عبور کے انتہائی مشکل فریضوں کو عملی طریقے سے حل کر رہے ہیں۔

اپنے انقلابی کام کے دوران ہمارے مزدور غلطیاں کر رہے ہیں، جنھوں نے اب چند مہینوں میں تقریباً سارے بڑے بڑے کارخانوں اور فیکٹریوں کو قومی بنا لیا ہے اور سخت، روزمرہ کے کام سے صنعت کی پوری پوری شاخوں کے انتظام کا نیا فریضہ سیکھ رہے ہیں اور جمود، پیٹیبورژوا ذہنیت اور خود غرضی کی طاقتور مزاحمت پر قابو پاکر قومیائے ہوئے کارخانوں کو چالو کر رہے ہیں، اور ایک ایک پتھر کرکے نئے سماجی رشتوں، نئے محنتی ڈسپلن، مزدوروں کی ٹریڈیونینوں کے اپنے ممبروں پر نئے اقتدار کی بنیاد بنا رہے ہیں۔

اپنے انقلابی کام کے دوران ہماری سوویتیں غلطیاں کر رہی ہیں جنکی تخلیق مدت ہوئی ۱۹۰۵ء میں عوام کے ایک زبردست

ابھار نے کی تھی۔ مزدوروں اور کسانوں کی سوویتیں ایک نئی قسم کی ریاست ہیں، نئی اور زیادہ اونچی قسم کی جمہوریت ہیں، پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کی ایک شکل ہیں، ریاست کا بغیر بورژوازی کے اور بورژوازی کے خلاف انتظام کرنے کا ذریعہ ہیں۔ پہلی بار یہاں جمہوریت عوام کی، محنت کش عوام کی خدمت کر رہی ہے اور امیروں کی جمہوریت نہیں رہی ہے جیسا کہ ابھی تک سب بورژوا رپبلکوں میں ہے خواہ وہ انتہائی جمہوری کیوں نہ ہوں۔ پہلی مرتبہ عوام بڑے پیمانے پر کروڑوں لوگوں کے لئے پرولتاریہ اور نیم‌پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو عملی جامہ پہنانے کے مسئلے میں لگے ہوئے ہیں، ایسا مسئلہ جس کو اگر حل نہ کیا گیا تو سوشلزم کا سوال ہی نہیں رہ جاتا۔

کتاب‌پرستوں یا ان لوگوں کو جن کے ذہن لاعلاج طور پر بورژوا جمہوری یا پارلیمانی تعصبات سے بھرے ہوئے ہیں ہماری سوویتوں پر، مثلاً براہ راست انتخاب کی غیر موجودگی پر حیرانی کے ساتھ سر ہلانے دو۔ انہوں نے ۱۹۱۴ – ۱۸ء کے عظیم تغیرات کے زمانے میں نہ تو کچھ فراموش کیا ہے اور نہ سیکھا ہے۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے ساتھ محنت کشوں کے لئے نئی جمہوریت کا اتحاد — خانہ جنگی کے ساتھ سیاست میں لوگوں کی زیادہ سے زیادہ شرکت کا اتحاد — ایسا اتحاد بیک‌ضرب تو ہو نہیں سکتا اور نہ یہ ڈھرے کی پارلیمانی جمہوریت کے فرسودہ طریقوں سے میل کھاتا ہے۔ ایک نئی دنیا کے، سوشلزم کی دنیا کے خط وخال ہمارے سامنے سوویت رپبلک کی شکل میں ابھر رہے ہیں۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ یہ دنیا ہمارے سامنے بنی بنائی وجود میں نہیں آتی ہے، وہ منیروا کی طرح جوپیٹر (٦٣) کے سر سے ایک‌دم نہیں نمودار ہوتی ہے۔

جب کہ پرانے بورژوا جمہوری آئینوں نے رسمی مساوات اور اجتماع کے حق کے بارے میں ڈینگیں ماری ہیں، ہمارے پرولتاری اور کسان والے سوویت آئین نے رسمی مساوات کی مکاری کو اتار پھینکا ہے۔ جب بورژوا رپبلکنوں نے تخت‌وتاج کا خاتمہ کیا تو انہوں نے شاہ‌پرستوں اور رپبلک کے حامیوں کے درمیان رسمی مساوات کی فکر

نہیں کی۔ جب بورژوازی کا تختہ الٹنے کا معاملہ درپیش ہوتا ہے تو صرف غدار یا احمق ہی بورژوازی کے لئے حقوق کی رسمی مساوات کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ ”اجتماع کی آزادی،، مزدوروں اور کسانوں کے لئے ٹکے کی بھی حیثیت نہیں رکھتی جب بہترین عمارتیں بورژوازی کی ملکیت ہوں۔ ہماری سوویتوں نے شہروں اور دیہاتوں میں ساری اچھی عمارتیں امیروں سے ضبط کر کے ان سب کو مزدوروں اور کسانوں کو ان کی یونینوں اور جلسوں کے لئے منتقل کر دیا ہے۔ یہ ہے ہماری اجتماع کی آزادی — محنت کش لوگوں کے لئے! یہ ہے ہمارے سوویت، ہمارے سوشلسٹ آئین (٦٤) کا مطلب اور مافیہ۔

اسی لئے ہم سب کو اس کا مصمم یقین ہے کہ چاہے جو اور مصیبت ہماری سوویتوں کی ریپبلک پر ٹوٹے وہ ناقابل تسخیر ہے۔

وہ ناقابل تسخیر ہے کیونکہ بدحواس سامراج کی ہر لگائی ہوئی ضرب، بین‌اقوامی بورژوازی کی ہم کو دی ہوئی ہر شکست، مزدوروں اور کسانوں کے زیادہ سے زیادہ پرتوں کو جدوجہد کی طرف لاتی ہے، زبردست قربانی کی قیمت پر ان کو سبق دیتی ہے، ان کو فولادی بناتی ہے اور بڑے عوامی پیمانے پر نئی جرأت و ہمت پھیلاتی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ آپ کے پاس سے مدد غالباً جلد نہیں آئےگی، ساتھی امریکی مزدورو، کیونکہ انقلاب مختلف ملکوں میں مختلف صورتوں اور مختلف رفتاروں سے بڑھ رہا ہے (اور اس کے سوا کچھ اور ہو بھی نہیں سکتا ہے)۔ ہم جانتے ہیں کہ حالانکہ یورپی پرولتاری انقلاب پچھلے دنوں بڑی تیزی سے پختہ ہوتا رہا ہے، بہرحال ممکن ہے کہ آئندہ چند ہفتوں میں تو وہ نہیں بھڑکیگا۔ ہم عالمی انقلاب کی ناگزیریت پر بھروسہ کر رہے ہیں لیکن اس کا یہ بالکل مطلب نہیں ہے کہ ہم ایسے بیوقوف ہیں جو انقلاب کے ناگزیر طور پر کسی واضح اور اولیں تاریخ میں آنے پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے ملک میں ۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے دو عظیم انقلاب دیکھے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ انقلاب کسی حکم یا سمجھوتے کے تحت نہیں ہوا کرتے۔ ہم جانتے ہیں کہ حالات نے ہمارے روسی، سوشلسٹ پرولتاریہ کے دستے کو ہماری خوبیوں کیوجہ سے نہیں سامنے لا کر

کھڑا کیا ہے بلکہ روس کی غیرمعمولی پسماندگی کی وجہ سے ، اور یہ بھی کہ عالمی انقلاب برپا ہونے سے پہلے کئی الگ الگ انقلابوں کی شکست ممکن ہے ۔

اس کے باوجود ہم کو پکا یقین ہے کہ ہم ناقابل‌تسخیر ہیں کیونکہ سامراجی قتل‌وغارت سے انسانیت کی اسپرٹ نہیں کچلی جا سکتی بلکہ انسانیت اس پر فتح حاصل کر لیگی ۔ اور سامراجی جنگ کی قید کی زنجیر توڑنےوالا پہلا ملک ہمارا ملک تھا ۔ اس زنجیر کو توڑنے کی جد و جہد میں ہم نے بہت ہی بھاری نقصان اٹھایا ، لیکن ہم نے اس کو توڑ دیا ۔ ہم سامراجی ماتحتی سے آزاد ہو گئے ، ہم‌نے ساری دنیا کے سامنے سامراج کا مکمل طور سے خاتمہ کرنے کے لئے جدوجہد کا جھنڈا بلند کیا ہے ۔

ہم جیسے ایک محصور قلعے میں ہیں اور عالمی سوشلسٹ انقلاب کے دوسرے دستوں کے منتظر ہیں کہ وہ آ کر ہماری مدد کریں ۔ ان دستوں کا وجود ہے ، وہ ہمارے دستوں سے تعداد میں زیادہ ہیں ، وہ پختہ ہو رہے ہیں ، بڑھ رہے ہیں اور جتنے زیادہ دنوں تک سامراج کے مظالم جاری رہتے ہیں وہ زیادہ طاقتور ہو رہے ہیں ۔ مزدور اپنے سوشلسٹ غداروں سے — گومپیرس ، ہنڈرسن ریناڈیل ، شیڈمان اور رینر جیسے لوگوں سے — علحدہ ہوتے جا رہے ہیں ۔ آہستہ آہستہ لیکن اعتماد کے ساتھ مزدور کمیونسٹ ، بالشویک طریقۂ کار اختیار کر رہے ہیں اور پرولتاری انقلاب کی طرف بڑھ رہے ہیں جو تنہا مرتے ہوئے کلچر اور مرتی ہوئی انسانیت کو بچانے کی صلاحیت رکھتا ہے ۔

مختصر یہ ہے کہ ہم ناقابل‌تسخیر ہیں کیونکہ عالمی پرولتاری انقلاب ناقابل‌تسخیر ہے ۔

۲۰ اگست ۱۹۱۸ء　　　　ن ۔ لینن

"پراودا"، شمارہ ۱۷۸ ،
۲۲ اگست ۱۹۱۸ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف ،
پانچواں روسی ایڈیشن ،
جلد ۳۷ ، صفحات ۶۴ — ۴۸

پرولتاری انقلاب اور غدار کاؤتسکی

اس عنوان سے میں نے وہ پمفلٹ (۶۵) لکھنا شروع کیا ہے جو ابھی ابھی وی‌آنا میں شایع ہونےوالے کاؤتسکی کے پمفلٹ " پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ "، پر تنقید ہے۔ لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ میرا یہ کام طوالت اختیار کر رہا ہے میں نے " پراودا "، (۶۶) کے ایڈیٹوریل بورڈ سے یہ درخواست کرنے کا فیصلہ کیا کہ وہ اسی موضوع پر ایک مختصر مضمون کے لئے جگہ دے۔

طاقت فرسا اور رجعت‌پرست جنگ کے چار سے زیادہ برسوں نے اپنا کام کیا ہے۔ یورپ میں آسٹریا، اٹلی، جرمنی، فرانس اور حتی کہ برطانیہ میں بھی بڑھتے ہوئے پرولتاری انقلاب کی سانسیں محسوس کی جا رہی ہیں (مثلاً نیم لبرل ریمزے میکڈانلڈ کی زیرادارت شایع ہونےوالے انتہائی موقع‌پرست " سوشلسٹ ریویو "، (۶۷) کے جولائی کے کتابچے میں " ایک سرمایہ‌دار کا اعتراف "، نامی مضمون کافی اہمیت رکھتا ہے)۔

اور ایسے وقت میں دوسری انٹرنیشنل (۶۸) کے لیڈر جناب کاؤتسکی نے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے بارے میں کتاب شایع کی ہے یعنی پرولتاری انقلاب کے بارے میں۔ یہ کتاب برنشٹائن کی مشہور کتاب " سوشلزم کی شرائط "، سے سو گنی زیادہ شرمناک، نفرت انگیز اور غدارانہ ہے۔ اس غدارانہ کتاب کو شایع ہوئے تقریباً بیس برس گذر چکے ہیں اور اب اس غداری کو کاؤتسکی نے اور زیادہ گہرائی سے دھرایا ہے۔

کتاب میں روسی بالشویک انقلاب کے بارے میں ایک حقیر سا جز ہے۔ کاؤتسکی نے یہاں پورے طور پر منشویک دانائی دھرا کر اس طرح رکھ دی ہے کہ روسی مزدور اس کا خیرمقدم صرف پرمذاق قہقہوں سے ہی کر سکتا ہے۔ مثلاً ذرا تصور کیجئے کہ نیم لبرل ماسلوف کی نیم لبرل تخلیقات کے حوالوں سے نمک مرچ لگائی ہوئی یہ دلیل ”مارکس‌ازم،، کہلاتی ہے کہ کس طرح امیر کسان زمین پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں (لاجواب!)، کہ اناج کی اونچی قیمتیں ان کے لئے نفع بخش ہیں وغیرہ۔ اور اس بیان کے ساتھ ہی ہمارا ”مارکسیسٹ،، حقارت‌آمیز اور انتہائی لبرل اعلان کرتا ہے: ”یہاں سوویت ریپبلک میں بالشویکوں کی طرف سے غریب کسان کو ”پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ،، کے تحت سوشلسٹ زرعی اصلاح کی مستقل اور عمومی پیداوار تسلیم کیا جاتا ہے،،۔ (کاؤتسکی کا پمفلٹ، صفحہ ۴۸)۔

واقعی یہ کیا خوب بات ہے؟ سوشلسٹ، مارکسیسٹ، ہم پر انقلاب کی بورژوا نوعیت ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ایسا کرتے ہوئے بالکل ماسلوف، پوتریسوف اور کیڈیٹوں کے جذبے کے ساتھ دیہات میں غریبوں کی تنظیم پر حقارت سے ہنستا بھی ہے۔

> ”امیر کسانوں کی ملکیت کی ضبطی اس پیداواری عمل میں صرف بےچینی اور خانہ جنگی کا نیا عنصر پیدا کرتی ہے جو اپنی بحالی کےلئے پرسکون حالات اور سلامتی کا قطعی تقاضہ کرتا ہے۔،، (صفحہ ۴۹)

ناقابل یقین، لیکن واقعہ یہی ہے۔ یہ لفظ بلفظ کاؤتسکی نے کہا ہے، ساوینکوف یا میلیوکوف نے نہیں!

روس میں ہم نے اتنی بار یہ دیکھا ہے کہ کولاکوں کے حامی پردہ‌داری کے لئے کیسے ”مارکس‌ازم،، کو استعمال کرتے ہیں کہ کاؤتسکی پر ہم کو حیرت نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ یورپی قاری کے واسطے بورژوازی کی اس کمینی خدمت گذاری اور خانہ جنگی کے لبرل خوف کے بارے میں زیادہ تفصیل سے بتانا پڑے۔ لیکن روسی

مزدور اور کسان کے لئے کاؤتسکی کی اس غداری پر انگلی سے اشارہ کرکے ہی گذر جانا کافی ہوگا۔

* * *

کیا کاؤتسکی کی کتاب کا ۹۰ فیصدی حصہ انتہائی اہم عام نظریاتی سوال سے وابستہ نہیں ہے، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ اور "جمہوریت" کے سوال سے۔ اور یہیں کاؤتسکی کی مارکس‌ازم سے قطعی علحدگی بالکل عیاں ہو جاتی ہے۔

کاؤتسکی اپنے قاری کو یقین دلاتا ہے، قطعی سنجیدہ اور انتہائی "عالمانہ" لہجے میں، کہ مارکس کا "پرولتاریہ کی انقلابی ڈکٹیٹرشپ" سے جو مطلب تھا وہ ایسی "حکمرانی کی شکل" نہیں ہے جو جمہوریت کو خارج کر دیتی ہو بلکہ ایسی حالت جو "تسلط کی حالت" ہو۔ اور پرولتاریہ کا تسلط، آبادی کی اکثریت کی حیثیت سے جمہوریت کی انتہائی سخت پابندی کے ذریعہ ممکن ہے اور مثال کے لئے پیرس کمیون جو درحقیقت پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ تھا، عام رائے دھندگی کے ذریعہ منتخب کیا گیا تھا۔ یہ واقعہ کہ مارکس کا یہ خیال تھا کہ "انگلستان اور امریکہ میں عبور (کمیونزم کی طرف) پرامن طریقے سے ہو سکتا ہے یعنی جمہوری طریقے سے یہ ثابت کرتا ہے"، کہ جب مارکس نے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا ذکر کیا تو ان کے پیش‌نظر "حکمرانی کی شکل" (یا حکومت کی شکل، Regierungsform) نہیں تھی (صفحات ۲۱ — ۲۰)۔

ناقابل یقین لیکن واقعہ یہی ہے! بالکل اسی طرح کاؤتسکی دلیل پیش کرتا ہے اور بالشویکوں کو اپنے آئین اور ساری پالیسی میں "جمہوریت" کی خلاف‌ورزی کا ملزم ٹھہراتا ہے اور "ڈکٹیٹری نہیں بلکہ جمہوری طریقے" کا پرچار کرنے کے لئے ساری طاقت اور سارے امکان صرف کرتا ہے۔

یہ ان موقع‌پرستوں کی طرف بالکل چلے جانا ہے (جرمن موقع‌پرستوں ڈیوڈ، کولب اور سوشل شاونزم کے دوسرے ستونوں یا انگریز فیبئنوں (۶۹) اور انڈپنڈنٹوں (۷۰) یا فرانسیسی اور اطالوی اصلاح‌پرستوں کی طرف) جنھوں نے زیادہ صفائی اور ایمانداری سے اعلان کر دیا ہے

کتاب میں روسی بالشویک انقلاب کے بارے میں ایک حقیر سا جز ہے - کاؤتسکی نے یہاں پورے طور پر منشویک دانائی دھرا کر اس طرح رکھ دی ہے کہ روسی مزدور اس کا خیرمقدم صرف پرمذاق قہقہوں سے ھی کر سکتا ہے - مثلاً ذرا تصور کیجئے کہ نیم لبرل ماسلوف کی نیم لبرل تخلیقات کے حوالوں سے نمک مرچ لگائی ہوئی یہ دلیل ”مارکس‌ازم،، کہلاتی ہے کہ کس طرح امیر کسان زمین پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ھیں (لاجواب!)، کہ اناج کی اونچی قیمتیں ان کے لئے نفع بخش ھیں وغیرہ - اور اس بیان کے ساتھ ھی ھمارا ”مارکسیسٹ،، حقارت‌آمیز اور انتہائی لبرل اعلان کرتا ہے: ”یہاں سوویت ریپبلک میں بالشویکوں کی طرف سے غریب کسان کو ”پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ،، کے تحت سوشلسٹ زرعی اصلاح کی مستقل اور عمومی پیداوار تسلیم کیا جاتا ہے،، — (کاؤتسکی کا پمفلٹ، صفحہ ۴۸) -

واقعی یہ کیا خوب بات ہے؟ سوشلسٹ، مارکسیسٹ، ھم پر انقلاب کی بورژوا نوعیت ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ایسا کرتے ہوئے بالکل ماسلوف، پوتریسوف اور کیڈیٹوں کے جذبے کے ساتھ دیہات میں غریبوں کی تنظیم پر حقارت سے ھنستا بھی ہے -

”امیر کسانوں کی ملکیت کی ضبطی اس پیداواری عمل میں صرف بےچینی اور خانہ جنگی کا نیا عنصر پیدا کرتی ہے جو اپنی بحالی کےلئے پرسکون حالات اور سلامتی کا قطعی تقاضہ کرتا ہے -،، (صفحہ ۴۹)

ناقابل یقین، لیکن واقعہ یہی ہے - یہ لفظ بلفظ کاؤتسکی نے کہا ہے، ساوینکوف یا میلیوکوف نے نہیں!

روس میں ھم نے اتنی بار یہ دیکھا ہے کہ کولاکوں کے حامی پردہ‌داری کے لئے کیسے ”مارکس‌ازم،، کو استعمال کرتے ھیں کہ کاؤتسکی پر ھم کو حیرت نہیں ہوتی - ممکن ہے کہ یورپی قاری کے واسطے بورژوازی کی اس کمینی خدمت‌گذاری اور خانہ جنگی کے لبرل خوف کے بارے میں زیادہ تفصیل سے بتانا پڑے - لیکن روسی

مزدور اور کسان کے لئے کاؤتسکی کی اس غداری پر انگلی سے اشارہ کرکے ھی گذر جانا کافی ھوگا۔

* * *

کیا کاؤتسکی کی کتاب کا ۹۰ فیصدی حصہ انتہائی اھم عام نظریاتی سوال سے وابستہ نہیں ھے، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ اور "جمہوریت" کے سوال سے۔ اور یہیں کاؤتسکی کی مارکس‌ازم سے قطعی علحدگی بالکل عیاں ھو جاتی ھے۔

کاؤتسکی اپنے قاری کو یقین دلاتا ھے، قطعی سنجیدہ اور انتہائی "عالمانہ" لہجے میں، کہ مارکس کا "پرولتاریہ کی انقلابی ڈکٹیٹرشپ" سے جو مطلب تھا وہ ایسی "حکمرانی کی شکل" نہیں ھے جو جمہوریت کو خارج کر دیتی ھو بلکہ ایسی حالت جو "تسلط کی حالت" ھو۔ اور پرولتاریہ کا تسلط، آبادی کی اکثریت کی حیثیت سے جمہوریت کی انتہائی سخت پابندی کے ذریعہ ممکن ھے اور مثال کے لئے پیرس کمیون جو درحقیقت پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ تھا، عام رائے دھندگی کے ذریعہ منتخب کیا گیا تھا۔ یہ واقعہ کہ مارکس کا یہ خیال تھا کہ "انگلستان اور امریکہ میں عبور (کمیونزم کی طرف) پرامن طریقے سے ھو سکتا ھے یعنی جمہوری طریقے سے یہ ثابت کرتا ھے"، کہ جب مارکس نے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا ذکر کیا تو ان کے پیش‌نظر "حکمرانی کی شکل" (یا حکومت کی شکل، Regierungsform) نہیں تھی (صفحات ۲۱—۲۰)۔

ناقابل یقین لیکن واقعہ یہی ھے! بالکل اسی طرح کاؤتسکی دلیل پیش کرتا ھے اور بالشویکوں کو اپنے آئین اور ساری پالیسی میں "جمہوریت" کی خلاف‌ورزی کا ملزم ٹھہراتا ھے اور "ڈکٹیٹری نہیں بلکہ جمہوری طریقے" کا پرچار کرنے کے لئے ساری طاقت اور سارے امکان صرف کرتا ھے۔

یہ ان موقع پرستوں کی طرف بالکل چلے جانا ھے (جرمن موقع پرستوں ڈیوڈ، کولب اور سوشل شاونزم کے دوسرے ستونوں یا انگریز فیبئنوں (۶۹) اور انڈپنڈنٹوں (۷۰) یا فرانسیسی اور اطالوی اصلاح‌پرستوں کی طرف) جنھوں نے زیادہ صفائی اور ایمانداری سے اعلان کر دیا ھے

کتاب میں روسی بالشویک انقلاب کے بارے میں ایک حقیر سا جز ہے ۔ کاؤتسکی نے یہاں پورے طور پر منشویک دانائی دھرا کر اس طرح رکھ دی ہے کہ روسی مزدور اس کا خیرمقدم صرف پرمذاق قہقہوں سے ہی کر سکتا ہے ۔ مثلاً ذرا تصور کیجئے کہ نیم لبرل ماسلوف کی نیم لبرل تخلیقات کے حوالوں سے نمک مرچ لگائی ہوئی یہ دلیل ''مارکس‌ازم،، کہلاتی ہے کہ کس طرح امیر کسان زمین پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں (لاجواب !)، کہ اناج کی اونچی قیمتیں ان کے لئے نفع بخش ہیں وغیرہ ۔ اور اس بیان کے ساتھ ہی ہمارا ''مارکسیسٹ،، حقارت‌آمیز اور انتہائی لبرل اعلان کرتا ہے : ''یہاں سوویت ریپبلک میں بالشویکوں کی طرف سے غریب کسان کو ''پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ،، کے تحت سوشلسٹ زرعی اصلاح کی مستقل اور عمومی پیداوار تسلیم کیا جاتا ہے،، — (کاؤتسکی کا پمفلٹ، صفحہ ۴۸) ۔

واقعی یہ کیا خوب بات ہے ؟ سوشلسٹ، مارکسیسٹ، ہم پر انقلاب کی بورژوا نوعیت ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ایسا کرتے ہوئے بالکل ماسلوف، پوتریسوف اور کیڈیٹوں کے جذبے کے ساتھ دیہات میں غریبوں کی تنظیم پر حقارت سے ہنستا بھی ہے ۔

''امیر کسانوں کی ملکیت کی ضبطی اس پیداواری عمل میں صرف بےچینی اور خانہ جنگی کا نیا عنصر پیدا کرتی ہے جو اپنی بحالی کےلئے پرسکون حالات اور سلامتی کا قطعی تقاضہ کرتا ہے ۔،، (صفحہ ۴۹)

ناقابل یقین، لیکن واقعہ یہی ہے ۔ یہ لفظ بلفظ کاؤتسکی نے کہا ہے، ساوینکوف یا میلیوکوف نے نہیں !

روس میں ہم نے اتنی بار یہ دیکھا ہے کہ کولاکوں کے حامی پردہ‌داری کے لئے کیسے ''مارکس‌ازم،، کو استعمال کرتے ہیں کہ کاؤتسکی پر ہم کو حیرت نہیں ہوتی ۔ ممکن ہے کہ یورپی قاری کے واسطے بورژوازی کی اس کمینی خدمت گذاری اور خانہ جنگی کے لبرل خوف کے بارے میں زیادہ تفصیل سے بتانا پڑے ۔ لیکن روسی

مزدور اور کسان کے لئے کاؤتسکی کی اس غداری پر انگلی سے اشارہ کرکے ھی گذر جانا کافی ھوگا۔

* * *

کیا کاؤتسکی کی کتاب کا ۹۰ فیصدی حصہ انتہائی اھم عام نظریاتی سوال سے وابستہ نہیں ھے، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ اور "جمہوریت" کے سوال سے۔ اور یہیں کاؤتسکی کی مارکس‌ازم سے قطعی علحدگی بالکل عیاں ھو جاتی ھے۔

کاؤتسکی اپنے قاری کو یقین دلاتا ھے، قطعی سنجیدہ اور انتہائی "عالمانہ" لہجے میں، کہ مارکس کا "پرولتاریہ کی انقلابی ڈکٹیٹرشپ" سے جو مطلب تھا وہ ایسی "حکمرانی کی شکل" نہیں ھے جو جمہوریت کو خارج کر دیتی ھو بلکہ ایسی حالت جو "تسلط کی حالت" ھو۔ اور پرولتاریہ کا تسلط، آبادی کی اکثریت کی حیثیت سے جمہوریت کی انتہائی سخت پابندی کے ذریعہ ممکن ھے اور مثال کے لئے پیرس کمیون جو درحقیقت پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ تھا، عام رائے دھندگی کے ذریعہ منتخب کیا گیا تھا۔ یہ واقعہ کہ مارکس کا یہ خیال تھا کہ "انگلستان اور امریکہ میں عبور (کمیونزم کی طرف) پرامن طریقے سے ھو سکتا ھے یعنی جمہوری طریقے سے یہ ثابت کرتا ھے"، کہ جب مارکس نے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا ذکر کیا تو ان کے پیش‌نظر "حکمرانی کی شکل" (یا حکومت کی شکل، Regierungsform) نہیں تھی (صفحات ۲۱—۲۰)۔

ناقابل یقین لیکن واقعہ یہی ھے! بالکل اسی طرح کاؤتسکی دلیل پیش کرتا ھے اور بالشویکوں کو اپنے آئین اور ساری پالیسی میں "جمہوریت" کی خلاف‌ورزی کا ملزم ٹھہراتا ھے اور "ڈکٹیٹری نہیں بلکہ جمہوری طریقے" کا پرچار کرنے کے لئے ساری طاقت اور سارے امکان صرف کرتا ھے۔

یہ ان موقع‌پرستوں کی طرف بالکل چلے جانا ھے (جرمن موقع‌پرستوں ڈیوڈ، کولب اور سوشل شاونزم کے دوسرے ستونوں یا انگریز فیبئنوں (۶۹) اور انڈپنڈنٹوں (۷۰) یا فرانسیسی اور اطالوی اصلاح‌پرستوں کی طرف) جنھوں نے زیادہ صفائی اور ایمانداری سے اعلان کر دیا ھے

که وه مارکس کے پرولتاریه کی ڈکٹیٹرشپ کے نظرئے کو نہیں تسلیم کرتے کیونکه وه جمہوریت کے خلاف ھے ۔

یه مارکس کے قبل والے جرمن سوشلسٹوں کے خیالات کی طرف بالکل واپسی ھے جو یه کہا کرتے تھے که وه "آزاد عوامی ریاست" چاھتے ھیں، ان پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کے خیالات کی طرف واپسی ھے جو یه نہیں سمجھتے تھے که ہر ریاست ایک طبقے کو دبانے کے لئے دوسرے طبقے کی مشینری ھے ۔

یه پرولتاری انقلاب سے قطعی انکار ھے جسکی جگه پر "اکثریت کو جیتنے" اور "جمہوریت کے استعمال" کی لبرل تھیوری لائی گئی ھے ! غدار کاؤتسکی نے وه سب بالکل فراموش کر دیا ھے، مسخ کر دیا ھے، پس پشت ڈال دیا ھے جو چالیس سال تک، ۱۸۵۲ء سے ۱۸۹۱ء تک مارکس اور اینگلس نے پرولتاریه کے لئے بورژوا ریاست کی مشینری کو "توڑنے" کی ضرورت کے بارے میں سکھایا اور ثابت کیا تھا ۔

کاؤتسکی کی نظریاتی غلطیوں کا تفصیل سے تجزیه کرنا ان باتوں کو دھرانا ھوگا جو میں "ریاست اور انقلاب" * میں کہه چکا ھوں ۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ھے ۔ میں مختصر طور پر صرف یه کہونگا :

کاؤتسکی یه بھول کر مارکس‌ازم سے منکر ھو گیا ھے که ہر ریاست ایک طبقے کو دبانے کے لئے دوسرے طبقے کی مشینری ھوتی ھے اور انتہائی جمہوری بورژوا ریپلک بورژوازی کے ھاتھوں پرولتاریه پر دباؤ ڈالنے کی مشینری ھے ۔

پرولتاریه کی ڈکٹیٹرشپ، پرولتاری ریاست جو پرولتاریه کے ھاتھوں بورژوازی کو دبانے کی مشینری ھے، "حکمرانی کی شکل" نہیں ھے بلکه ایک مختلف قسم کی ریاست ھے ۔ دباؤ ضروری ھے کیونکه بورژوازی ھمیشه شدت کے ساتھ اپنی ملکیت سے محرومی کے خلاف مزاحمت کریگی ۔

---

* اس ایڈیشن کا حصهٔ دوم، صفحات ۱۶۴ — ۳۰۰ دیکھئے ۔ (ایڈیٹر)

(یہ دلیل کہ مارکس نے پچھلی صدی کی آٹھویں دھائی میں انگلستان اور امریکہ میں سوشلزم تک پرامن عبور کے امکان کو مان لیا، قطعی صوفیوں کی دلیل ھے یا اگر صاف طور سے کہا جائے تو دھوکے باز کی دلیل ھے جو اقتباسات اور حوالوں کی مدد سے مکاری کرتا ھے۔ اول تو اس وقت بھی مارکس اس امکان کو استثنا خیال کرتے تھے۔ دوسرے، ان دنوں اجارےدارانہ سرمایہ‌داری یعنی سامراج کا وجود نہ تھا۔ تیسرے، انگلستان اور امریکہ میں بھی اس وقت کوئی فوجی گروہ نہ تھا (اب ھے) جو بورژوازی کی ریاستی مشینری کا خاص آلۂ کار ھو۔)

جہاں دباؤ ھوگا وھاں آزادی اور مساوات وغیرہ ممکن نہیں ھے۔ اسی وجہ سے اینگلس نے کہا تھا "جب تک پرولتاریہ کو ریاست کی ضرورت ھوگی، اس کو اس کی ضرورت آزادی کے مفاد میں نہ ھوگی بلکہ اپنے مخالفوں کو دبائے رکھنے کے لئے۔ اور جیسے ھی آزادی کی بات کرنا ممکن ھوتا ھے تو ریاست کا وجود، اس صورت میں، ختم ھو جاتا ھے۔" (۱۷)

بورژوا جمہوریت جو پرولتاریہ کی تربیت اور جدوجہد کے لئے اس کی تعلیم میں بلاشبہ بیش بہا ھے ہمیشہ تنگ‌نظر، مکارانہ، نقلی اور جھوٹی ھوتی ھے، وہ ہمیشہ امیروں کے لئے جمہوریت اور غریبوں کے لئے دھوکا ھے۔

پرولتاری جمہوریت استحصال کرنےوالوں کو، بورژوازی کو دباتی ھے اور اسلئے مکارانہ نہیں ھے، ان سے آزادی اور جمہوریت کے وعدے نہیں کرتی لیکن محنت‌کشوں کو حقیقی جمہوریت دیتی ھے۔ صرف سوویت روس نے پرولتاریہ اور روس کی ساری وسیع محنت کرنےوالی اکثریت کو ایسی آزادی اور جمہوریت دی جو کسی بورژوا جمہوری ریپلک کے لئے بےنظیر، ناممکن اور ناقابل تصور ھے مثلاً بورژوازی سے محلات اور حویلیاں لیکر (جنکے بغیر اجتماع کی آزادی محض مکاری ھے)، سرمایہ‌داروں سے چھاپےخانے اور کاغذ لیکر (جن کے بغیر قوموں کی محنت‌کش اکثریت کے لئے پریس کی آزادی جھوٹ ھے) اور بورژوا پارلیمانیت کی جگہ سوویتوں کی جمہوری

تنظیم لا کر جو '' عوام ،، سے ہزار گنا قریب تر اور زیادہ '' جمہوری،، ہیں بمقابلہ انتہائی جمہوری بورژوا پارلیمنٹ کے وغیرہ وغیرہ۔

کاؤتسکی نے پس‌پشت ڈال دیا ہے ... '' طبقاتی جدوجہد ،، کو جیسے کہ وہ جمہوریت میں استعمال ہوتی ہے ! کاؤتسکی قطعی غدار اور بورژوازی کا پٹھو ہو گیا ہے۔

* * *

سرسری طور پر اس کی غداری کے چند موتیوں کو یہاں پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

کاؤتسکی کو یہ ماننا پڑا ہے کہ تنظیم کی سوویت شکل صرف روس میں نہیں بلکہ عالمی اہمیت رکھتی ہے ، کہ یہ '' ہمارے دور کا انتہائی اہم مظہر ہے ،، اور مستقبل کی عظیم '' لڑائیوں میں جو سرمائے اور محنت کے درمیان ،، ہونگی '' فیصلہ کن اہمیت ،، کی حامل ہو سکتی ہے۔ لیکن منشویکوں کی دانائی کی نقل کرتے ہوئے ، جنھوں نے پرولتاریہ کے خلاف بڑی خوشی سے بورژوازی کا ساتھ دیا ہے ، کاؤتسکی نے یہ '' نتیجہ اخذ کیا ہے ،، کہ '' لڑائی کی تنظیموں ،، کی حیثیت سے سوویتیں بالکل ٹھیک ہیں لیکن '' ریاستی تنظیموں ،، کی حیثیت سے نہیں۔

لاجواب ہے ! پرولتاریو اور غریب کسانو ، سوویتوں میں منظم ہو جاؤ ! لیکن ، خدا کے واسطے جیتنے کی جرأت نہ کرو ! جیتنے کا خیال بھی نہ کرو ! جس لمحے تم بورژوازی پر جیت حاصل کر لوگے وہی تمھارا خاتمہ ہوگا کیونکہ پرولتاری ریاست میں تم کو '' ریاستی ،، تنظیمیں نہ ہونا چاہئے۔ تم کو چاہئے کہ اپنی فتح کے فوراً بعد اپنے کو منتشر کر دو !!

واہ ، عظیم '' مارکسیسٹ ،، کاؤتسکی ! غداری کے بےمثال '' نظریہ‌داں ،، !

موتی نمبر ۲ ۔ خانہ‌جنگی '' سماجی انقلاب ،، کی '' جان‌لیوا دشمن ،، ہے کیونکہ جیسا کہ ہم سن چکے ہیں اس کو '' سکون ،، (امیروں کے لئے ؟) '' اور سلامتی ،، (سرمایہ‌داروں کے لئے ؟) '' کی ضرورت ہے ،،۔

یورپ کے پرولتاریو ! اس وقت تک انقلاب کا خیال نہ کرو جب تک تم کو ایسی بورژوازی نہ ملے جو ساوینکوف اور دان، دوتوف اور کراسنوف، چیک لوگوں (۲۷) اور کولاکوں کو تمھارے خلاف خانہ جنگی کے لئے بھاڑے پر نہ لے گی !

مارکس نے ۱۸۷۰ء میں لکھا تھا کہ بڑی امید یہ ہے کہ جنگ نے فرانسیسی مزدوروں کو ھتھیار چلانا سکھا دیا ھے۔ لیکن "مارکسیسٹ" کاؤتسکی چار سالہ جنگ سے یہ توقع نہیں رکھتا کہ مزدور بورژوازی کے خلاف ھتھیار استعمال کریں گے (خدا بچائے ! یہ شاید کچھ "جمہوری" نہیں ھے)، بلکہ یہ توقع کہ... اچھے سرمایہ‌دار اچھی سی صلح کر لیں گے !

موتی نمبر ۳۔ خانہ جنگی کا ایک اور ناخوشگوار پہلو ھے : جبکہ "جمہوریت" میں "اقلیت کی حفاظت" ھوتی ھے (جس کو — ھم بریکٹ میں دیکھتے ھیں — فرانس میں درائی‌فوس کی حمایت کرنے والوں یا لیبکنیخت، میکلین یا دیبس والوں نے حالیہ زمانے میں اپنے تجربے سے خوب سیکھا ھے) خانہ جنگی میں (یہ سنئے !) "مفتوحوں کے مکمل تباھی کا خطرہ ھے"۔

کیا یہ کاؤتسکی سچا انقلابی نہیں ھے ؟ وہ دل‌وجان سے انقلاب کے ساتھ ھے... صرف یہ کہ کوئی سنگین جدوجہد نہ ھو جو تباھی کا خطرہ رکھتی ھو ! اس نے پرانے اینگلس کی پرانی غلطیوں کو بالکل "دور کر دیا" ھے جنھوں نے اپنے جوش کے ساتھ تشددآمیز انقلابوں کے تربیتی کام کی تعریف کی ھے۔ اس نے "سنجیدہ" مؤرخ کی طرح ان لوگوں کی غلط‌فہمیوں کو بالکل رد کر دیا ھے جنھوں نے یہ کہا ھے کہ خانہ جنگی استحصال کے شکار لوگوں کو فولادی بناتی ھے اور ان کو ایسا نیا سماج بنانا سکھاتی ھے جسمیں استحصال کرنےوالے نہ ھوں۔

موتی نمبر ۴۔ کیا ۱۷۸۹ء کے انقلاب میں پرولتاریہ اور پیٹی‌بورژوازی کی ڈکٹیٹرشپ تاریخی لحاظ سے عظیم اور مفید تھی ؟ قطعی نہیں۔ کیونکہ نپولین آ گیا۔ "آبادی کی نچلی تہوں کی ڈکٹیٹرشپ تلوار کی ڈکٹیٹرشپ کے لئے راستہ تیار کرتی ھے" (صفحہ ۲۶) — ان سب لبرل لوگوں کی طرح، جن کے کیمپ میں وہ بھاگ کر گیا

ہے ، ہمارا ” سنجیدہ ،، مؤرخ یہ یقین واثق رکھتا ہے کہ ان ملکوں میں جن کو ” نچلی تہوں کی ڈکٹیٹرشپ ،، سے واسطہ نہیں پڑا ہے ، مثلاً جرمنی میں ، تلوار کی ڈکٹیٹرشپ نہیں تھی - تلوار کی ڈکٹیٹرشپ کے زیادہ درشت اور زیادہ برے ہونے میں جرمنی فرانس سے کبھی ممتاز نہیں رہا ہے — یہ سب بدنام کن باتیں مارکس اور اینگلس کے دماغ کی اختراع ہیں جنھوں‌نے بےشرمی سے یہ جھوٹ بولا کہ ابھی تک انگلستان اور جرمنی کے مقابلے میں فرانس کے ” عوام ،، میں آزادی کی زیادہ محبت اور مظلوموں کا زیادہ فخر ہے اور اسکے لئے فرانس اپنے انقلابوں کا ہی مرہون‌منت ہے -

... بس کافی ہے ! اس ذلیل غدار کاؤتسکی کی غداری کے سارے موتیوں کو پیش کرنے کےلئے خاص پمفلٹ لکھنے کی ضرورت ہے -

* * *

جناب کاؤتسکی کی ” بین‌اقوامیت ،، کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے - کاؤتسکی نے غیر شعوری طور سے اس پر زوردار روشنی ڈالی ہے ، منشویکوں کی بین‌اقوامیت کی انتہائی ہمدردانہ طور سے تصویرکشی کرکے جو زمروالڈ والے (۷۳) بھی ہیں — جیسا کہ پیارے کاؤتسکی یقین دلاتے ہیں — اور بالشویکوں کے ” بھائی ،، بھی - یہ مذاق نہیں ہے !

یہاں منشویکوں کے ”زمروالڈازم،، کی ایک پیاری سی تصویر ہے :

” منشویک عام امن کے خواہاں تھے - وہ چاہتے تھے کہ تمام جنگ کرنے‌والے یہ نعرہ اپنائیں : بغیر علاقائی الحاق اور تاوان جنگ کے - جب تک یہ حاصل نہ ہوسکتا اس وقت تک روسی فوج کو ، ان کی رائے کے مطابق ، جنگی تیاری کی حالت میں رہنا چاہئے تھا ... ،، لیکن منحوس بالشویکوں نے فوج کو ” غیر منظم ،، کر کے بریست کا منحوس معاہدۂ امن کر لیا ... اور کاؤتسکی صاف صاف کہتا ہے کہ آئین‌ساز اسمبلی کو برقرار رکھنا چاہئے تھا اور بالشویکوں کو برسر اقتدار لانے کی ضرورت نہ تھی -

تو بین‌اقوامیت کا مطلب ہوا ” اپنی ،، سامراجی حکومت کی حمایت ، جیسے کہ منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے کیرنسکی

کی حمایت کی، اس کا مطلب ہوا اس کے خفیہ معاہدوں کو چھپانا، خوبصورت الفاظ سے لوگوں کو دھوکا دینا: ہم درندوں سے یہ "مطالبہ"، کرتے ہیں کہ وہ نیک بن جائیں، ہم سامراجی حکومتوں سے "مطالبہ"، کرتے ہیں کہ وہ "بغیر علاقائی الحاق اور تاوان جنگ کے نعرے مان لیں"۔

کاؤتسکی کی رائے میں یہی بین‌اقوامیت ہے۔

اور ہماری رائے میں یہ قطعی غداری ہے۔

بین‌اقوامیت کا مطلب ہے خود اپنے سوشل شاونسٹوں (یعنی دفاع کے حامیوں) اور خود اپنی سامراجی حکومت سے علحدگی، اس حکومت کے خلاف انقلابی جدوجہد کرنا، اس کا تختہ الٹنا، بہت بڑی قومی قربانیوں کے لئے تیار رہنا (بریست کے معاہدۂامن تک کے لئے)، اگر یہ بین‌اقوامی مزدور انقلاب کے فروغ کے لئے مفید ہو۔

ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ کاؤتسکی اور ان کی کمپنی (شتریبیل اور برنشٹائن وغیرہ قسم کے لوگ) بریست کے معاہدۂ امن سے بہت "ناراض"، ہوگئے: وہ یہ چاہتے تھے کہ ہم کوئی "اشارہ"، کریں ... جو روس میں فوراً اقتدار بورژوازی کے ہاتھ میں دے دیتا! یہ کندذہن لیکن نیک اور پیارے جرمن پیٹی بورژوا لوگ اس سے دلچسپی نہیں رکھتے تھے کہ پرولتاری سوویت ریپبلک، دنیا میں وہ پہلا ملک جس نے انقلابی طور سے اپنے سامراج کا تختہ الٹ دیا تھا، یورپ میں انقلاب تک اپنے کو برقرار رکھے اور دوسرے ملکوں میں آگ کو بھڑکائے (پیٹی بورژوازی یورپ میں آگ بھڑکنے سے ڈرتی ہے، خانہ جنگی سے ڈرتی ہے جو "سکون اور سلامتی"، میں انتشار پیدا کرتی ہے)۔ نہیں، ان کو دلچسپی اس سے تھی کہ تمام ملکوں میں پیٹی‌بورژوا نیشنلزم کو برقرار رکھا جائے جو اپنے "اعتدال اور باقاعدگی"، (۴۷) کیوجہ سے اپنے کو "بین‌اقوامیت"، کہتا ہے۔ اگر روسی ریپبلک بورژوا رہتی اور ... انتظار کرتی ... تو دنیا میں سب اچھے، معتدل، فتوحات نہ چاہنےوالے پیٹی‌بورژوا نیشنلسٹ ہوتے اور یہی بالکل ٹھیک ٹھیک بین‌اقوامیت ہوتی!

جرمنی میں کاؤتسکی والے، فرانس میں لونگے والے (۵۷) اور

انگلستان میں انڈپنڈنٹ (انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی)، اٹلی میں توراتی اور غداری میں اس کے ”بھائی“، وغیرہ اسی طرح سوچتے ھیں۔

اب تو محض انتہائی احمق ھی یہ نہیں دیکھ سکتا کہ ھم نہ صرف اپنی بورژوازی کا (اور اس کے پٹھوؤں، منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کا) تختہ الٹنے میں حق بجانب تھے بلکہ بریست کا معاھدۂ امن اسکے بعد کرنے میں بھی جبکہ ھم عام امن کی کھلی اپیل کر چکے تھے اور اس کی حمایت میں خفیہ معاھدوں کو شایع اور منسوخ کر چکے تھے اور ھماری اس اپیل کو اتحاد ثلاثہ (۷٦) کی بورژوازی نے مسترد کر دیا تھا۔ اول، اگر ھم نے معاھدۂ بریست نہ کیا ھوتا تو ھم نے فوراً اقتدار روسی بورژوازی کے ھاتھ میں دے دیا ھوتا اور اس طرح ھم نے عالمی سوشلسٹ انقلاب کو بہت زبردست نقصان پہنچایا ھوتا۔ دوسرے، قومی قربانیوں کی قیمت پر، ھم نے ایسا بین‌اقوامی انقلابی اثر قائم رکھا کہ آج بلغاریہ براہ‌راست ھماری نقل کر رھا ھے، آسٹریا اور جرمنی میں ابال آرھا ھے، دونوں سامراج کمزور پڑگئے ھیں اور ھم زیادہ مضبوط ھوئے ھیں اور اصلی پرولتاری فوج کی بنیاد ڈالنی شروع کر دی ھے۔

غدار کاؤتسکی کے طریقۂ کار سے یہ نتیجہ نکلتا ھے کہ جرمن مزدوروں کو اب بورژوازی کے ساتھ ملکر وطن کی حفاظت کرنی چاھئے اور جرمن انقلاب سے سب سے زیادہ ڈرناچاھئے کیونکہ انگریز اس پر ایک نیا معاھدۂبریست مسلط کرسکتے ھیں۔ یہ ھے غداری۔ یہ ھے پیٹی‌بورژوا نیشنلزم۔

اور ھم کہتے ھیں کہ یوکرین کا مفتوح ھونا ایک بڑی قومی قربانی تھی اور یوکرین کے پرولتاریہ اور غریب کسانوں کو بین‌اقوامی مزدور انقلاب کے انقلابی مجاھدوں کی حیثیت سے اس نے آھنی اور مضبوط بنایا۔ یوکرین کی مصیبتیں بین‌اقوامی انقلاب کا فائدہ بن گئیں کیونکہ انھوں نے جرمن فوجوں کو ”بد دل“ کر دیا، جرمن سامراج کو کمزور بنایا اور جرمن، یوکرینی اور روسی مزدور انقلابیوں کو قریب تر کر دیا۔

واقعی یہ بہت ھی ”اچھا“ ھوتا اگر ھم ولھلم اور ولسن دونوں کا تختہ محض جنگ کے ذریعہ الٹ سکتے۔ لیکن یہ محض حماقت

ہے۔ ہم باہر سے جنگ کرکے ان کا تختہ نہیں الٹ سکتے۔ لیکن ہم ان کے اندرونی انتشار میں تیزی پیدا کر سکتے ہیں۔ ہم نے سوویت، پرولتاری انقلاب کے ذریعہ اس کو بڑے پیمانے پر حاصل کیا ہے۔

جرمن مزدور اس طرح کی کامیابی اور زیادہ حاصل کر سکتے تھے اگر انھوں نے قومی قربانیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انقلاب شروع کر دیا ہوتا (صرف یہی بین‌اقوامیت ہے)، اگر انھوں نے کہا ہوتا (اور اپنے قول کی حمایت افعال سے کی ہوتی) کہ وہ عالمی مزدور انقلاب کے مفادات کی قدر بمقابلہ کسی قومی ریاست اور خود اپنی ذاتی ریاست کی سالمیت، سلامتی اور امن سے زیادہ کرتے ہیں۔

* * *

یورپ کی سب سے بڑی بدقسمتی اور اس کے لئے خطرہ یہ ہے کہ وہاں کوئی انقلابی پارٹی نہیں ہے۔ وہاں شیڈمان، ریناڈیل، ہنڈرسن، ویبس اینڈ کمپنی جیسے غداروں یا کاؤتسکی جیسے پٹھو ذہنیت‌والوں کی پارٹیاں ہیں۔ لیکن انقلابی پارٹی نہیں ہے۔

بلاشبہ زبردست انقلابی عوامی تحریک اس کمی کو دور کر سکتی ہے۔ لیکن وہ ابھی‌تک ایک بڑی بدقسمتی اور زبردست خطرہ ہے۔

اسی‌لئے کاؤتسکی کے قسم کے غداروں کو بےنقاب کرنے کی ہر امکانی کوشش کرنی چاہئے اور اس طرح اصلی بین‌اقوامیت پسند پرولتاریوں کے ان انقلابی گروہوں کی حمایت کرنی چاہئے جو سب ملکوں میں موجود ہیں۔ پرولتاریہ جلد ہی ان غداروں اور بد عہدوں سے منہ پھیر کر ان گروہوں کا ساتھ دیگا اور ان کے درمیان سے اپنے لیڈروں کو تربیت دیگا۔ "عالمی بالشویزم" کے بارے میں تمام ملکوں کی بورژوازی خواہ مخواہ شوروغل نہیں مچا رہی ہے۔

عالمی بالشویزم عالمی بورژوازی پر فتح حاصل کریگا۔

۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء

"پراودا"، شمارہ ۲۱۹،
۱۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء۔
دستخط: ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳۷، صفحات ۱۰۱ — ۱۱۰

سوویت اقتدار ہے کیا ؟

سوویت اقتدار کیا ہے ؟ اس نئے اقتدار کی اصلیت کیا ہے جو زیادہ تر ملکوں کے لوگ سمجھنا نہیں چاہتے یا سمجھ نہیں سکتے ؟ اس نئے اقتدار کی اصلیت جو ہر ملک کے مزدوروں کو روزافزوں اپنی طرف کھینچ رہا ہے اس حقیقت میں پوشیدہ ہے کہ پہلے کسی نہ کسی طرح ریاست کو دولت‌مند یا سرمایہ‌دار چلاتے تھے، لیکن اب پہلی بار ریاست کو کثیر تعداد رکھنےوالے وہی طبقے چلا رہے ہیں جن کو پہلے سرمایہ‌داری دباتی اور کچلتی تھی۔ سب سے جمہوری، سب سے آزاد ریپبلک میں بھی، جب تک کہ سرمایے کا راج ہو، جب تک کہ زمین پر ذاتی ملکیت ہو، ریاست کو ہمیشہ مٹھی بھر اقلیت چلاتی ہے جن میں ۹۰ فیصدی سرمایہ‌داروں یا دولت‌مندوں کے درمیان سے آتے ہیں۔

دنیا میں پہلی بار روس میں ہم نے ایک ایسی ریاستی حکومت تعمیر کی ہے جس میں صرف مزدوروں پر، صرف محنت‌کش کسانوں پر (استحصال کرنےوالے بالکل خارج ہیں) عوامی تنظیمیں — سوویتیں — مشتمل ہوں، ایسی سوویتیں جو پورے ریاستی اقتدار سے لیس ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ملکوں میں بورژوازی کے نمائندے روس پر چاہے جتنا بھی کیچڑ اچھالیں، دنیا بھر میں یہ لفظ "سوویت"، صرف سمجھا ہی نہیں جاتا، بلکہ مزدوروں اور تمام محنت کشوں کی آنکھوں کا تارا بن گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف ملکوں میں کمیونزم کے حامیوں کو چاہے جتنا کچلا اور دبایا جائے وہ دن دور نہیں جب

عالمی پیمانے پر سوویت اقتدار فتح یاب ہوگا۔ یہ ہونا ہے، ہو کر رہے گا۔

ہم خوب جانتے ہیں کہ ہمارے یہاں سوویت اقتدار کی تنظیم میں ابھی بہت سی کمزوریاں ہیں۔ سوویت اقتدار جادو کی پڑیا نہیں ہے۔ سوویت اقتدار ماضی کی لعنتوں سے، جہالت، تہذیب و تمدن کی کمی سے، بہیمانہ جنگ کے چھوڑے ہوئے اثرات سے، لٹیری سرمایہ‌داری کے چھوڑے ہوئے ورثے سے آنکھ جھپکتے ہی نجات نہیں دلا دیتا۔ لیکن سوویت اقتدار سوشلزم کی منزل تک پہنچنے کا امکان فراہم کرتا ہے۔ سوویت اقتدار ان لوگوں کو ابھرنے کا امکان مہیا کرتا ہے جن کو کچلا اور دبایا جاتا تھا، سوویت اقتدار ان کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ بڑھ کر خود ریاست کی باگ ڈور، معیشت کا سارا کام، پیداوار کا سارا انتظام اپنے ہاتھوں میں لے لیں۔

سوویت اقتدار سوشلزم کی طرف لے جانے کا راستہ ہے جو محنت کش عوام نے تلاش کیا ہے — اسی لئے یہ راستہ سچا راستہ ہے، اسی لئے یہ راستہ ناقابل شکست ہے۔

یہ تقریر مارچ ۱۹۱۹ء کے آخر میں ریکارڈ ہوئی (۷۷)۔
۲۱ جنوری ۱۹۲۸ء کو اخبار ''پراودا''، شمارہ ۱۸ میں شایع ہوئی

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۸، صفحات ۲۳۸ — ۲۳۹

عظیم ابتدا

(محاذ جنگ کے عقب میں
مزدوروں کے کارنامے، ''کمیونسٹ سبوتنک'')

پریس میں سرخ فوج کے سپاھیوں کی بہادری کی بہت سی مثالیں شایع ہوئی ھیں ۔ مزدور اور کسان کولچاک، دنیکن اور جاگیرداروں اور سرمایہداروں کی دوسری فوجوں کے خلاف جدوجہد میں سوشلسٹ انقلاب کی حاصلات کا دفاع کرتے ہوئے اکثر بہادری اور استقلال کے معجزوں کا مظاھرہ کرتے ھیں ۔ افراتفری کی اسپرٹ، تھکن اور بےضابطگی پر رفتہ رفتہ اور مشکل سے قابو پایا جا رہا ھے لیکن پھر بھی اس کو آگے بڑھایا جا رہا ھے ۔ سوشلزم کی فتح کے لئے رضاکارانہ قربانیاں کرنےوالے محنت کش لوگوں کی بہادری، یہ ھے سرخ فوج میں نئے رفیقانہ ڈسپلن، اس کے نوجیون، مضبوطی اور نشو و نما کی بنیاد ۔

محاذ جنگ کے عقب میں کام کرنےوالے مزدوروں کی بہادری بھی کچھ کم قابل توجہ نہیں ھے ۔ اس سلسلے میں مزدوروں کی اپنی پیش‌قدمی پر منظم کئے ہوئے کمیونسٹ سبوتنک (سنیچر) زبردست اھمیت کے حامل ھیں ۔ ظاھر ھے کہ یہ ابھی ابتدا ھے لیکن یہ غیرمعمولی طور پر بڑی اھمیت رکھنےوالی ابتدا ھے ۔ یہ ایک ایسے انقلاب کی ابتدا ھے جو زیادہ مشکل، زیادہ اھم، زیادہ بنیادی اور زیادہ فیصلہ کن ھے بمقابلہ بورژوازی کا تختہ الٹنے کے کیونکہ یہ ھماری اپنی قدامت‌پرستی، بےضابطگی اور پیٹی بورژوا خودپرستی پر فتح ھے، ان عادتوں پر فتح ھے جو منحوس سرمایہداری نے مزدوروں اور کسانوں کے لئے بطور وراثت چھوڑی ھیں ۔ جب یہ فتح مستحکم ہو جائےگی تو اسی وقت اور صرف اسی وقت نئے سماجی ڈسپلن، سوشلسٹ ڈسپلن کی

تخلیق ہوگی ، اسی وقت اور صرف اسی وقت سرمایہداری کی طرف واپسی ناممکن ہو جائےگی اور کمیونزم واقعی غیرمفتوح ہوجائےگا۔
" پراودا " نے اپنے ۱۷ مئی کے شمارے میں کامریڈ ا۔ ج۔ کا ایک مضمون " انقلابی طریقے سے کام (کمیونسٹ سنیچر) " شایع کیا ہے۔ یہ مضمون اتنا اہم ہے کہ ہم اس کو پورا یہاں دے رہے ہیں۔

انقلابی طریقے سے کام

(کمیونسٹ سنیچر)

روسی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا خط جو انقلابی طریقے سے کام کرنے کے بارے میں تھا کمیونسٹ تنظیموں اور کمیونسٹوں کے لئے زبردست محرک ثابت ہوا ہے۔ جوش و ولولے کی عام لہر بہت سے کمیونسٹ ریلوے مزدوروں کو محاذ جنگ پر لے گئی لیکن ان میں سے زیادہ تر کے لئے اپنی ذمےداری کی جگہ چھوڑنا ممکن نہ تھا اور اسلئے انقلابی طریقے سے کام کرنے کی نئی صورتیں تلاش کرنا چاہئے تھا۔ کام کی سستی کے بارے میں جو معلومات مختلف جگہوں سے آئی ہیں انہوں نے اور دفترشاہی نے ماسکو — کازان ریلوے کے ضلع کو مجبور کیا کہ وہ ریلوے کے کام کی مشینری کی طرف توجہ مبذول کرے۔ معلوم ہوا کہ مزدوروں کی کمی اور محنت کی کارگذاری میں کمزوری کیوجہ سے آرڈروں اور انجنوں کی فوری مرمت میں تاخیر ہوتی ہے۔ ماسکو — کازان ریلوے کے ضلع کے کمیونسٹوں اور ہمدردوں کے عام جلسے میں جو ۷ مئی کو ہوا یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ کولچاک کو شکست دینے میں مدد کے لئے اب زبانی باتوں سے گذر کر عمل پر آیا جائے اور مندرجہ ذیل تجویز پیش کی گئی :

" اندرونی اور بیرونی سنگین صورت حال کے پیش نظر طبقاتی دشمن پر برتری حاصل کرنے کے لئے کمیونسٹوں اور ہمدردوں کو اپنے میں تیزی پیدا کرنا چاہئے اور اپنے آرام

سے ایک اور گھنٹہ کام کے لئے دینا چاہئے یعنی اپنے کام کے دن میں ایک گھنٹے کا اضافہ کرنا چاہئے اور کل ملا کر سنیچر کے دن چھہ گھنٹے کے لئے جسمانی محنت کا کام کرنا چاہئے تاکہ فوری ضرورت کی حقیقی اقدار پیدا ہو سکیں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ کمیونسٹوں کو انقلاب کی حاصلات کے لئے اپنی صحت اور زندگی کی پرواہ نہ کرنا چاہئے، اس کام کو مفت کرنا ہے۔ کمیونسٹ سنیچر کو سارے ضلع میں اس وقت تک چالو رکھنا چاہئے جب تک کولچاک پر پوری فتح نہ حاصل ہو جائے،،۔

کچھ تذبذب کے بعد یہ تجویز متفقہ طور پر منظور ہو گئی۔

سنیچر کے دن ۱۰ مئی کو چھہ بجے شام کے وقت کمیونسٹ اور ہمدرد لوگ فوجی سپاہیوں کی طرح کام کرنے آگئے، اپنی صفیں بنائیں اور بلا کسی گڑبڑ کے فورمین ان کو مختلف کاموں کے لئے لے گئے۔

انقلابی طریقے سے کام کرنے کے نتائج صاف ظاہر ہیں۔ یہاں کارخانوں اور ان کے کام کی نوعیت کا خلاصہ دیا جا رہا ہے۔ (اگلے صفحہ پر خاکہ دیکھئے۔ ایڈیٹر۔)

معمولی شرح اجرت پر کئے ہوئے کام کی مجموعی قیمت پچاس لاکھ روبل ہوئی۔ اگر فاضل وقت کی اجرت کی شرح سے اس کا حساب لگایا جائے تو یہ ۵۰ فیصدی زیادہ ہوگی۔

ڈبوں میں سامان لادنے میں محنت کی کارگذاری عام مزدوروں کی کارگذاری سے ۲۷۰ فیصدی زیادہ تھی۔ دوسرے کاموں میں بھی محنت کی کارگذاری تقریباً اتنی ہی تھی۔

فوری آرڈر جو مزدوروں کی کمی اور دفترشاہی کی وجہ سے سات دن سے لیکر تین مہینے تک کی تاخیر میں پڑے تھے پورے کئے گئے ہیں۔

اوزار و آلات کی خراب حالی کے باوجود (جس کو آسانی سے ٹھیک کیا جا سکتا ہے) کام کیا گیا جس کی وجہ سے کچھ ٹولیوں کو ۳۰ سے ۴۰ منٹ تک زیادہ رکنا پڑا۔

کام کی جگہ	کام کی نوعیت	مزدوروں کی تعداد	گھنٹوں کی تعداد		کارگزاری
			فی کس	میزان	
ماسکو۔ بڑے انجن شاپ	لائن کے لئے سامان ، انجنوں اور ڈبوں کے حصوں کی مرمت کے لئے آلات اور مشینیں لادنا تاکہ ان کو پیروواء ، موروم ، الاتیر اور سیزران بھیجیں	۴۸ ۲۱ ۵	۵ ۳ ۴	۲۴۰ ۶۳ ۲۰	۵۰۰ے پوڈ لادے گئے ، ۱۸۰۰ پوڈ اتارے گئے
ماسکو ۔ مسافروں کا ڈپو	انجنوں کی پیچیدہ اور روزمرہ کی مرمت	۲۶	۵	۱۳۰	عام طور پر ڈیڑھ انجن کی مرمت
ماسکو۔ شنٹنگ یارڈ	انجنوں کی روزمرہ کی مرمت	۲۴	۶	۱۴۴	دو انجن مکمل کئے گئے اور چار انجنوں سے مرمت کرنے والے حصے کھول لئے گئے
ماسکو ۔ ڈبوں کا شعبہ	مسافروں کے ڈبوں کی روزمرہ کی مرمت	۱۲	۶	۷۲	تیسرے درجے کے دو ڈبے
"پیروواء"۔ ڈبوں کے بڑے شاپ	ڈبوں کی مرمت اور سنیچر اور اتوار کو معمولی مرمت	۴۶ ۲۳	[illegible] ۵	۲۳۰ ۱۱۵	۱۲ مال کے ڈبے اور دو کھلے ڈبے
	میزان	۲۰۵	—	۱۰۱۴	چار انجن اور ۱۶ ڈبے مرمت کئے گئے اور ۹۳۰۰ پوڈ سامان لادا اور اتارا گیا ۔

سے ایک اور گھنٹہ کام کے لئے دینا چاھئے یعنی اپنے کام کے دن میں ایک گھنٹے کا اضافہ کرنا چاھئے اور کل ملا کر سنیچر کے دن چھه گھنٹے کے لئے جسمانی محنت کا کام کرنا چاھئے تاکہ فوری ضرورت کی حقیقی اقدار پیدا ھو سکیں۔ یہ سمجھتے ھوئے کہ کمیونسٹوں کو انقلاب کی حاصلات کے لئے اپنی صحت اور زندگی کی پرواہ نہ کرنا چاھئے، اس کام کو مفت کرنا ھے۔ کمیونسٹ سنیچر کو سارے ضلع میں اس وقت تک چالو رکھنا چاھئے جب تک کولچاک پر پوری فتح نہ حاصل ھو جائے،،۔

کچھ تذبذب کے بعد یہ تجویز متفقہ طور پر منظور ھو گئی۔

سنیچر کے دن ۱۰ مئی کو چھه بجے شام کے وقت کمیونسٹ اور ھمدرد لوگ فوجی سپاھیوں کی طرح کام کرنے آگئے، اپنی صفیں بنائیں اور بلا کسی گڑبڑ کے فورمین ان کو مختلف کاموں کے لئے لے گئے۔

انقلابی طریقے سے کام کرنے کے نتائج صاف ظاھر ھیں۔ یہاں کارخانوں اور ان کے کام کی نوعیت کا خلاصہ دیا جا رھا ھے۔ (اگلے صفحہ پر خاکہ دیکھئے۔ایڈیٹر۔)

معمولی شرح اجرت پر کئے ھوئے کام کی مجموعی قیمت پچاس لاکھ روبل ھوئی۔ اگر فاضل وقت کی اجرت کی شرح سے اس کا حساب لگایا جائے تو یہ ۵۰ فیصدی زیادہ ھوگی۔

ڈبوں میں سامان لادنے میں محنت کی کارگذاری عام مزدوروں کی کارگذاری سے ۲۷۰ فیصدی زیادہ تھی۔ دوسرے کاموں میں بھی محنت کی کارگذاری تقریباً اتنی ھی تھی۔

فوری آرڈر جو مزدوروں کی کمی اور دفترشاھی کی وجه سے سات دن سے لیکر تین مہینے تک کی تاخیر میں پڑے تھے پورے کئے گئے ھیں۔

اوزار وآلات کی خراب حالی کے باوجود (جس کو آسانی سے ٹھیک کیا جا سکتا ھے) کام کیا گیا جس کی وجه سے کچھ ٹولیوں کو ۳۰ سے ۴۰ منٹ تک زیادہ رکنا پڑا۔

کام کی جگہ	کام کی نوعیت	مزدوروں کی تعداد	گھنٹوں کی تعداد فی کس	گھنٹوں کی تعداد میزان	کارگزاری
ماسکو۔ بڑے انجن شاپ	لائن کے لئے سامان ، انجنوں اور ڈبوں کے حصوں کی مرمت کے لئے آلات اور مشینیں لادنا تاکہ ان کو پیرووا ، موروم ، الاتیر اور سیزران بھیجیں	۴۸ ۲۱ ۵	۵ ۳ ۴	۲۴۰ ۶۳ ۲۰	۷۵۰۰ پوڈ لادے گئے ، ۱۸۰۰ پوڈ اتارے گئے
ماسکو ۔ مسافروں کا ڈپو	انجنوں کی پیچیدہ اور روزمرہ کی مرمت	۲۶	[illegible]	۱۳۰	عام طور پر ڈیڑھ انجن کی مرمت
ماسکو۔ شنٹنگ یارڈ	انجنوں کی روزمرہ کی مرمت	۲۴	۶	۱۴۴	دو انجن مکمل کئے گئے اور چار انجنوں سے مرمت کرنے والے حصے کھول لئے گئے
ماسکو ۔ ڈبوں کا شعبہ	مسافروں کے ڈبوں کی روزمرہ کی مرمت	۱۲	۶	۷۲	تیسرے درجے کے دو ڈبے
"پیرووا"۔ ڈبوں کے بڑے شاپ	ڈبوں کی مرمت اور سنیچر اور اتوار کو معمولی مرمت	۴۶ ۲۳	۵ ۵	۲۳۰ ۱۱۵	۱۲ مال کے ڈبے اور دو کھلے ڈبے
	میزان	۲۰۵	—	۱۰۱۴	چار انجن اور ۱۶ ڈبے مرمت کئے گئے اور ۹۳۰۰ پوڈ سامان لادا اور اتارا گیا ۔

کام کے منتظمین کو لوگوں کو نئے کام دینا مشکل ہو گیا اور شاید ایک بوڑھے مستری کی اس بات میں ذرا مبالغہ تھا کہ اس کمیونسٹ سنیچر کو اتنا ھی کام کیا گیا جتنا پورے ھفتے میں طبقاتی شعور نہ رکھنےوالے اور ڈھیلے ڈھالے مزدوروں نے کیا ھوتا۔

اس واقعہ کے پیش نظر کہ سوویت حکومت کے محض پرخلوص حامیوں نے کام میں حصہ لیا اور آئندہ سنیچروں کو بہت سے اور ایسے لوگوں کے حصہ لینے کی توقع ھے اور اس بات کے پیش نظر بھی کہ بہت سے دوسرے اضلاع ماسکو ــ کازان ریلوے کے کمیونسٹ مزدوروں کی مثال کی پیروی کرنا چاھتے ھیں ــ میں اس معاملے کے تنظیمی پہلو پر زیادہ تفصیلی روشنی ڈالونگا جیسا کہ مقامی رپورٹوں سے پتہ چلتا ھے۔

کام میں حصہ لینےوالوں میں سے ۱۰ فیصدی ایسے کمیونسٹ تھے جو مستقل طور پر ان کارخانوں میں کام کرتے ھیں۔ باقی ایسے لوگ تھے جو ذمےدار اور انتخابی جگہوں پر ھیں، ریلوے کے کمیسار سے لیکر انفرادی کارخانوں کے کمیساروں تک، ٹریڈیونینوں کے نمائندے اور ریلوے کے صدر دفتر اور کمیساریت کے کام کرنےوالے۔

کام کے دوران جس ولولے اور میل‌جول کا اظہار کیا گیا وہ بےنظیر تھا۔ جب مزدوروں، کلرکوں اور افسروں نے بےچون و چرا ایک مسافر گاڑی کی انجن کےلئے پہیہ کا چالیس پوڈ کا گھیرا محنت‌پسند چیونٹیوں کی طرح لنڈھکاکر جگہ پر رکھ دیا تو اس اجتماعی محنت پر دل میں پرخلوص خوشی کا جذبہ پیدا ھوا اور اس یقین کو تقویت پہنچی کہ مزدور طبقے کی فتح اٹل ھے۔ عالمی درندے فتح یاب مزدوروں کو نہیں کچل سکیں گے، اندرونی توڑ پھوڑ کرنےوالے کولچاک کا انتظار ھی کرتے رہ جائیں گے۔

جب کام ختم ھوا تو موجود لوگوں نے ایک بےنظیر منظر دیکھا: ۱۰۰ کمیونسٹوں نے، جو تھکے ھوئے تھے لیکن ان کی آنکھیں خوشی سے چمک رھی تھیں، اپنی کامیابیوں کا

خیرمقدم انٹرنیشنل گیت کی زوردار گونج سے کیا - اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس فاتح گیت کی فاتح لہریں دیواروں کو پار کرکے مزدوروں کے ماسکو میں پھیل جائیں‌گی اور ان لہروں کی طرح جو تالاب میں پتھر پھینکنے سے پیدا ہوتی ہیں مزدوروں کے روس میں پھیل جائیں‌گی اور تھکےماندے اور ڈھیلے ڈھالے لوگوں کو جھنجھوڑ دیں‌گی -

ا - ج -

اس لاجواب "قابل پیروی مثال" کو آنکتے ہوئے ۲۰ مئی کے "پراودا" میں کامریڈ ن - ر - نے اسی عنوان سے یہ مضمون لکھا :

"کمیونسٹوں کے اس طرح کام کرنے کے واقعات کمیاب نہیں ہیں - مجھے اسی طرح کے کئی واقعات بجلی‌گھر اور مختلف ریلوے لائنوں کے بارے میں معلوم ہیں - نکولایفسکایا ریلوے پر کمیونسٹوں نے ایک انجن کو اوپر اٹھانے کیلئے جو چکر میں گرگیا تھا کئی راتوں تک فاضل کام کیا - شمالی ریلوے لائن کے سارے کمیونسٹوں اور ہمدردوں نے جاڑے کے موسم میں لائن کو برف سے صاف رکھنے کےلئے کئی اتوار کام کیا اور بہت سے مال کے اسٹیشنوں پر کمیونسٹ یونٹوں نے چوری کو روکنے کےلئے اسٹیشنوں پر رات کو پہرہ دیا - لیکن یہ سب کام اتفاقی ، بےقاعدہ تھا - ماسکو — کازان ریلوے لائن کے کامریڈ اس کو باقاعدہ اور مستقل بنا رہے ہیں اور یہ نئی بات ہے - انہوں نے اپنی قرارداد میں لکھا ہے "کولچاک پر مکمل فتح حاصل ہونے تک" اور یہی ان کے کام کی اہمیت ہے - فوجی صورت حال کے دوران وہ ہر کمیونسٹ اور ہمدرد کے کام کے اوقات میں ایک گھنٹے کا اضافہ کر رہے ہیں اور ساتھ ہی وہ محنت کی کارگذاری کی بھی مثال پیش کر رہے ہیں -

اس مثال نے پیرو پیدا کئے ہیں اور اس کو آگے چل کر بھی پیرو پیدا کرنے چاہئیں - الکساندروفسکایا ریلوے کے

کمیونسٹوں اور ہمدردوں کے ایک عام جلسے نے فوجی صورت‌حال اور ماسکو — کازان ریلوے کے رفیقوں کی قرارداد پر بحث کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا : (۱) الکساندروفسکایا ریلوے کے کمیونسٹوں اور ہمدردوں کےلئے ''سبوتنک،، رائج کرنا اور پہلا سبوتنک ۱۷ مئی کو کرنا۔ (۲) کمیونسٹوں اور ہمدردوں کو مثالی اور نمونے کی ٹولیوں میں منظم کرنا جو مزدوروں کو یہ دکھائیں کہ کیسے کام کرنا چاہئے اور موجودہ سامان، آلات اور غذا کی صورت‌حال میں واقعی کیا کیا جا سکتا ہے۔

ماسکو — کازان ریلوے کے رفیقوں کا کہنا ہے کہ ان کی مثال بہت متاثرکن ثابت ہوئی ہے اور انہیں یہ توقع ہے کہ آئندہ سنیچر کو غیرپارٹی مزدوروں کی بڑی تعداد کام کرنے آئےگی۔ جب یہ سطریں لکھی جا رہی ہیں اس وقت تک الکساندروفسکایا ریلوے کے ورکشاپوں میں کمیونسٹوں نے فاضل وقت میں کام نہیں شروع کیا ہے لیکن جیسے ہی یہ افواہ پھیلی کہ وہ ایسا کریں گے کثیرتعداد غیرپارٹی مزدوروں میں حرکت پیدا ہوئی۔ '' ہمیں کل معلوم ہی نہیں ہوا ورنہ ہم بھی تیار ہوکر کام کرتے،،، ''میں آئندہ سنیچر کو ضرور آؤنگا،، — ہر طرف سے یہ سنائی دینے لگا۔ اس قسم کے کام سے جو تاثر پیدا ہوا وہ بہت زبردست ہے۔

ماسکو — کازان ریلوے کے رفیقوں نے جو مثال قائم کی ہے اس کی پیروی محاذجنگ کے عقب میں تمام کمیونسٹ یونٹوں کو کرنی چاہئے۔ صرف ماسکو جنکشن کے کمیونسٹ یونٹوں کو نہیں بلکہ روس میں ساری پارٹی تنظیم کو اس مثال کی پیروی کرنی چاہئے۔ دیہی اضلاع میں بھی کمیونسٹوں کو اول تو سرخ فوج کے سپاہیوں کی آراضیات کو جوت کر ان کے خاندانوں کی مدد کرنی چاہئے۔

ماسکو — کازان ریلوے کے رفیقوں نے اپنے پہلے کمیونسٹ سنیچر کا اختتام انٹرنیشنل گا کر کیا۔ اگر روس کی ساری کمیونسٹ تنظیم اس مثال کی پیروی کرے اور اس کو برابر زندگی میں رائج کرے تو ریپبلک کے سب محنت‌کشوں کے

گائے ہوئے انٹرنیشنل کی زبردست گونج میں روسی سوویت ریپبلک
آنےوالے سخت مہینوں کو جھیل لے جائےگی ...
کمیونسٹ رفیقو ، کام شروع کرو ! ،،

۲۳ مئی ۱۹۱۹ ء کے ’’ پراودا ،، نے لکھا :

’’ ۱۷ مئی کو الکساندروفسکایا ریلوے کا پہلا کمیونسٹ ’’ سبوتنک ،، ہوا ۔ اپنے جلسۂعام کے فیصلے کے مطابق ۹۸ کمیونسٹوں اور همدردوں نے بلا اجرت کے ۵ گھنٹے فاضل کام کیا جس کے عوض میں ان کو صرف دوسری بار کھانا خریدنے کا حق ملا اور جسمانی محنت کا کام کرنے کی حیثیت سے آدھا پونڈ روٹی ملی ۔ ،،

اس کے باوجود کہ کام کی تیاری اور تنظیم اچھی نہ تھی لیکن محنت کی کارگذاری معمول سے دو تین گنی زیادہ تھی ۔

یہ رهیں مثالیں :

پانچ خراد کاروں نے چار گھنٹے میں ۸۰ تکلیاں بنائیں ۔ یہ کارگذاری معمول سے ۲۱۳ فیصدی زیادہ ھے ۔

بیس معمولی مزدوروں نے چار گھنٹے میں ۶۰۰ پوڈ وزن کا پرانا سامان اور ریل کے ڈبوں کے ۷۰ اسپرنگ جمع کئے جن میں سے ہر ایک کا وزن ساڑھے ۳ پوڈ تھا ۔ مجموعی وزن ۸۵۰ پوڈ ھوگیا اور کارگذاری معمول سے ۳۰۰ فیصدی زیادہ ھے ۔

’’ رفیق اس کی اس طرح وضاحت کرتے ھیں کہ عام طور پر ان کا کام عاجز اور تھکا دینےوالا ھوتا ھے اور یہاں انھوں نے خوشی اور ولولے سے کام کیا ۔ لیکن ابھی عام وقت میں اس سے کم کام کرنا جتنا کمیونسٹ سبوتنک میں ھوا ھے شرمناک ھوگا ۔

’’ اب بہت سے غیرپارٹی مزدور سبوتنکوں میں حصہ لینے کی خواهش کا اظہار کر رھے ھیں ۔ انجن کی ٹولیاں کہتی ھیں کہ وہ سبوتنک میں ’’ قبرستان ،، سے انجن لیکر اس کی مرمت کریں‌گی اور اس کو چالو کریں‌گی ۔

" اطلاعات ملی ہیں کہ ایسے ہی سبوتنک ویازما لائن پر بھی منظم کئے جائیں گے۔ "

اس بارے میں کہ ان کمیونسٹ سبوتنکوں میں کام کیسے چل رہا ہے کامریڈ ا۔ دیاچینکو نے ۷ جون کے " پراودا " میں لکھا ہے۔ ہم اس مضمون کا بڑا حصہ یہاں دے رہے ہیں جس کا عنوان ہے " سبوتنک میں کام کرنےوالے کے نوٹ " :

" میں ایک رفیق کے ساتھ بڑی خوشی سے اس سبوتنک میں کام کرنے گیا جو پارٹی کی ریلوے ضلع کمیٹی کے فیصلے کے مطابق منظم کیا گیا تھا۔ کچھ وقت کےلئے ، کچھ گھنٹوں کےلئے میں اپنے دماغ کو آرام پہنچاؤنگا اور عضلات کو کام کرنے دونگا ... ہم کو ریلوے کے بڑھئی گیری کے شاپ میں کام دیا گیا۔ وہاں پہنچ کر بہت سے اپنے لوگوں کو دیکھا ، صاحب سلامت کی ، کچھ ہنسی مذاق رہا ، اپنی طاقت کا تخمینہ لگایا تو ہم کل ۳۰ تھے ... اور ہمارے سامنے ایک " دیوپیکر " پڑا تھا — کافی وزن کا اسٹیم بوائلر جو ۶۰۰ — ۷۰۰ پوڈ سے کم کا نہ ہوگا۔ اور ہمیں اس کو " منتقل " کرنا تھا۔ ہمیں اس کو کوئی ایک چوتھائی یا ایک تہائی ورسٹ کے فاصلے پر پلیٹ‌فارم تک لےجانا تھا۔ ہمیں اس میں شک ہونے لگا ... لیکن ہم نے کام شروع کردیا۔ کچھ رفیقوں نے بوائلر کے نیچے لکڑی کے رولر لگادئے اور بوائلر میں دو رسیاں باندھ دیں جن کو ہم نے کھینچنا شروع کیا ... بوائلر مشکل سے کھسکا لیکن بہرحال چل پڑا۔ ہم بہت خوش تھے کیونکہ ہم اتنے تھوڑے تھے ... کیونکہ تقریباً دو ہفتے تک اس بوائلر نے ان غیر کمیونسٹ مزدوروں کی کوششوں کو ناکام بنایا تھا جن کی تعداد ہم سے تین گنی تھی اور وہ اس وقت تک ٹس سے مس نہ ہوا جب تک ہم نہیں پہنچے ... ہم نے ایک گھنٹے تک خوب زور لگاکر تال میل سے اپنے رفیق فورمین کے اس کمان کی گونج میں کام کیا : " ایک ، دو ، تین " اور بوائلر لنڈھکتا رہا۔ اچانک نہ‌جانے کیا ہوا کہ

ہمارے کچھ رفیق انتہائی مضحکہ انگیز طریقے سے زمین پر لنڈھک گئے۔ ہمارے ہاتھ کی رسی نے ہمیں "دھوکا" دیا تھا ... ایک منٹ کی تاخیر ہوئی اور اس کے بعد اس کی جگہ پر ایک اور موٹی رسی مضبوط باندھ دی گئی ... شام ہوئی۔ اندھیرا ہونے لگا لیکن ہمیں ابھی ایک اور چھوٹا سا ٹیلہ طے کرنا تھا اور پھر کام جلدی ہو جائے گا۔ ہمارے بازو درد کر رہے تھے، ہتھیلیاں جل رہی تھیں اور گرمی لگ رہی تھی، پھر بھی ہم پوری کوشش کر رہے تھے اور کام آگے بڑھ رہا تھا۔ "منتظمین" اردگرد کھڑے تھے اور ہماری کامیابی پر شرماتے ہوئے انھوں نے بھی جھجکتے ہوئے رسی کو تھام لیا: مدد کرو! بہت دیر سے اس کی ضرورت ہے! سرخ فوج کا ایک سپاہی ہمارے کام کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں اکارڈین تھا۔ وہ کیا سوچ رہا تھا؟ یہ لوگ کون ہیں؟ ان کو سنیچر کو کیوں کام کرنا چاہئے جبکہ سب لوگ اپنے گھروں پر ہیں؟ میں نے اس کا معمہ حل کر دیا اور اس سے کہا "کامریڈ، ذرا کوئی خوشکن دھن بجاؤ۔ ہم کوئی کچے کام کرنے والے نہیں ہیں بلکہ سچے کمیونسٹ ہیں۔ دیکھو نا! ہمارے ہاتھوں کتنی سرگرمی سے کام ہو رہا ہے؟ ہم کاہل لوگ نہیں ہیں بلکہ ہم اپنی پوری طاقت لگا رہے ہیں"۔ سرخ فوج کے سپاہی نے اپنا اکارڈین احتیاط سے زمین پر رکھ دیا اور جلدی سے رسی کو تھام لیا ...

"آنگلیچانین مودریتس!" کامریڈ یو۔ نے یہ گیت بہت اچھے اور زوردار سروں میں گانا شروع کردیا اور ہم مزدوروں کے اس گیت کے ٹیپ کے بند "اے، دوبینوشکا، اوخنیم پودیرنیم، پودیرنیم!" میں انکا زوروں سے ساتھ دینے لگے۔

ہمیں اس کام کی عادت نہ تھی، ہمارے کاندھے اور پشت درد کر رہے تھے ... لیکن دوسرا دن تو چھٹی کا تھا، آرام کا دن، ہم خوب سو سکتے ہیں۔ منزل قریب تھی اور کچھ ہچکچاہٹ کے بعد ہمارا "دیوپیکر" تقریباً پلیٹ فارم تک پہنچ گیا۔ نیچے کچھ تختے لگا دو اور بوائلر کو

پلیٹ‌فارم تک اٹھا دو اور اس کو وہ کام کرنے دو جس کی اس سے مدتوں سے توقع تھی۔ ہم بھیڑ میں مقامی پارٹی یونٹ کے "کلب" کے کمرے میں پہنچے۔ کمرے میں خوب روشنی تھی۔ دیواریں پوسٹروں سے سجی تھیں، رائفلیں کھڑی تھیں۔ خوب زوروں سے "انٹرنیشنل" گانے کے بعد ہم نے "روم" کے ساتھ چائے کا لطف اٹھایا اور روٹی بھی کھائی۔ ہمارے سخت کام کے بعد مقامی کامریڈوں کی یہ خاطر بہت خوشگوار تھی۔ ہم رفیقوں سے بھائیوں کی طرح رخصت ہوئے اور پھر قطار بنالی۔ رات کے سناٹے میں سوئی ہوئی سڑکوں پر انقلابی گیت گونج رہے تھے اور ہمارے نپےتلے قدم گیت کےلئے تال کا کام کر رہے تھے۔ ہم "رفیقو ہمت باندھ کر اٹھ کھڑے ہو"، "اٹھو، فاقہ‌زدو اٹھو" — انٹرنیشنل اور محنت کا گیت گا رہے تھے۔

ایک ہفتہ گذر گیا۔ ہمارے ہاتھ اور شانے ٹھیک ہوگئے اور ہم دوسرے سبوتنک کو جا رہے تھے، اس بار نو ورسٹ کے فاصلے پر، پیرووا میں ریل کے ڈبوں کی مرمت کرنے کےلئے۔ ہمارے رفیق "امریکی ڈبے" کی چھت پر چڑھ گئے اور خوب اچھی دھن میں "انٹرنیشنل" گانے لگے۔ ٹرین کی پبلک گانے کو سن کر حیران سی ہو رہی تھی۔ پہئے تال دے رہے تھے اور ہم میں سے وہ لوگ جو چھت پر نہیں پہنچ پائے تھے زینوں پر لٹکے ہوئے تھے جیسے ہم "نڈر" مسافر ہوں۔ ٹرین رکی۔ ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے، ایک لمبے صحن سے گذرے اور کمیسار کامریڈ گ۔ نے ہمارا پرجوش خیر مقدم کیا۔

"کام ہے لیکن لوگ بہت کم ہیں! صرف ۳۰ ہیں۔ اور چھہ گھنٹے میں ہمیں کوئی درجن بھر ڈبوں کی مرمت کرنی ہے! نشان لگے ہوئے دوہرے پہئے کھڑے ہیں۔ ہمارے پاس صرف خالی ڈبے ہی نہیں ہیں بلکہ ایک بھرا ہوا ٹینک بھی ہے ... لیکن کوئی بات نہیں، رفیقو ہم سب "نبٹ لیں گے"!

کام زور سے چل نکلا۔ میں پانچ رفیقوں کے ساتھ لیوروں کے ذریعہ کام کر رہا ہوں۔ یہ ۶۰ اور ۷۰ پوڈ وزن کے دوھرے پہئیے ہمارے شانوں اور دو لیوروں کے دباؤ اور ہمارے ''فورمین،، کی ہدایت سے ایک لائن سے دوسری لائن پر تیزی اور آسانی سے دوڑنے لگے۔ ایک جوڑا ہٹا تو دوسرا اس کی جگہ پر آ گیا۔ آخرکار سب اپنی مقررہ جگہ پر پہنچ گئے اور تیزی کے ساتھ ہم نے پٹریوں کے ذریعہ یہ پرانا کوڑاکباڑ ایک سائبان میں منتقل کردیا ... ایک، دو، تین — اور چکر کھاتے ہوئے آهنی لیور نے ان کو آنکھ جھپکتے ہوا میں اٹھا کر ریل کی پٹریوں سے الگ کر دیا۔ وهاں، اندھیرے میں همیں هتھوڑوں کی تیز ضربیں سنائی دے رهی تھیں۔ شہد کی مکھیوں کی طرح کام کرنےوالے رفیق اپنے ''بیمار،، ڈبوں کو ٹھیک کر رہے تھے۔ کچھ بڑھئی کا کام کر رہے تھے، کچھ رنگائی کا اور کچھ چھت کو ڈھک رہے تھے۔ کام زوروں پر چل رہا تھا جس سے هم اور کامریڈ کمیسار دونوں بہت خوش تھے۔ لوهاروں نے بھی هماری مدد چاهی۔ پورٹیبل بھٹی میں ایک سفید انگارہ جیسی سلاخ معہ ایک آنکڑے کے چمک رهی ہے جو لاپرواهی سے پیٹے جانے کی وجہ سے ٹیڑھی هو گئی ہے۔ سفید چنگاریاں چھوڑتی هوئی سلاخ نہائی پر رکھ دی گئی اور تجربہ‌کار رفیق کی نگرانی میں هماری کارگر ضربوں نے اس کی شکل ٹھیک کر دی۔ وہ ابھی سفید سرخ هی تھی کہ اس کو همارے شانوں پر تیزی کے ساتھ اس کی جگہ پر پہنچا دیا گیا اور چنگاریاں چھوڑتی هوئی سلاخ کو آهنی سوراخ میں بٹھا دیا گیا۔ چند ضربیں اور لگائی گئیں اور وہ بالکل اپنی جگہ پر تھی۔ هم ڈبے کے نیچے لیٹے هیں۔ یہاں سلاخوں اور سلسلوں کو ملانے اور ان کو ٹھیک کرنے کا کام اتنا سیدھا سادہ نہیں ہے جتنا معلوم هوتا ہے۔ یہاں تو کیلوں کی جڑائی اور کمانیوں کی طرح طرح کی اسکیمیں هیں ...

"کام زوروں پر ہو رہا ہے۔ رات اندھیری ہوتی جا رہی ہے۔ مشعلیں دھڑادھڑ جل رہی ہیں۔ جلد ہی کام ختم ہو جائے گا۔ کچھ رفیق ٹائروں کے سہارے بیٹھے "آرام" کر رہے ہیں اور گرم چائے ہلکے ہلکے پی رہے ہیں۔ مئی کی رات میں تازگی ہے اور آسمان پر ہلال کی درانتی بہت خوبصورت لگ رہی ہے۔ ہنسی، مذاق، قہقہے اور مزیدار لطیفے ہو رہے ہیں۔

" کام ختم کر دو، کامریڈ گ۔ ۱۳ ڈبے کافی ہیں !"

نہیں، کامریڈ گ۔ کے لئے یہ تو کم ہے۔

چائے ختم کرکے ہم نے اپنے فاتحانہ گیت شروع کر دئیے اور دروازے کی طرف چل پڑے ..."

"کمیونسٹ سبوتنک" کی تحریک ماسکو تک محدود نہیں ہے۔ ۶ جون کا "پراودا" اطلاع دیتا ہے :

"۳۱ مئی کو شہر تویر میں پہلا کمیونسٹ سبوتنک ہوا۔ ۱۲۸ کمیونسٹوں نے ریلوے پر کام کیا۔ ساڑھے تین گھنٹے میں انھوں نے ۱۴ ڈبوں پر سامان لادا اور اتارا، تین انجنوں کی مرمت کی، دس ساژین لکڑی کاٹی اور دوسرے کام کئے۔ ہنر مند کمیونسٹ مزدوروں کی کارگذاری معمول سے ۱۳ گنی تھی"۔

پھر ۸ جون کے "پراودا" میں ہم نے پڑھا :

کمیونسٹ سبوتنک

"سراتوف، ۵ جون۔ اپنے ماسکو کے رفیقوں کی اپیل پر یہاں کے کمیونسٹ ریلوے مزدوروں نے ایک عام پارٹی جلسے میں یہ طے کیا کہ قومی معیشت کی حمایت کے لئے سنیچر کے دن ۵ گھنٹے بلا اجرت فاضل کام کیا جائے"۔

* * *

میں نے کمیونسٹ سبوتنکوں کے بارے میں بہت ہی مکمل اور تفصیلی اطلاعات پیش کی ہیں کیونکہ یہاں ہم بلاشبہ کمیونسٹ تعمیر کے ایک انتہائی اہم پہلو کو دیکھتے ہیں جس کی طرف ہمارا پریس کافی توجہ نہیں کر رہا ہے اور جس کی قدر ہم سب کافی اچھی طرح نہیں کر سکے ہیں۔

سیاسی آتش‌بازی کم اور انتہائی سادہ لیکن کمیونسٹ تعمیر کے جاندار واقعات کی طرف جو زندگی سے لئے گئے ہیں اور آزمائے ہوئے ہیں زیادہ توجہ — یہ ہے وہ نعرہ جسے ہم سب کو، ہمارے ادیبوں، پرچارکوں، پروپیگنڈا کرنےوالوں اور ناظموں وغیرہ کو انتھک طور پر دھرانا چاہئے۔

پرولتاری انقلاب کے پہلے دور کے بعد یہ فطری اور ناگزیر تھا کہ ہم سب سے پہلے بورژوازی کی مزاحمت پر قابو پانے، استحصال کرنےوالوں کو شکست دینے، ان کی سازشوں کو کچلنے (جیسے "غلام مالکوں کی سازش"، پیٹروگراد کو حوالے کر دینے کی (۷۸)، جسمیں سیاہ صد (۷۹) اور کیڈیٹوں سے لیکر منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں تک سب شامل تھے) کے خاص اور بنیادی فریضے میں مصروف ہوں۔ لیکن اس فریضے کے ساتھ ساتھ ایک اور فریضہ ایسا ہی ناگزیر ہے اور جتنا ہم آگے بڑھتے ہیں اتنا ہی اور زیادہ۔ یہ ہے اثباتی کمیونسٹ تعمیر کا، نئے معاشی رشتوں، نئے سماج کی تخلیق کا بہت ہی اہم فریضہ۔

جیسا کہ میں پہلے کئی موقعوں پر، خاص طور سے اس تقریر میں جو ۱۲ مارچ کو مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی پیٹروگراد والی سوویت میں کی تھی، کہہ چکا ہوں کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ صرف یہی نہیں ہے کہ استحصال کرنےوالوں کے ساتھ زور زبردستی کی جائے، بلکہ بڑی حد تک یہ زور زبردستی بھی نہیں ہے۔ اس انقلابی زور زبردستی کی معاشی بنیاد، اس کے کارگر اور کامیاب ہونے کی گارنٹی یہ ہے کہ پرولتاریہ محنت کی ایک اعلا درجے کی سماجی تنظیم کا نمائندہ ہے اور سرمایہ‌داری کے مقابلے میں محنت کی ایک زیادہ اعلی قسم کی سماجی تنظیم کو جنم دیتا ہے۔ یہ ہے

اصل نکته۔ یہی کمیونزم کی طاقت کا سرچشمہ ہے، یہی اس کی ناگزیر مکمل فتح کی گارنٹی ہے۔

سماجی محنت کی جاگیردارانہ تنظیم ڈنڈے کے زور سے چلتی تھی اور وہ محنت کش انتہائی جہالت، بےخبری اور غفلت کے عالم میں پڑے ہوئے تھے، جن کو مٹھی بھر جاگیردار لوٹتے تھے اور زیادتیاں کرتے رہتے تھے۔ سماجی محنت کی سرمایہ‌دارانہ تنظیم آئی تو اس نے بھوک کے ڈسپلن کا سہارا لیا۔ اگرچہ بورژوا تہذیب اور بورژوا جمہوریت نے بہت کچھ ترقیاں کیں، تاهم سب سے زیادہ ترقی‌یافتہ، متمدن اور جمہوری ریپبلکوں میں بھی محنت کشوں کی کثیر تعداد جاهل اور کچلے ہوئے لوگوں کا ایسا هجوم تھی جو اجرتوں کی غلامی میں بسر کرتا تھا، یا ایسے دبے کچلے کسانوں کا، جن کو مٹھی بھر سرمایہ‌دار لوٹتے تھے اور ان پر زیادتیاں کرتے رہتے تھے۔ سماجی محنت کی کمیونسٹ تنظیم جس کی جانب پہلا قدم سوشلزم ہے، خود ان محنت کشوں کے آزادانہ اور باشعور ڈسپلن کا سہارا لیتی ہے اور جیسے جیسے وقت گزرتا جائےگا اور زیادہ اسی کے سہارے قائم ہوتی جائےگی، جنھوں نے جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں دونوں کا جوا اپنے کاندھوں سے اتار پھینکا ہے۔

یہ نیا ڈسپلن آسمان سے نازل نہیں ہوتا ہے، نہ یہ نیک آرزوؤں سے پیدا ہوتا ہے، یہ ان مادی حالات سے ابھرتا ہے جو بڑے پیمانے کی سرمایہ‌دارانہ پیداوار میں قائم ہوتے ہیں اور صرف انھی حالات سے پیدا ہو سکتا ہے۔ ان کے بغیر نئے ڈسپلن کا پیدا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اور ان مادی حالات کا حامل، ان کا امانت‌دار ایک خاص تاریخی طبقہ ہوتا ہے جسے بڑے پیمانے کی سرمایہ‌داری نے پیدا کیا ہے، منظم کیا ہے، یکجا کیا ہے، تعلیم اور تربیت دی ہے اور پختہ کر دیا ہے۔ یہ طبقہ ہے پرولتاریہ۔

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ — اگر هم ان لاطینی لفظوں کو ان کے علمی، تاریخی فلسفیانہ معنوں کے ساتھ سادہ زبان میں ترجمہ کریں تو مطلب یہ ہوگا:

صرف ایک خاص طبقہ، یعنی شہری مزدوروں، کارخانے میں کام کرنے والے عام طور سے صنعتی مزدوروں کا طبقہ یہ صلاحیت رکھتا

ہے کہ محنت کشوں اور استحصال کے شکار تمام لوگوں کو اپنی رہنمائی میں لے کر اس جدوجہد میں بڑھے جو سرمائے کا جوا اتار پھینکنے کےلئے کی جائے، جوا اتار پھینکنے کے اس عمل میں، اپنی فتح کو قائم رکھنے اور اس کی جڑیں جمانے کی جدوجہد میں، نیا، اشتراکی، سماجی نظام پیدا کرنے کے کام میں اور طبقوں کے بالکل خاتمے کی ساری لڑائی میں یہی طبقہ اس کی اہلیت رکھتا ہے۔ (اس سلسلے میں یہ کہتے چلیں کہ سوشلزم اور کمیونزم کے درمیان علمی طور پر صرف ایک فرق ہے، اور وہ یہ کہ سوشلزم کے معنی ہیں اس نئے سماج کی پہلی منزل، جو سرمایہ‌داری کے اندر سے پیدا ہوگا اور کمیونزم کا مفہوم ہے اس نئے سماج کی دوسری اور بلندتر منزل)۔

"برن" کی زرد انٹرنیشنل (۸۰) جو غلطی کرتی ہے، یہ ہے کہ اس کے لیڈر طبقاتی جدوجہد کو اور پرولتاریہ کے رہنمایانہ رول کو صرف لفظی طور پر مانتے ہیں، مگر اس کے منطقی نتیجے سے ڈرتے ہیں۔ انہیں اس لازمی نتیجے کو مانتے ہوئے ڈر لگتا ہے جس سے بورژوازی کو خاص کر وحشت ہوتی ہے اور بورژوازی جس کو قطعی گوارا نہیں کر سکتی۔ انہیں یہ قبول کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ طبقاتی جدوجہد کا ایک دور بھی ہے، جس کا اس وقت تک چلنا لازمی ہے جب تک طبقے ختم نہیں ہوتے ہیں اور یہ جدوجہد اپنی شکل بھی بدلتی ہے، خاص کر بےدردی سے کام لیتی ہے، خاص صورتیں اختیار کرتی ہے اس زمانے میں جو سرمائے کا تختہ الٹے جانے کے فوراً بعد کا زمانہ ہے۔ پرولتاریہ سیاسی اقتدار اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد طبقاتی جدوجہد چھوڑ نہیں دیتا بلکہ اسے تب تک جاری رکھتا ہے جب تک طبقوں کا وجود ختم نہ ہو جائے، البتہ یہ ہے کہ دوسرے حالات میں، دوسری شکلوں سے اور دوسرے ذریعوں سے اس جدوجہد کو جاری رکھتا ہے۔

اور "طبقوں کا وجود ختم ہو جانے" کے معنی کیا ہیں؟ وہ تمام لوگ جو خود کو سوشلسٹ کہتے ہیں، اس بات کو اشتراکیت کی آخری منزل مانتے ہیں، لیکن اس پر زیادہ‌تر لوگ غور نہیں کرتے کہ اس کی اہمیت کیا ہے۔ طبقے لوگوں کے وہ بڑے بڑے گروپ

هیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں ان باتوں میں کہ : سماجی پیداوار کے ایک تاریخی طور پر مقررہ نظام میں ان کا الگ الگ مقام کیا ہے ، پیداوار کے ذرائع سے ان کو کیا نسبت ہے (اکثر حالات میں یہ رشتہ قانون کے ذریعے مقرر اور طے ہوتا ہے) ، محنت کی سماجی تنظیم میں وہ کونسی خدمت انجام دے رہے ہیں اور آخر میں یہ کہ سماجی دولت کے جس حصے کے وہ مالک ہیں یہ کتنا ہے اور کس طریقے سے حاصل کیا گیا ہے ۔ طبقے لوگوں کے وہ گروپ ہیں جن میں ایک گروپ ، دوسرے گروپ کی محنت سے کام لے سکتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ سماجی معیشت کے خاص مقررہ نظام میں ان کی حیثیتیں مختلف ہیں ۔

ظاہر بات ہے کہ طبقوں کے بالکل خاتمے کےلئے صرف یہ کافی نہیں کہ استحصال کرنے والوں ، جاگیرداروں اور سرمایہداروں کا تختہ الٹ دیا جائے ، نہ یہ کافی ہے کہ ان کے مالکانہ حقوق کا خاتمہ کر دیا جائے ، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ذرائع پیداوار کی تمام ذاتی ملکیت ختم کر دی جائے ، یہ بھی ضروری ہے کہ شہر اور دیہات کا فرق بالکل مٹا دیا جائے ، اور وہ فرق بھی جو جسمانی اور دماغی محنت کرنےوالوں کے درمیان پایا جاتا ہے ۔ اس کام میں بہت زمانہ لگےگا ۔ اس منزل کو پہنچنے کےلئے لازمی ہے کہ پیداواری طاقتوں کو خوب بڑھانے کا زبردست قدم اٹھایا جائے ، ضروری ہے کہ چھوٹے کاروبار کی کثیر تعداد باقیات کی مزاحمت توڑ دی جائے (جو اکثر و بیشتر کھل کر سامنے نہیں آتی ، جو خاص طور سے ہٹیلی ہے اور جس پر قابو پانا خاص طور سے مشکل ہے) ، اور یہ بھی ضروری ہے کہ عادتوں اور تنگ نظری کی اس بے پناہ قوت کو زیر کیا جائے جو ان پرانی باقیات سے وابستہ ہوتی ہے ۔

یہ فرض کر لینا کہ تمام "محنت کش" اس کام کو کرنے کی برابر کی صلاحیت رکھتے ہیں ، خالی خولی بات ہے ، یا کسی دقیانوسی اور کارل مارکس سے پہلے کے سوشلسٹ کی خوش فہمی ہے ، کیونکہ یہ صلاحیت آپ سے آپ پیدا نہیں ہو جاتی بلکہ تاریخ کے ساتھ پیدا ہوتی ہے اور صرف بڑے پیمانے کی سرمایہدارانہ پیداوار کے مادی حالات سے ابھرتی ہے ۔ یہ صلاحیت سرمایہداری سے اشتراکیت تک

کے راستے کی ابتدا میں صرف پرولتاریہ میں پائی جاتی ہے - یہی طبقہ اس زبردست فرض کو انجام دے سکتا ہے جو اس پر عائد ہوتا ہے، اول تو اس وجہ سے کہ متمدن سماجوں میں یہی ایک سب سے مضبوط اور سب سے ترقی‌یافتہ طبقہ ہوتا ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ سب سے آگے بڑھے ہوئے ملکوں کے اندر یہ طبقہ آبادی کی اکثریت ہوتا ہے، تیسرے اس وجہ سے کہ روس جیسے پس‌ماندہ سرمایہ‌دار ملکوں میں آبادی کی اکثریت نیم پرولتاری لوگوں کی یعنی ان لوگوں کی ہوتی ہے جو سال کے ایک حصے میں ہمیشہ پرولتاری طریقے سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنی بسر اوقات کے لئے انہیں آمدنی کا ایک حصہ ہمیشہ سرمایہ‌دارانہ کاروبار میں محنت مزدوری کرکے حاصل ہوتا ہے -

وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں کہ سرمایہ‌داری سے اشتراکیت تک کے عبوری مسائل کو آزادی، مساوات، عام جمہوریت اور محنتی جمہوریت کی مساوات وغیرہ کی گول‌مول باتوں کے ذریعے حل کر لیں (جیسے کاؤتسکی، مارتوف اور برن‌والی زرد انٹرنیشنل کے اور بزرگوار کر رہے ہیں) وہ اس طرح صرف اپنے پیٹی بورژوا، عامیانہ مزاج کا پتہ دیتے ہیں اور نظریے کے لحاظ سے بورژوازی کے دامن سے وابستہ ہوتے ہیں - اس مسئلے کا صحیح حل صرف اس طرح نکالا جا سکتا ہے کہ وہ خاص طبقہ، جس نے لڑکر سیاسی اقتدار حاصل کیا ہے، یعنی پرولتاریہ، اس کے اور محنت کشوں کی اس پوری آبادی کے درمیان کون سے خاص رشتے ہیں، جس میں غیرپرولتاری اور نیم پرولتاری شامل ہوتے ہیں، اس بات کا ٹھوس مطالعہ کیا جائے، ان رشتوں کا مطالعہ، جو محض خیالوں میں بسنے والے ہموار اور فرضی ''آئڈیل'' حالات میں نہیں پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس جان‌توڑ مقابلے کے حقیقی حالات میں بنتے ہیں جو بورژوازی کرتی ہے اور یہ مقابلہ ایک نہیں، بہت سی اور کئی قسم کی شکلیں اختیار کرتا ہے -

روس سمیت ہر سرمایہ‌دار ملک میں آبادی کی بہت بڑی اکثریت، خاص کر محنت کش آبادی کی بے‌اندازہ اکثریت نے ہزار بار اپنے اوپر اور اپنے عزیزوں، رشتہ‌داروں پر سرمایہ‌داری کا زور وظلم، لوٹ کھسوٹ اور جابرانہ سلوک بھگتا ہے - سامراجی جنگ نے،

یعنی ایک کروڑ آدمیوں کے اس قتل عام نے ، جو یہ فیصلہ کرنے کےلئے ہوا تھا کہ تمام دنیا کی لوٹ میں برطانوی سرمائے کا پنجہ اوپر رہے یا جرمن سرمائے کا ان سختیوں کی دھار اور بھی تیز کر دی ، ان تلخ تجربوں کو اور بھی گہرا ، اور زیادہ وسیع کردیا اور لوگوں کو ان کی حقیقت سمجھنے پر مجبور کردیا۔ اس لئے لازمی طور پر آبادی کی بہت بڑی اکثریت میں ، خاص کر محنت کشوں کی بہت ہی بڑی تعداد میں پرولتاریہ سے ہمدردی ظاہر ہوئی ، کیوں کہ یہی طبقہ جاں‌بازی اور انقلابی سرفروشی کے ساتھ سرمائے کا جوا اتار پھینکنے میں لگا ہوا ہے ، استحصال کرنےوالوں سے طاقت چھین رہا ہے ، ان کے مقابلے کو دبا رہا ہے اور ایک ایسے نئے سماج کو جنم دینے کی راہ تیار کرنے کے لئے اپنا خون بہا رہا ہے جس سماج میں استحصال کرنے والوں کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

محنت کش آبادی کے وہ لوگ جو بالکل پرولتاری نہیں ہیں ، یا نیم‌پرولتاری ہیں ، ان کے اندر پیٹی بورژوا کا سا ڈانواںڈول‌پن اور تذبذب چاہے کتنا ہی زیادہ اور ناگزیر کیوں نہ ہو ، وہ بورژوا " قاعدے قانون " کی طرف اور اس کے " پروں کے نیچے " رہنے کی طرف کتنے ہی کیوں نہ کھنچتے ہوں ، پھربھی یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اس پرولتاریہ کی اخلاقی سیاسی برتری کو تسلیم نہ کریں جو نہ صرف یہ کہ استحصال کرنے والوں کا تختہ الٹ رہا ہے اور ان کے مقابلے کو دبا رہا ہے بلکہ ایک نیا اور بہتر سماجی بندھن قائم کرنے میں لگا ہوا ہے ، ایک بہتر سماجی ضابطہ قائم کر رہا ہے — ان طبقاتی شعور رکھنےوالے اور متحد لوگوں کا ڈسپلن پیدا کر رہا ہے جو اپنی گردن پر کسی بوجھ کو نہیں مانتے ، کسی اقتدار کو تسلیم نہیں کرتے ، سوائے اپنے اتحاد کی طاقت کے ، اور جو صرف اپنے ، زیادہ طبقاتی شعور رکھنے والے ، زیادہ دلیر ، ٹھوس ، انقلابی اور ثابت‌قدم ہراول دستے کے اختیار کو تسلیم کرتے ہیں۔

اس غرض سے کہ فتح حاصل کی جائے اور اشتراکیت کی تعمیر کرکے اس کی بنیادیں مضبوط کی جائیں ، پرولتاریہ کو چاہئے کہ وہ دو پہلووالا یا دوہرا فریضہ انجام دے : اول یہ کہ سرمائے کے خلاف انقلابی جدوجہد کرتے وقت اپنی بےمثال جاں‌بازی دکھا کر

محنت کشوں اور استحصال کے شکار لوگوں کی پوری کی پوری آبادی کو اپنی طرف کھینچ لے ، انهیں اپنی طرف ملا کر منظم کرے ، بورژوازی کا تختہ الٹنے کی لڑائی میں انهیں اپنے ساتھ لے کر چلے اور بورژوازی کی صف آرائی کو بالکل توڑ دے - دوسرے یہ کہ تمام محنت کشوں اور استحصال کے شکار لوگوں کو اور ان کے ساتھ پیٹی بورژوازی کے درجے کی ساری آبادی کو اس راہ پر لے کر آگے بڑھے جو نئی اقتصادی تعمیر کی راہ ھے ، جو نئے سماجی رابطوں کو ، محنت کے نئے ڈسپلن ، محنت کی نئی تنظیم کو جنم دینے کی طرف جاتی ھے ، جس پر چل کر وہ تمام علم جو سائنس اور سرمایہ دارانہ ٹیکنالوجی میں آج تک حاصل ھوا ھے ، ان طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کے مجموعی عمل کے ساتھ جڑ جائے گا جو بڑے پیمانے کی اشتراکی پیداوار کی داغ بیل ڈال رھے ھیں -

دوسرا فریضہ پہلے سے زیادہ سخت ھے ، کیونکہ وہ صرف جاں بازی اور سرفروشی کے علحدہ علحدہ کارناموں سے انجام نہیں دیا جا سکتا ، اس کے لئے زیادہ عرصے تک ، جم کر ، ھمت سے کام لے کر اور سب کی انتہائی سخت کوششوں کو یکجا کر کے روزمرہ کے روکھے پھیکے کام کرنا ھے - مگر یہ دوسرا فریضہ پہلے سے بھی زیادہ لازمی ھے ، کیونکہ بورژوازی پر فتوحات حاصل کرنے کی طاقت کی سب سے گہری جڑیں اور ان فتوحات کو قائم رکھنے اور پائدار بنانے کی واحد گارنٹی صرف یہی ھے کہ سماجی پیداوار کا ایک نیا اور اعلی طریقہ ھمارے پاس ھو ، سرمایہ دارانہ اور پیٹی بورژوا طریقوں سے جو پیداوار ھوتی تھی ، اس کی جگہ بڑے پیمانے کی اشتراکی پیداوار قائم کی جا سکے -

* * *

” کمیونسٹ سبوتنکوں ،، کی زبردست تاریخی اھمیت اسی وجہ سے ھے کہ وہ محنت کی کارگذاری کو فروغ دینے ، ایک نئے محنتی ڈسپلن کو اختیار کرنے اور معیشت اور زندگی کے سوشلسٹ حالات پیدا کرنے میں مزدوروں کی باشعور اور رضاکارانہ پیش قدمی کا اظہار کرتے ھیں -

معدودے چند میں سے ایک، بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ ایک غیر معمولی طور پر نادر جرمن بورژوا ڈیموکریٹ ج ۔ یاکوبی نے ، جو ۱۸۷۰ — ۷۱ ء کے سبقوں کے بعد شاونزم یا قومی اعتدال پرستی کی طرف نہیں بلکہ سوشلزم کی طرف گئے ، ایک بار کہا کہ کسی ٹریڈ یونین کی تشکیل سادووا کی جنگ (۸۱) سے زیادہ تاریخی اہمیت رکھتی ہے ۔ یہ سچ ہے ۔ سادووا کی جنگ نے جرمن قومی سرمایہ‌دار ریاست کے قیام میں دو بورژوا شاہی حکومتوں آسٹریائی یا پروشیائی کی برتری کا فیصلہ کیا ۔ ایک ٹریڈیونین کی تشکیل بورژوازی پر پرولتاریہ کی عالمی فتح میں ایک چھوٹا سا قدم تھا ۔ اور ہم اسی طرح سے کہہ سکتے ہیں کہ پہلا کمیونسٹ سبوتنک جسکو ۱۰ مئی ۱۹۱۹ ء کو ماسکو میں ماسکو — کازان ریلوے کے مزدوروں نے منظم کیا ۱۹۱۴ — ۱۸ ء کی سامراجی جنگ میں ہنڈن‌برگ یا فوش اور برطانیہ کی کسی بھی فتح کے مقابلے میں زیادہ تاریخی اہمیت رکھتا ہے ۔ سامراجیوں کی فتوحات کا مطلب ہے اینگلو امریکی اور فرانسیسی ارب پتیوں کے نفع کے لئے لکھوکھہا مزدوروں کا قتل ۔ یہ اس سرمایہ‌دار نظام کے مظالم ہیں جسکا انجام تباہی ہے جو بہت کچھ ہڑپ کر کے زندہ جان سڑ رہا ہے ۔ ماسکو — کازان ریلوے کے مزدوروں کا منظم کیا ہوا کمیونسٹ سبوتنک اس نئی سوشلسٹ سوسائٹی کا ایک خلیہ ہے جو دنیا کی تمام قوموں کو سرمائے کے جوئے اور جنگوں سے نجات دلاتی ہے ۔

بورژوا حضرات اور ان کے دم‌چھلے ، جن میں منشویک اور سوشلسٹ انقلابی بھی شامل ہیں ، جو اپنے کو '' رائے عامہ ،، کا نمائندہ سمجھنے کے عادی ہو گئے ہیں ، قدرتی طور پر کمیونسٹوں کی امیدوں پر ہنستے ہیں ، ان امیدوں کو '' گلاب کے گملے میں برگد کا درخت ،، کہتے ہیں ، چوری ، کاہلی ، کارگذاری میں کمی ہونے ، خام اشیا اور تیار سامان کے خراب ہونے وغیرہ کے کثیر تعداد کیسوں کے مقابلے میں سبوتنکوں کی حقیر تعداد کو رکھ کر مذاق اڑاتے ہیں ۔ ان حضرات کو ہمارا جواب یہ ہے کہ اگر بورژوا دانش‌وروں نے اپنا علم محنت‌کشوں کی مدد میں صرف کیا ہوتا اور اسکو روسی اور غیرملکی سرمایہ‌داروں کو نہ دیا ہوتا تاکہ وہ

اپنا اقتدار بحال کر سکیں تو انقلاب زیادہ تیزی اور زیادہ پرامن طریقے سے آگے بڑھتا۔ لیکن یہ محض خیالی بات ھے کیونکہ مسئلہ تو طبقاتی جدوجہد سے حل ھوتا ھے اور دانش‌وروں کی اکثریت بورژوازی کی طرف کھنچتی ھے۔ دانش‌وروں کی مدد سے نہیں بلکہ ان کی مخالفت کے باوجود (کم از کم زیادہ‌تر صورتوں میں) پرولتاریہ کو فتح ھوگی، ان میں سے ان لوگوں کو نکالکر جو ناقابل اصلاح بورژوا ھیں، مذبذب لوگوں کو قابو میں لاکر، ان کو پھر سے تربیت دے کر اور اپنے تحت میں لاکر، رفتہ رفتہ ان کے بڑے حصے کو اپنی طرف لاکر۔ انقلاب کی مشکلات اور رکاوٹوں پر کینہ توز خوشی، گھبراھٹ پھیلانا، ماضی کی طرف واپسی کا پروپیگنڈا کرنا — یہ سب بورژوا دانش‌وروں کے طبقاتی جدوجہد کے ھتھیار اور طریقے ھیں۔ پرولتاریہ ان سے دھوکہ نہیں کھائے گا۔

اور اگر مسئلے کو سنجیدگی کے ساتھ لیا جائے تو کیا واقعی تاریخ میں ایسا ھوا ھے کہ پیداوار کے نئے طریقے نے فوراً جڑ پکڑی ھو، بغیر طویل رکاوٹوں، غلطیوں اور پسپائیوں کے؟ کسان غلامی کے خاتمے کی نصف صدی کے بعد بھی روسی دیہاتوں میں اب بھی کسان غلامی کی کافی باقیات پائی جاتی ھیں (۸۲)۔ امریکہ میں نیگروؤں کی غلامی کے خاتمے کی نصف صدی بعد بھی نیگروؤں کی حالت بیش‌تر نیم غلامی کی ھے۔ بورژوا دانش‌ور، جن میں منشویک اور سوشلسٹ انقلابی بھی شامل ھیں، سرمائے کی خدمت کرنے اور ان قطعی غلط دلیلوں کو جاری رکھنے میں بڑے استقلال سے کام لے رھے ھیں: پرولتاری انقلاب سے پہلے وہ ھم پر یوتوپیائی ھونے کا الزام دھرتے تھے اور اس کے بعد وہ ھم سے مطالبہ کرتے ھیں کہ ھم محیر العقل تیزی سے ماضی کے تمام نشانات کو مٹا دیں۔

بہر حال، ھم یوتوپیائی نہیں ھیں اور ھم کو بورژوا "دلیلوں" کی اصل قیمت معلوم ھے، ھم یہ بھی جانتے ھیں کہ انقلاب کے بعد کچھ زمانے تک پرانے اخلاق نئے کی کمسن کونپلوں پر ناگزیر طور سے چھائے رھیں گے۔ ابھی پیدا ھونےوالے نئے سے پرانا کچھ زمانے تک ھمیشہ زیادہ قوی ھوتا ھے۔ قدرت اور سماجی زندگی میں ھمیشہ یہی صورت ھوتی ھے۔ نئے نظام کی کمسن کونپلوں کی کمزوری

کا مذاق اڑانا ، دانش‌وروں کی حقیر تشکیک ، وغیرہ یہ سب واقعی پرولتاریہ کے خلاف بورژوازی کی طبقاتی جدوجہد کے طریقے، سوشلزم کے خلاف سرمایہ‌داری کا دفاع ہیں۔ ہمیں ہوشیاری سے نئی کونپلوں کا مطالعہ کرنا چاہئے ، ان کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ کرنی چاہئے ، ان کی افزائش اور ”پرورش“ کے لئے سب کچھ کرنا چاہئے۔ ان میں سے کچھ لازمی طور پر مرجائیں‌گی۔ ہم اس کی ضمانت نہیں کر سکتے کہ ”کمیونسٹ سبوتنک“ ہی انتہائی اہم رول ادا کریں گے۔ لیکن بات یہ نہیں ہے۔ بات تو تمام اور ایک ایک نئی کونپل کی حمایت کی ہے جن میں سے زندگی خود سب سے زیادہ جاندار کو منتخب کر لیگی۔ اگر جاپانی سائنس‌داں لوگوں کو آتشک کے مرض سے نجات دلانے کے لئے ٦٠٥ تیارشدہ دواؤں کی آزمائش کرکے ایسی ٦٠٦ ویں دوا تیار کرنے کا صبر وتحمل رکھتا تھا جو ضرورت کے مطابق تھی تو ان لوگوں کو جو اس سے زیادہ مشکل مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں ، یعنی سرمایہ‌دار نظام پر فتح حاصل کرنا ، ایسا مستقل مزاج ہونا چاہئے کہ وہ جدوجہد کے سیکڑوں اور ہزاروں نئے طریقوں ، وسیلوں اور ذرائع کی آزمائش کر کے ان میں سب سے زیادہ موزوں کا انتخاب کر سکیں۔

”کمیونسٹ سبوتنک“ اتنے اہم ہیں کیونکہ ان کی ابتدا ایسے مزدوروں نے کی جو کسی طرح بھی غیرمعمولی اچھی حالت میں نہ تھے ، مختلف مہارتوں کے مزدوروں نے کی اور کچھ ایسے بھی جو کوئی مہارت نہیں رکھتے تھے ، غیر ہنرمند مزدور تھے جو معمولی یعنی بہت مشکل حالات میں رہتے تھے۔ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ محنت کی کارگذاری میں کمی کا بنیادی سبب جو ہم صرف ایک روس میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں دیکھتے ہیں بربادی اور غربت ، سامراجی جنگ کی پیدا کی ہوئی تلخی اور تھکاوٹ ، بیماری اور غذا کی کمی ہے۔ موخرالذکر سب سے زیادہ اہم ہے۔ بھکمری — یہ ہے سبب۔ اور بھکمری سے پیچھا چھڑانے کے لئے زراعت ، ٹرانسپورٹ اور صنعت میں محنت کی کارگذاری بڑھانا چاہئے۔ اس طرح ایک منحوس چکر سا بن جاتا ہے : محنت کی کارگذاری بڑھانے

کے لئے ہمیں اپنے کو بھکمری سے بچانا چاہئے اور اپنے کو بھکمری سے بچانے کے لئے محنت کی کارگذاری بڑھانا چاہئے۔

ہم جانتے ہیں کہ ان تضادوں کو عملی طور پر مندرجہ‌ذیل باتوں‌سے حل کیا جاتا ہے، یعنی یہ منحوس چکر توڑ کر، لوگوں کے مزاج میں بنیادی تبدیلی پیدا کرکے اور انفرادی گروہوں کی جرأت آمیز پیش‌قدمی سے جو اس تبدیلی کے پس منظر میں اکثر فیصلہ‌کن رول ادا کرتی ہے۔ ماسکو کے غیرہنرمند مزدور اور ریلوے مزدور (یہ سچ ہے کہ ہمارا مطلب ان کی اکثریت سے ہے، نہ کہ مٹھی بھر نفع‌خوروں، منتظمین اور دوسرے سفید گارڈ والوں سے) ایسے محنت‌کش ہیں جو سخت مشکل حالات میں رہتے ہیں۔ وہ مستقل طور سے کم غذا پاتے ہیں اور اب نئی فصل اکٹھا ہونے سے پہلے، غذائی حالت عام طور پر ابتر ہونے سے وہ واقعی فاقہ‌کشی کر رہے ہیں۔ اور پھر بھی یہ فاقہ‌کش مزدور بورژوازی، منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کے بدنام‌کن انقلاب‌دشمن ایجی‌ٹیشن سے محصور ''کمیونسٹ سبوتنک''، منظم کر رہے ہیں، بلا کسی اجرت کے فاضل وقت کام کر رہے ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ تھکے، مصیبت‌زدہ اور غذا کی کمی کے مارے ہیں محنت کی کارگذاری میں زبردست اضافہ کر رہے ہیں۔ کیا یہ اعلیٰ‌ترین ہیروازم نہیں ہے؟ کیا یہ عالمی تاریخی اہمیت کی تبدیلی کی ابتدا نہیں ہے؟

آخری تجزئے میں، محنت کی کارگذاری نئے سماجی نظام کی فتح میں، سب سے اہم اور خاص چیز ہے۔ سرمایہ‌دار نظام نے ایسی محنت کی کارگذاری بنائی جو کسان غلامی میں نہیں دیکھی گئی تھی۔ سوشلزم نئی اور کہیں زیادہ بلند محنت کی کارگذاری بنا کر سرمایہ‌دار نظام کو قطعی شکست دے سکتا ہے اور قطعی شکست دیگا۔ یہ بہت مشکل کام ہے اور اسمیں طویل وقت لگےگا۔ لیکن یہ شروع ہو چکا ہے اور یہی سب سے بنیادی بات ہے۔ اگر بھوکوں مرتے ماسکو میں، ۱۹۱۹ء کی گرمیوں میں، بھوکوں مرنےوالے مزدور جو سامراجی جنگ کے چار مشکل سال اور خانہ جنگی کے مزید کٹھن ڈیڑھ سال جھیل چکے تھے اس عظیم کام کی ابتدا کرسکے تو آگے ترقی کیسی ہوگی جب ہم خانہ‌جنگی میں جیت جائیں‌گے اور امن حاصل کرلیں‌گے؟

سرمایہ‌داری نظام کے مقابلے میں کمیونزم رضاکار ، طبقاتی طور پر باشعور ، متحد اور ترقی‌یافتہ ٹکنیک استعمال کرنےوالے مزدوروں کی زیادہ بلند محنت کی کارگذاری ہے ۔ کمیونزم کی واقعی ابتدا کی حیثیت سے کمیونسٹ سبوتنک غیر معمولی طور پر بیش قیمت ہیں ۔ اور یہ بہت نایاب چیز ہے کیونکہ ہم ایسی منزل میں ہیں جبکہ ”سرمایہ‌داری سے کمیونزم تک عبور کے صرف پہلے قدم اٹھائے جا رہے ہیں ،، (جیسا کہ ہمارے پارٹی پروگرام میں بجا طور پر کہا گیا ہے (۸۳) ۔

کمیونزم وہاں سے شروع ہوتا ہے جب مشکل محنت سے نڈر ہو کر معمولی مزدور محنت کی کارگذاری بڑھانے ، اناج ، کوئلے ، لوہے اور دوسرے ایسے سامان کے ہر پوڈ کی حفاظت کرنے کے لئے بڑی فکر کا اظہار کرتے ہیں جو ذاتی طور پر مزدوروں یا ان کے ” اقربا ،، کو نہیں پہنچتا بلکہ ان کے ” دور ،، کے عزیزوں یعنی مجموعی طور پر سماج کو ، لاکھوں کروڑوں لوگوں کو پہنچتا ہے جو پہلے ایک سوشلسٹ ریاست میں متحد ہیں اور پھر سوویت ریپبلکوں کی یونین میں ۔

” سرمایہ ،، میں کارل مارکس نے انسان کی آزادیوں اور حقوق کے شاندار اور بلند بانگ بورژوا جمہوری منشور عظیم کا مذاق اڑایا ہے ، آزادی ، مساوات اور عام برادری کی اس ساری لفاظی کا مذاق اڑایا ہے جو تمام ملکوں کی پیٹی بورژوازی اور تنگ نظروں کے لئے خیرہ کن ہے جن میں ذلیل برن انٹرنیشنل کے موجودہ ذلیل ہیرو بھی شامل ہیں ۔ مارکس حقوق کے ان شاندار اعلانوں کا موازنہ اس سادہ ، پرانکسار ، عملی اور معمولی طریقے سے کرتا ہے جس سے پرولتاریہ سوال کو پیش کرتا ہے : سرکاری طور پر کام کے دن کے اختصار کا سوال اٹھانے کی ایک نمونے کی مثال ہے ۔ پرولتاری انقلاب کا مافیہ جتنا ہی زیادہ کھلتا جاتا ہے اتناہی زیادہ مارکس کی بات کی معقولیت اور گہرائی ہم پر صاف اور واضح ہوتی جاتی ہے ۔ حقیقی کمیونزم کے ” فارمولے ،، کاؤتسکی ، منشویکوں ، سوشلسٹ انقلابیوں اور ان کے برن کے پیارے ” بھائیوں ،، کی شاندار ، پیچیدہ اور باشوکت لفاظی سے اس طرح ممیز ہیں کہ وہ ہر چیز کو محنت کے حالات کے تحت لاتے

ھیں۔ ”محنت کی جمہوریت“ کے بارے میں، ”آزادی، مساوات اور برادری“ کے بارے میں، ”عوامی حکومت“ اور ایسی ھی دوسری چیزوں کے بارے میں چاؤں چاؤں کم کرو: ھمارے زمانے کے باشعور مزدور اور کسان بورژوا دانش‌ور کے ان شاندار جملوں کے درمیان سے دیکھتے ھیں اور اس چال‌بازی کو اسی آسانی سے دیکھ لیتے ھیں جیسا کہ کوئی معمولی عقل‌وفہم اور تجربے کا آدمی ”شریف‌آدمی“ کے ”چکنے“ چہرے اور صورت‌شکل کو دیکھ کر فوراً اور بلا غلطی کئے ھوئے یہ طے کر لیتا ھے کہ ”غالباً بدمعاش ھے“۔

شاندار جملے کم ھوں، سادہ، روزمرہ کا کام زیادہ، پوڈ بھر اناج اور پوڈ بھر کوئلے کی فکر ھو! زیادہ فکر اس کی ھونی‌چاھئے کہ یہ اناج کا پوڈ اور کوئلے کا پوڈ جس کی ضرورت بھوکے مزدور اور پھٹے حال اور ننگے پیر کسان کو ھے مول تول کرکے نہیں، سرمایہ‌دارانہ طریقے سے نہیں بلکہ غیرھنرمند مزدوروں اور ماسکو — کازان ریلوے کے مزدوروں جیسے سادہ محنت کشوں کی باشعور، رضاکارانہ اور بےحد جری محنت کے ذریعہ ان کو ملے۔

ھم سب کو یہ اعتراف کرنا چاھئے کہ انقلاب کے مسائل میں بورژوا دانش‌وروں کی لفاظی کے رجحان کے نشانات ھر قدم پر، ھر جگہ، حتی‌کہ ھماری اپنی صفوں تک میں ملتے ھیں۔ مثلاً ھمارا پریس اس سڑے ھوئے بورژوا جمہوری ماضی کی سڑی ھوئی باقیات کے خلاف بہت کم جدوجہد کرتا ھے، وہ حقیقی کمیونزم کی سادہ، پرانکسار، معمولی لیکن جاندار کونپلوں کی دیکھ‌بھال کےلئے بہت کم کام کرتا ھے۔

عورتوں کی صورت‌حال کو لےلیجئے۔ اس سلسلے میں دنیا کی کسی واحد جمہوری پارٹی نے، انتہائی ترقی یافتہ بورژوا ریپبلک میں بھی، دسیوں برسوں کے دوران اس کا سواں حصہ بھی نہیں کیا ھے جتنا ھم نے اپنے اقتدار کے پہلے ھی برس میں کر دکھایا ھے۔ ھم نے واقعی عورتوں کو نا مساوات کی پوزیشن میں رکھنےوالے، طلاق پر پابندی لگانےوالے اور اس کو شرمناک رسوم سے محصور کرنےوالے، غیرشادی‌شدہ حالت میں پیدا ھونےوالے بچوں کو نہ ماننےوالے اور ان کے باپوں کی تلاش وغیرہ کے بارے میں ذلیل قوانین ختم کر دئے،

ایسے قوانین جنکی کثیر تعداد باقیات، جو بورژوازی اور سرمایہ‌دار نظام کے لئے باعث شرم ہیں، سارے مہذب ملکوں میں پائی جاتی ہیں ۔ ہم نے جو کچھ اس شعبے میں کیا ہے اس کے لئے ہمیں ہزار بار فخر کرنے کا حق ہے ۔ لیکن جتنی زیادہ تفصیل سے ہم نے پرانے، بورژوا قوانین اور اداروں کے ملبے سے زمین صاف کی اتنا ہی ہمارے لئے یہ صاف ہوتا گیا کہ ہم نے صرف تعمیر کے لئے زمین صاف کی ہے لیکن ابھی تعمیر نہیں کر رہے ہیں ۔

عورت کی نجات کے تمام قوانین کے باوجود وہ اب بھی گھریلو غلام ہے کیونکہ معمولی گھریلو کام اس کو کچلتا ہے، اس کا گلا گھونٹتا ہے، کند ذہن بناتا ہے اور حقیر کرتا ہے، اس کو باورچی‌خانے اور بچوں کے کمرے کا پابند بناتا ہے اور وہ انتہائی غیرپیداواری، حقیر، اعصاب کو خراب کرنےوالی، ذہن کو کند کرنےوالی اور کچلنےوالی مشقت میں اپنی محنت کو ضایع کرتی ہے ۔ عورتوں کی حقیقی نجات، حقیقی کمیونزم کی ابتدا وہاں اور اس وقت ہوگی جہاں اور جب اس حقیر گھر گرہستی کے خلاف ہمہ گیر جدوجہد کی ابتدا (ریاستی اقتدار کے حامل پرولتاریہ کی قیادت میں) ہوگی یا یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ جب اس کی ہمہ گیر تعمیر نو کی ابتدا بڑے پیمانے کی سوشلسٹ معیشت میں ہوگی ۔

کیا عمل میں ہم اس سوال کی طرف کافی توجہ کرتے ہیں جو نظرئیے کے لحاظ سے ہر کمیونسٹ کےلئے مسلمہ طور پر صاف ہے ؟ واقعی، نہیں ۔ کیا ہم کمیونزم کی ان کونپلوں کی کافی فکر کرتے ہیں جو اس شعبے میں اب تک ابھری ہیں ؟ پھر جواب ہے نہیں اور نہیں ۔ پبلک طعام‌خانے، بچوں کی نرسریاں اور کنڈرگارٹن — یہ ہیں ان کونپلوں کے نمونے، یہاں ہیں وہ سادہ اور روزمرہ کے ذرائع جن میں کچھ شاندار، بلند بانگ اور پرشوکت نہیں ہے اور جو واقعی عورتوں کی نجات کا باعث ہو سکتے ہیں، جو واقعی مردوں کے مقابلے میں، جہاں تک سماجی پیداوار اور سماجی زندگی میں عورتوں کے رول کا سوال ہے، ان کی غیرمساوات کو کم اور ختم کر سکتے ہیں ۔ یہ ذرائع نئے نہیں ہیں، وہ (سوشلزم کے لئے تمام مادی لوازمات کی طرح) بڑے پیمانے کی سرمایہ‌داری کی تخلیق ہیں، لیکن

سرمایہ‌داری میں وہ اول تو نایاب رہے اور دوسرے، جو خاص طور سے اہم ہے، وہ یا تو نفع کمانے‌والے ادارے رہے جن میں سٹہ‌بازی، نفع خوری، دھوکے اور بے‌ایمانی کے بدترین کردار تھے یا "بورژوا خیرات کے کرشمے" رہے جس کو بہترین مزدور بجا طور پر نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ملک میں ایسے اداروں کی تعداد میں کثیر اضافہ ہوا ہے اور وہ اپنے کردار میں تبدیلی شروع کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مزدور اور کسان عورتوں کے درمیان منظم کرنے کا جوہر رکھنے‌والیاں اس سے کہیں زیادہ ہیں جتنا ہم جانتے ہیں، ان میں ایسی کثیر تعداد عورتیں ہیں جو مزدوروں کی بڑی تعداد اور اس سے بھی بڑی صارفین کی تعداد کی شرکت سے، منصوبوں اور سسٹموں وغیرہ کے بارے میں اس لفاظی، ہنگامے، جوش اور چاؤں چاؤں کی اس افراط کے بغیر عملی کام منظم کر سکتی ہیں جس سے اپنے کو بڑا دماغ‌والا خیال کرنے‌والے "دانش‌ور" یا جلد پختہ‌کار بن جانے‌والے "کمیونسٹ"، "بیمار" نظر آتے ہیں۔ لیکن ہم ان نئی کونپلوں کی مناسب طور سے دیکھ‌بھال نہیں کر رہے ہیں۔

بورژوازی کو دیکھو۔ جو کچھ اس کو ضرورت ہے اس کی وہ کیسے لاجواب طریقے سے اشتہاربازی کر سکتی ہے! دیکھو ان کے اخباروں کی لکھوکھا کاپیوں میں ان اداروں کی کیسی تعریف ہوتی ہے جو سرمایہ‌داروں کی نگاہوں میں "مثالی" ہیں اور "مثالی" بورژوا ادارے کس طرح قومی فخر کا وسیلہ بنائے جاتے ہیں! ہمارا پریس اس کی پرواہ نہیں کرتا یہ تقریباً بالکل نہیں پرواہ کرتا کہ وہ بہترین طعام‌خانوں یا نرسریوں کے بارے میں لکھے تاکہ روزمرہ کے اصرار سے ان میں سے کچھ مثالی بن جائیں، وہ ان کو کافی مشتہر نہیں کرتا، انسانی محنت کی بچت، صارفین کی سہولتوں، سامان میں کفایت‌شعاری، گھرگرہستی کی غلامی سے عورتوں کی نجات، صحت‌وصفائی کے حالات میں بہتری کے بارے میں تفصیل سے نہیں لکھتا جو مثالی کمیونسٹ کام سے حاصل ہوتی ہے اور ہوسکتی ہے اور پورے معاشرے میں، سارے محنت کشوں میں رائج کی جاسکتی ہے۔

مثالی پیداوار ، مثالی کمیونسٹ سبوتنکوں ، اناج کے ہر پوڈ کو حاصل کرنے اور تقسیم کرنے میں مثالی احتیاط اور نیک نفسی ، مثالی طعام خانوں ، مزدوروں کے کسی مکان ، کسی بلاک کی مثالی صفائی ، ان سب کی طرف ہمارے پریس کو اور ہر مزدور اور کسان تنظیم کو اس سے دس گنی زیادہ توجہ اور فکر کرنی چاہئے جو اب کی جا رہی ہے۔ یہ سب کمیونزم کی کونپلیں ہیں اور یہ ہمارا مشترکہ اور اولیں فرض ہے کہ ہم ان کی دیکھبھال کریں۔ ہماری غذا اور پیداوار کی حالت چاہے جتنی مشکل کیوں نہ رہی ہو ، پھر بھی بالشویک اقتدار کے ڈیڑھ سال کے دوران ہم بلاشبہ سارے محاذ پر آگے بڑھے ہیں : اناج کی وصولی تین کروڑ پوڈ سے بڑھکر (یکم اگست ۱۹۱۷ ء سے یکم اگست ۱۹۱۸ ء تک) دس کروڑ پوڈ تک (یکم اگست ۱۹۱۸ ء سے یکم مئی ۱۹۱۹ ء تک) پہنچ گئی ہے ، ترکاری کی کاشت میں اضافہ ہوا ہے اور اناج کے لئے بے بوئی زمین میں کمی ہوئی ہے ، ایندھن کی بڑی مشکلات کے باوجود ریلوے ٹرانسپورٹ بہتر ہونے لگا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس عام پس‌منظر میں اور پرولتاریہ کے ریاستی اقتدار کی حمایت سے ، کمیونزم کی کونپلیں مر جھائیں‌گی نہیں بلکہ بڑھیں‌گی اور پھول پھل کر مکمل کمیونزم بنیں‌گی۔

* * *

ہمیں ''کمیونسٹ سبوتنکوں'' کی اہمیت کے بارے میں اچھی طرح سوچنا چاہئے تاکہ ہم اس عظیم ابتدا سے پیدا ہونےوالے زبردست اہمیت کے عملی سبقوں کو حاصل کر سکیں۔

پہلا اور خاص سبق اس ابتدا کی ہمہ گیر حمایت ہے۔ ہمارے یہاں لفظ ''کمیون'' کا بڑی آسانی سے استعمال ہونے لگا۔ کسی قسم کا ادارہ جس‌کی ابتدا کمیونسٹ کرتے ہیں یا ان کی شرکت سے شروع ہوتا ہے فوراً اس کے ''کمیون'' ہونے کا اعلان کر دیا جاتا ہے ، لیکن اس کو اکثر بھلا دیا جاتا ہے کہ یہ بہت ہی باعزت نام طویل اور سخت محنت سے ، حقیقی کمیونسٹ تعمیر میں اس کامیابی سے حاصل کرنا چاہئے جو عملی طور پر ثابت کی گئی ہے۔

اسی لئے ، میری رائے میں ، وہ فیصلہ بالکل ٹھیک ہے جو " صارفین کے کمیون ،، کے نام کے بارے میں عوامی کمیساروں کی سوویت کے فرمان (۸۴) کو کالعدم قرار دینے کے لئے مرکزی انتظامیہ کمیٹی کی اکثریت کے ذہن میں پختہ ہو چکا ہے ۔ نام زیادہ سادہ ہونا چاہئے اور برسبیل تذکرہ ، نئے تنظیمی کام کی ابتدائی منزلوں میں غلطیوں اور خامیوں کا ملزم " کمیونوں ،، کو نہیں بلکہ (بجا اور مناسب طور پر) برے کمیونسٹوں کو ٹھہرایا جائے گا ۔ لفظ " کمیون ،، کو عام استعمال سے خارج کر دینا ، ہر آدمی کو اسے دبوچ لینے سے منع کرنا اور صرف حقیقی کمیونوں کو اس نام کے استعمال کی اجازت دینا ہی بہت کارآمد ہوگا جنھوں نے واقعی عملی طور پر یہ ثابت کیا ہے (اور اطراف کی پوری آبادی کے متفقہ اعتراف کے ذریعہ اس کی تصدیق کی ہے) کہ وہ اپنے کام کو کمیونسٹ طریقے سے منظم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔ پہلے یہ دکھاؤ کہ تم بلا کسی معاوضے کے سماج کے مفاد میں ، سب محنت کشوں کے مفاد میں ، کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو ، یہ دکھاؤ کہ تم " انقلابی طریقے سے کام کرنے ،، کی صلاحیت رکھتے ہو ، کہ تم محنت کی کارگذاری بڑھانے کی ، مثالی طریقے سے کام کو منظم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو اور پھر اپنا ہاتھ " کمیون ،، کے باعزت نام کی طرف بڑھاؤ !

اس سلسلے میں " کمیونسٹ سبوتنک ،، ایک بیش بہا استثنا ہیں کیونکہ یہاں غیر ہنرمند مزدوروں اور ماسکو — کازان ریلوے کے مزدوروں نے پہلے عمل سے اس کا مظاہرہ کر دیا کہ وہ کمیونسٹوں کی طرح کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور پھر اپنی ابتدا کے لئے " کمیونسٹ سبوتنک ،، کا نام اپنایا ۔ اس کی کوشش کرنے اور اس میں کامیابی حاصل کرنے کی ضرورت ہے کہ آئندہ بھی ایسا ہی ہو کہ ہر ایک اور سب جو اپنے کارخانے ، ادارے یا کام کو کمیون کہتے ہیں مگر سخت محنت اور طویل محنت کی عملی کامیابی سے ، کام کی مثالی اور حقیقی کمیونسٹ تنظیم سے اس کو نہیں ثابت کرتے

ان کا دھوکہ بازوں اور شیخی خوروں کی حیثیت سے بری طرح مضحکہ و مذاق اڑایا جائے ۔

''کمیونسٹ سبوتنکوں،، کی عظیم ابتدا کو دوسری صورت میں بھی استعمال کرنا چاہئے یعنی پارٹی کی تطہیر کے لئے ۔ انقلاب کے بعد ابتدائی زمانے میں جبکہ زیادہ تر ''ایماندار،، اور خاص طور سے تنگ نظر لوگ بزدلی کا اظہار کر رہے تھے ، اور جبکہ بورژوا دانش وروں میں منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں سمیت ایک ایک بورژوازی کا پٹھو تھا اور توڑ پھوڑ کر رہا تھا یہ بالکل ناگزیر تھا کہ مہم باز اور دوسرے مضرت رساں عناصر اپنے کو حکمراں پارٹی سے وابستہ کریں ۔ انقلاب نہ تو اس کے بغیر کبھی ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے ۔ ساری بات تو یہ ہے کہ حکمراں پارٹی صحت مند اور طاقتور ترقی یافتہ طبقے کے سہارے اپنی صفوں کی تطہیر کی صلاحیت رکھتی ہو ۔

ہم نے یہ کام بہت دنوں ہوئے شروع کر دیا ہے ۔ اسکو مستقل اور انتھک طور سے جاری رکھنا چاہئے ۔ جنگ کے لئے کمیونسٹوں کی بھرتی نے ہم کو اس میں مدد دی : بزدل اور بدمعاش پارٹی کی صفوں سے بھاگ نکلے ۔ ان کو بھاگنے دو ! پارٹی کی ممبرشپ میں ایسی کمی اس کی طاقت اور اختیار میں زبردست اضافہ ہے ۔ ہمیں تطہیر جاری رکھنی چاہئے اور ''کمیونسٹ سبوتنکوں،، کی ابتدا کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتے ہوئے پارٹی میں لوگوں کو چھ مہینے کی آزمائش یا امیدواری کے بعد ، یوں کہنا چاہئے ، ''انقلابی طریقے سے کام کرنے،، کے بعد لینا چاہئے ۔ اسی طرح کی آزمائش کا مطالبہ پارٹی کے ان سب ممبروں سے کرنا چاہئے جو ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے بعد پارٹی میں آئے ہیں اور جنھوں نے کسی خاص کام یا خدمت کے ذریعہ یہ ثابت نہیں کیا ہے کہ وہ قطعی معتبر ، وفادار ہیں اور کمیونسٹ ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔

پارٹی کی تطہیر کو حقیقی کمیونسٹ کام کے برابر بڑھتے ہوئے تقاضوں سے وابستہ کرنے سے ریاستی اقتدار کی مشینری بہتر ہوگی اور انقلابی پرولتاریہ کی طرف کسانوں کا مختتم عبور بہت زیادہ قریب ہو جائے گا ۔

برسبیل تذکرہ، ''کمیونسٹ سبوتنکوں،، نے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ میں ریاستی اقتدار کی مشینری کے طبقاتی کردار پر غیر معمولی طور سے واضح روشنی ڈالی ھے۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی ''انقلابی طریقے سے کام کرنے،، کے بارے میں ایک خط لکھ رھی ھے۔ یہ خیال ایک ایسی پارٹی کی مرکزی کمیٹی پیش کر رھی ھے جو ایک لاکھ سے دو لاکھ تک ممبر رکھتی ھے (میرے خیال میں یہ وہ تعداد ھے جو سنجیدہ تطہیر کے بعد باقی رہ جائےگی، کیونکہ فی‌الحال یہ تعداد زیادہ ھے)۔

ٹریڈ یونینوں میں منظم مزدوروں نے یہ خیال اپنایا ھے۔ روس اور یوکرین میں ان کی تعداد تقریباً چالیس لاکھ ھے۔ ان کی غالب اکثریت پرولتاریہ کے ریاستی اقتدار، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے حق میں ھے۔ دو لاکھ اور چالیس لاکھ — یہ ھے تناسب ''دندانےدار پہیوں،، کا، اگر اس طرح اظہار کیا جائے۔ پھر کروڑوں کسان آتے ھیں جو تین بڑے گروھوں میں تقسیم ھیں: سب سے کثیر تعداد اور پرولتاریہ سے قریب ترین یعنی نیم‌پرولتاری یا غریب کسان ھیں، پھر اوسط درجے کے کسان ھیں اور آخر میں بہت ھی کم تعداد یعنی کولاک یا دیہی بورژوازی ھے۔

جب تک اناج کی تجارت اور قحط سے نفع اٹھانے کا امکان ھے کسان نیم‌محنت‌کش، نیم‌نفع‌خور رھے گا (اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ میں یہ کچھ مدت تک ناگزیر ھے)۔ نفع‌خور کی حیثیت سے وہ ھمارے خلاف ھے، پرولتاری ریاست کے خلاف ھے۔ وہ بورژوازی اور اس کے وفادار پٹھوؤں کے ساتھ متفق ھونے کو تیار ھے جن میں منشویک شیر اور سوشلسٹ انقلابی چیرنینکوف تک شامل ھیں جو اناج کی تجارت کی آزادی کی حمایت کرتے ھیں۔ لیکن محنت‌کش کی حیثیت سے کسان پرولتاری ریاست کا دوست ھے، جاگیردار اور سرمایہ‌دار کے خلاف جدوجہد میں مزدور کا انتہائی وفادار اتحادی ھے۔ محنت‌کش کی حیثیت سے کسان، ان کی کثیر تعداد، لکھوکھا کسان اس ریاستی ''مشینری،، کی حمایت کرتے ھیں جس کی سربراھی پرولتاری ھراول کے ایک یا دو لاکھ کمیونسٹ کر رھے ھیں اور جو لاکھوں منظم پرولتاریوں پر مشتمل ھے۔

اس سے زیادہ جمہوری ، لفظ کے صحیح معنی میں ، محنت کش اور استحصال کے شکار لوگوں سے زیادہ وابستہ ریاست ابھی تک دنیا میں نہیں تھی۔

اسی طرح کا پرولتاری کام جس کا نشان "کمیونسٹ سبوتنک" ہوتے ہیں اور جو ان کے ذریعہ عملی جامہ پہنتا ہے پرولتاری ریاست کے لئے کسانوں کا احترام اور مکمل طور پر مضبوط کریگا۔ ایسا کام اور صرف یہی کسانوں کی مکمل یقین دھانی کریگا کہ ہم حق پر ہیں ، کہ کمیونزم صحیح ہے اور انکو ہمارا ایثار اتحادی بنائےگا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام ہماری غذائی مشکلات کے مکمل خاتمے ، اناج کی پیداوار اور تقسیم کے معاملے میں سرمایہ‌داری پر کمیونزم کی مکمل فتح اور کمیونزم کے غیر مشروط استحکام کی طرف لے جائےگا۔

۲۸ جون ۱۹۱۹ ء

جولائی ۱۹۱۹ ء میں ماسکو
کے ریاستی دارالاشاعت نے
پمفلٹ کی شکل میں شایع کیا ۔
دستخط : ن ۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف ،
پانچواں روسی ایڈیشن ،
جلد ۳۹ ، صفحات ۵ — ۲۹

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے دور میں معیشت اور سیاست

سوویت اقتدار کی دو سالہ جوبلی کے موقع پر میں نے مندرجہ بالا موضوع پر ایک مختصر پمفلٹ لکھنے کا خیال کیا۔ لیکن روزمرہ کے کام کی زیادتی کی وجہ سے میں ابھی تک محض اس کے چند حصوں کی ابتدائی تیاری سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ میں ایک مختصر اور جامع مضمون ان خیالات کے بارے میں پیش کروں جو میری رائے میں اس مسئلے کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔ ظاہر ہے کہ مختصر مضمون لکھنے میں بڑی مشکلات اور خامیاں ہوتی ہیں۔ بہرحال شاید یہ مختصر اخباری مضمون اپنا معمولی سا مقصد حاصل کر سکےگا جو مختلف ملکوں کے کمیونسٹوں کے بحث‌مباحثے کیلئے اس مسئلے اور اس کی بنیاد کو پیش کرنا ہے۔

۱

نظریاتی طور پر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سرمایہ‌دار نظام اور کمیونزم کے درمیان ایک معینہ عبوری دور ہوتا ہے جس میں سماجی معیشت کے ان دونوں نظاموں کے خط‌وخال اور صفات مشترک ہونے چاہئیں۔ اس عبوری دور کو مرتے ہوئے سرمایہ‌دار نظام اور پیدا ہوتے ہوئے کمیونزم کے درمیان جدوجہد کا دور ہونا چاہئے یا دوسرے الفاظ میں سرمایہ‌دار نظام، جس کو شکست دی جا چکی

ہے لیکن برباد نہیں ہوا ہے اور کمیونزم کے درمیان جدوجہد جو پیدا تو ہو چکا ہے لیکن اب بھی بہت کمزور ہے۔

عبوری دور کے ان خط و خال سے ممیز پورے تاریخی دور کی ضرورت نہ صرف مارکسیسٹوں کیلئے صاف ہونی چاہئے بلکہ ہر تعلیم‌یافتہ شخص کےلئے بھی جو کسی نہ کسی طرح ارتقا کے نظرئے سے واقف ہے۔ پھربھی سوشلزم میں عبور کے موضوع پر جتنی بھی باتیں ہم آجکل کے پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کے موجودہ نمائندوں سے سنتے ہیں (اور ان میں اپنے جعلی سوشلسٹ لیبل کے باوجود دوسری انٹرنیشنل کے سب نمائندے ہیں جن میں میکڈانلڈ اور ژان لونگے، کاؤتسکی اور فریڈرک ادلر جیسے لوگ شامل ہیں) وہ اس بین‌حقیقت کو قطعی فراموش کردینے کی وجہ سے نمایاں ہیں۔ پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ طبقاتی جدوجہد سے نفرت کرنے اور اس سے کترانے کے خوابوں کےلئے، تیز کونوں کو ہموار، ہم‌آہنگ اور دور کرنے کی کوششوں کیلئے نمایاں ہیں۔ اس لئے ایسے ڈیموکریٹ سرمایہ‌دار نظام سے کمیونزم تک ایک پورے تاریخی عبوری دور کی ضرورت کو ماننے سے کتراتے ہیں یا ان دونوں جدوجہد کرنے والی طاقتوں میں سے ایک کی جدوجہد کی سربراہی کرنے کے بجائے دونوں کے درمیان مصالحت کے منصوبے سوچنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

۲

روس میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو لازمی طور پر بعض خصوصیات میں بمقابلہ ترقی‌یافتہ ملکوں کے ہمارے ملک کی بہت زیادہ پسماندگی اور پیٹی بورژوا نوعیت کی وجہ سے مختلف ہونا چاہئے۔ لیکن بنیادی طاقتیں — اور سماجی معیشت کی بنیادی شکلیں — روس میں بھی وہی ہیں جو کسی سرمایہ‌دار ملک میں ہیں، اسلئے خصوصیات کا تعلق صرف ان باتوں سے ہو سکتا ہے جو زیادہ اہم نہیں ہیں۔

سماجی معیشت کی بنیادی شکلیں یہ ہیں — سرمایہ‌داری، اشیأ تجارت کی چھوٹی پیداوار اور کمیونزم۔ یہ بنیادی طاقتیں بورژوازی، پیٹی بورژوازی (خصوصاً کسان) اور پرولتاریہ ہیں۔

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے دور میں روس کی معیشت کا مافیہ اشیاء تجارت کی چھوٹی پیداوار کے خلاف اور ابھی تک باقی رہنےوالی اور اشیاء تجارت کی چھوٹی پیداوار کی بنیاد پر پھر سے ابھرنے والی سرمایہداری کے خلاف محنت کی جدوجہد ہے جو وسیع ریاست کے پیمانے پر کمیونسٹ اصولوں کے مطابق متحد ہے اور اپنے پہلے قدم اٹھا رہی ہے۔

روس میں محنت کمیونسٹ طریقے سے اس حد تک متحد ہے، اول، جس حد تک ذرائع پیداوار کی ذاتی ملکیت کو ختم کر دیا گیا ہے اور دوسرے جس حد تک پرولتاری ریاستی اقتدار ریاستی زمین پر اور ریاستی کارخانوں میں قومی پیمانے پر زبردست پیداوار منظم کر رہا ہے، محنت کی طاقت کو معیشت کی مختلف شاخوں اور مختلف کارخانوں میں تقسیم کر رہا ہے اور محنت کش لوگوں میں ایسی استعمالی اشیاء بڑی تعداد میں تقسیم کر رہا ہے جو ریاست کی ملکیت ہیں۔

ہم روس میں کمیونزم کے "پہلے اقدامات" کی بات کرتے ہیں (جیسا کہ مارچ ۱۹۱۹ء میں ہمارے پارٹی کے منظور کردہ پروگرام میں بھی کہا گیا ہے)، کیونکہ یہ تمام چیزیں ہمارے ملک میں جزوی طور پر کی گئی ہیں یا دوسرے الفاظ میں ان کا وجود ابھی ابتدائی منزلوں میں ہے۔ ہم نے وہ سب کچھ ایک انقلابی ضرب میں فوراً کرلیا جو عام طور پر فوراً کیا جا سکتا تھا۔ مثلاً پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے پہلے ہی دن، ۲۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء (۸ نومبر ۱۹۱۷ء) کو بڑے بڑے جاگیرداروں کی زمین پر ذاتی ملکیت بلا معاوضہ دئے ختم کردی گئی۔ بڑے بڑے زمینداروں کو ملکیت سے محروم کردیا گیا۔ چند مہینوں کے اندر تقریباً تمام بڑے سرمایہداروں، فیکٹریوں اور کارخانوں، جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں، بینکوں اور ریلوے وغیرہ کے مالکوں کو بھی بلا معاوضہ ملکیت سے محروم کر دیا گیا۔ صنعت میں بڑے پیمانے کی پیداوار کا ریاستی انتظام اور فیکٹریوں، کارخانوں، ریلوے کی "مزدوروں کے کنٹرول" سے "مزدوروں کے انتظام" میں منتقلی — یہ بڑی حد تک پورا کیا جا چکا ہے۔ لیکن جہاں تک زراعت کا تعلق ہے یہ ابھی شروع ہوا

ہے (”سوویت فارم ،، یعنی ریاستی ملکیت کی زمین پر مزدوروں کی ریاست کے منظم‌شدہ بڑے فارم) ۔ اسی طرح معمولی اشیاء تبادلہ کی زراعت سے کمیونسٹ زراعت میں منتقلی کیلئے ہم نے ابھی چھوٹے چھوٹے کسانوں کی مختلف شکلوں کی کوآپریٹیو سوسائٹیاں منظم کرنا شروع کی ہیں *۔ یہی نجی تجارت کی جگہ ریاست کی طرف سے منظم سامان کی تقسیم کے بارے میں بھی کہنا چاہئے یعنی ریاست کی طرف سے اناج کی وصولی اور شہروں کو اس کی سپلائی اور صنعتی سامان کی دیہات کو سپلائی ۔ اس مسئلے کے بارے میں موجود اعداد وشمار ذیل میں دئے جائیں گے۔

کسانوں کی معیشت میں معمولی اشیاء تبادلہ کی پیداوار اب بھی برقرار رہتی ہے ۔ یہاں سرمایہ‌داری کےلئے ہم غیرمعمولی طور پر وسیع ، بہت گہری اور مضبوط جڑیں اور بنیاد رکھتے ہیں ۔ اس بنیاد پر کمیونزم کے خلاف سخت جدوجہد میں سرمایہ‌داری برقرار رہتی اور پھر جنم لیتی ہے ۔ اس جدوجہد کی شکلیں ہیں : نفع‌خوری اور سٹہ‌بازی بمقابلہ اناج (اور دوسرے غذائی سامان) کی ریاستی وصولی اور عام طور پر غذائی سامان کی ریاستی تقسیم کے ۔

۳

ان مجرد نظریاتی تجاویز کی تشریح کرنے کےلئے ہم ٹھوس اعداد وشمار کا حوالہ دیں گے ۔

غذا کی عوامی کمیساریت کے اعدادوشمار کے مطابق روس میں اناج کی ریاستی وصولیابی یکم اگست ۱۹۱۷ ء اور یکم اگست ۱۹۱۸ ء

---

* سوویت روس میں ”سوویت فارموں ،، اور ” زرعی کمیونوں ،، کی باترتیب تعداد تقریباً ۳۰۳۶ اور ۱۹۶۱ ہے ، زرعی آرٹیلوں کی تعداد ۳۶۹۶ ہے ۔ ہمارا اعداد وشمار کا مرکزی محکمہ اس وقت تمام سوویت فارموں اور کمیونوں کا ٹھیک ٹھیک شمار کر رہا ہے ۔ اسکے نتائج نومبر ۱۹۱۹ ء میں آنا شروع ہوں گے ۔

کے درمیان تقریباً ۳ کروڑ پوڈ تھی اور اس کے بعد کے سال میں تقریباً گیارہ کروڑ پوڈ۔ دوسری مہم (۱۹۱۹—۲۰ء) کے پہلے تین مہینوں کے دوران وصولیابی غالباً ساڑھے چار کروڑ پوڈ تک پہنچ جائےگی جبکہ ۱۹۱۸ء کے انہیں مہینوں (اگست—اکتوبر) میں یہ تین کروڑ ۷۰ لاکھ پوڈ تھی۔

یہ اعداد و شمار صاف طور سے بتاتے ہیں کہ سرمایہداری پر کمیونزم کی فتح کے لحاظ سے، آہستہ آہستہ لیکن استقلال کے ساتھ حالت بہتر ہوتی جاتی ہے۔ یہ بہتری دنیا میں بےنظیر مشکلات کے باوجود ہے جو روسی اور غیرملکی سرمایہداروں کی منظم کی ہوئی خانہ جنگی کی وجہ سے دنیا کی سب سے زیادہ زبردست ریاستوں کی ساری قوتوں کو استعمال کر رہے ہیں۔

اس‌لئے، تمام ملکوں کی بورژوازی اور اس کے کھلے یا پوشیدہ پٹھوؤں (دوسری انٹرنیشنل کے ''سوشلسٹوں،،) کے جھوٹ اور تہمت‌آمیزی کے باوجود اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے بنیادی معاشی مسئلے کے نقطۂ نظر سے ہمارے یہاں سرمایہداری پر کمیونزم کی فتح کی ضمانت ہے۔ دنیا بھر میں بورژوازی بالشویزم کے خلاف اسی وجہ سے غصے اور نفرت سے ابل رہی ہے، بالشویکوں کے خلاف فوجی دھاوا بول رہی ہے، سازشیں وغیرہ کر رہی ہے کیونکہ وہ اچھی طرح سمجھتی ہے کہ سماجی معیشت کی تعمیرنو میں ہماری کامیابی لازمی ہے بشرطیکہ ہمیں فوجی طاقت سے نہ کچل دیا جائے۔ اور اس طرح ہمیں کچلنے کی کوششوں میں اس کو کامیابی نہیں ہو رہی ہے۔

اس مختصر عرصے میں جو ہمیں ملا ہے اور ان بےنظیر مشکلات میں جن میں ہمیں کام کرنا پڑا ہے جس حد تک ہم نے سرمایہداری پر فتح حاصل کی ہے اس کو مندرجہ‌ذیل، مختتم اعدادوشمار سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اعداد و شمار کے مرکزی محکمے نے ابھی پریس کے‌لئے اناج کی پیداوار اور مانگ کا جو نقشہ تیار کیا ہے وہ پورے سوویت روس کے‌لئے نہیں بلکہ صرف ۲۶ صوبوں کے‌لئے ہے۔

نتائج درج ذیل ہیں:

سوویت روس کے ۲۶ صوبے	آبادی (لاکھ میں)	اناج کی پیداوار (بیج اور چارے کے بغیر) (لاکھ پوڈ میں)	حاصل کیا ہوا اناج (لاکھ پوڈ میں)		آبادی کے لئے کل غذا کی مقدار (لاکھ پوڈ میں)	فی کس اناج کا صرف (پوڈ میں)
			غذائی کمیساریت کے ذریعہ	نفع خوروں کے ذریعہ		
پیداواری صوبے	شہر ۴۴	—	۲۰۹	۲۰۶	۴۱۵	۹٫۵
	دیہات ۲۸۶	۶۲۵۴	—	—	۴۸۱۸	۱۶٫۹
صارفین کے صوبے	شہر ۵۹	—	۲۰۰	۲۰۰	۴۰۰	۶٫۸
	دیہات ۱۳۸	۱۱۳۰	۱۲۱	۲۷۸	۱۵۱۴	۱۱
میزان (۲۶ صوبے)	۵۲۷	۷۳۹۴	۵۳۰	۶۸۴	۷۱۴۷	۱۳٫۶

اس طرح شہروں کو سپلائی کیا ہوا تقریباً نصف اناج غذائی کمیساریت نے اور دوسرا نصف نفع‌خوروں نے مہیا کیا ہے۔ یہی تناسب ۱۹۱۸ ء میں شہری مزدوروں کی استعمال شدہ غذا کے احتیاط سے لئے ہوئے جائزے سے ملتا ہے۔ یہ بات دھیان میں رکھنی چاہئے کہ مزدور کو ریاست جو اناج سپلائی کرتی ہے اس کی قیمت نوگنی کم ہے بمقابلہ اس کے جو وہ نفع خوروں کو دیتا ہے۔ اناج کی ریاستی قیمت کے مقابلے میں سٹہ‌بازی کی قیمت دس گنی زیادہ ہے۔ یہ مزدوروں کے بجٹوں کے تفصیلی مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔

۴

دئے ہوئے اعداد و شمار پر اگر اچھی طرح غور کیا جائے تو روس کی موجودہ معیشت کے سارے بنیادی خطوخال کی صحیح تصویر سامنے آجاتی ہے۔

محنت‌کشوں کو جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کے صدیوں پرانے ظلم اور استحصال سے نجات مل گئی ہے۔ حقیقی آزادی اور حقیقی مساوات کی طرف اس قدم کو، ایسے قدم کو جو اپنی وسعت، پیمانے اور تیز رفتاری کے لحاظ سے دنیا میں بے‌نظیر ہے بورژوازی کے حامی (جن میں پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ بھی شامل ہیں) نظرانداز کر رہے ہیں جو آزادی اور مساوات کے بارے میں پارلیمانی بورژوا جمہوریت کے معنی میں باتیں بناتے ہیں، جھوٹے طور سے اس کے عام طور پر "جمہوریت"، ہونے یا "خالص جمہوریت"، (کاؤتسکی) ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔

لیکن محنت‌کش حقیقی مساوات اور حقیقی آزادی (جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں سے آزادی) ہی کو اہمیت دیتے ہیں اور اسی وجہ سے سوویت اقتدار کی مستحکم حمایت کرتے ہیں۔

اس کسان ملک میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے عام طور پر کسانوں کو سب سے پہلے، سب سے زیادہ اور فوری فائدہ ہوا۔ روس میں جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کے تحت کسان بھوکوں مرتے تھے۔ ہماری تاریخ میں صدیوں سے کسانوں کو اپنے‌لئے کام کرنے کا کبھی موقع نہیں نصیب ہوا تھا۔ کسان خود بھوکوں مرتا تھا اور

لکھوکھا پوڈ اناج شہروں اور برآمد کےلئے سرمایہ‌داروں کے حوالے کر دیتا تھا۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ میں کسان پہلی بار اپنےلئے کام کر رہا ہے اور شہروالوں کے مقابلے میں زیادہ اچھا کھانا کھا رہا ہے۔ پہلی بار کسان نے حقیقی آزادی دیکھی ہے — اپنی روٹی کھانے کی آزادی، فاقہ‌کشی سے آزادی۔ زمین کی تقسیم میں، جیسا کہ سب کو معلوم ہے، زیادہ سے زیادہ مساوات رکھی گئی ہے: زیادہ‌تر صورتوں میں کسان زمین کی تقسیم ”کھانےوالوں کے حساب“ سے کر رہے ہیں۔

سوشلزم کا مطلب ہے طبقات کو ختم کرنا۔

طبقات کو ختم کرنے کیلئے پہلے جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کا تختہ الٹنا ضروری ہے۔ ہمارے فریضے کا یہ حصہ پورا کیا جا چکا ہے لیکن یہ صرف ایک حصہ ہے اور علاوہ بریں سب سے زیادہ مشکل حصہ نہیں ہے۔ دوسرے، طبقات کو ختم کرنے کیلئے مزدور اور کسان کے درمیان فرق کو ختم کرنے، ان سب کو کام کرنےوالا بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ فوراً نہیں کیا جا سکتا۔ یہ فریضہ کہیں زیادہ مشکل ہے اور لازمی طور پر طویل وقت لےگا۔ یہ ایسا فریضہ نہیں ہے جو کسی طبقے کو ختم کرنے سے حل ہوجائے۔ یہ صرف پوری سماجی معیشت کی تنظیمی تعمیرنو سے، انفرادی، غیر متحد، اشیأ تبادلہ کی چھوٹی پیداوار سے بڑی سماجی پیداوار میں عبور سے ہی حل ہو سکتا ہے۔ ایسا عبور لازمی طور سے غیر معمولی طویل ہوتا ہے۔ ایسے عبور میں جلدبازانہ اور بداحتیاطی کے انتظامی اور قانونی اقدامات سے ہی تاخیر اور پیچیدگی ہو سکتی ہے۔ اس عبور میں تیزرفتاری محض کسانوں کو ایسی امداد سے ممکن ہے جو ان کی ساری کاشتکاری کی ٹکنیک میں زبردست ترقی کی حامل ہو اور اس ٹکنیک کی بنیادی طور پر تشکیل نو کرے۔

فریضے کے دوسرے اور انتہائی مشکل حصے کو حل کرنے کیلئے بورژوازی کو شکست دینے کےبعد پرولتاریہ کو مندرجہ‌ذیل بنیادی لائن پر کسانوں کےلئے اپنی پالیسی کو اٹل طور پر چلانا چاہئے: پرولتاریہ کو چاہئے کہ وہ محنت‌کش کسان کو صاحب ملکیت کسان سے — کام کرنے والے کسان کو خوردہ فروش کسان سے —

محنت کرنے والے کسان کو نفع خور کسان سے علحدہ کرے، ان کی حدیں قائم کرے۔

اس حدبندی میں سوشلزم کا سارا جوہر ہے۔

اور یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ وہ سوشلسٹ جو صرف زبانی سوشلسٹ ہیں اور عمل میں پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ ہیں (مارتوف، چیرنوف اور کاؤتسکی وغیرہ) سوشلزم کے اس جوہر کو نہیں سمجھتے۔

جس حدبندی کا ذکر یہاں کیا گیا ہے وہ بہت مشکل ہے کیونکہ حقیقی زندگی میں ''کسان،، کے تمام خط و خال، وہ چاہے جتنے مختلف، چاہے جتنے متضاد کیوں نہ ہوں، ایک کل میں ضم ہیں۔ لیکن بہرنوع حدبندی ممکن ہے اور صرف ممکن نہیں بلکہ وہ کسانوں کی معیشت اور کسانوں کی زندگی سے لازمی طور پر پیدا ہوتی ہے۔ محنت کش کسانوں پر صدیوں سے جاگیردار، سرمایہ دار، خوردہ فروش، نفع خور اور ان کی ریاست، جن میں انتہائی جمہوری بورژوا ریپبلکیں بھی شامل ہیں، ظلم کرتے چلے آئے ہیں۔ محنت کش کسان نے صدیوں کے دوران ان ظالموں اور استحصال کرنے والوں کے خلاف نفرت اور دشمنی کی اپنے اندر پرورش کی ہے اور یہی ''پرورش،، جو زندگی نے دی تھی کسان کو سرمایہ دار کے خلاف، نفع خور اور خوردہ فروش کے خلاف مزدور سے اتحاد کی تلاش پر مجبور کرتی ہے۔ اسی وقت معاشی حالات، اشیاء تبادلہ کی پیداوار کے حالات لازمی طور پر کسانوں کو (ہمیشہ نہیں تو زیادہ تر صورتوں میں) خوردہ فروش اور نفع خور میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا اعداد و شمار محنت کش کسان اور نفع خور کسان کے درمیان نمایاں فرق کا انکشاف کرتے ہیں۔ وہ کسان جس نے ۱۹۱۸ — ۱۹ ء میں شہروں کے بھوکے مزدوروں کو مقرر ریاستی قیمت پر چار کروڑ پوڈ اناج دیا، جس نے یہ اناج ریاستی اداروں کو ان کی تمام خامیوں کے باوجود دیا، وہ خامیاں جن کو مزدوروں کی حکومت اچھی طرح سمجھتی ہے لیکن وہ سوشلزم میں عبور کے پہلے دور میں ناگزیر ہیں — وہ کسان محنت کش کسان ہے، سوشلسٹ مزدور کا پورے حقوق رکھنے والا رفیق اور اس کا بہت ہی وفادار اتحادی،

سرمائے کے جوے کے خلاف لڑائی میں اس کا اپنا بھائی ھے۔ لیکن وہ کسان جس نے شہری مزدور کی ضرورت اور بھوک سے فائدہ اٹھا کر، ریاست کو دھوکہ دے کر اور ھر جگہ دھوکےبازی، لوٹ اور جعل کو بڑھاکر اور ابھار کر چور دروازے سے چار کروڑ پوڈ اناج ریاستی قیمت سے دس گنی زیادہ قیمت پر فروخت کیا — وہ کسان نفع‌خور ھے، سرمایہ‌دار کا اتحادی اور مزدور کا طبقاتی دشمن ھے، وہ استحصال کرنے والا ھے۔ کیونکہ جو بھی فاضل اناج رکھتا ھے جو ساری ریاست کی ملکیت کی زمین سے، ان آلات‌واوزار کی مدد سے حاصل کیا گیا ھے جو کسی نہ کسی طرح نہ صرف کسان کی محنت کا بلکہ مزدور وغیرہ کی محنت کا نتیجہ ھیں، جو بھی فاضل اناج رکھتا ھے اور اس سے نفع‌خوری کرتا ھے وہ بھوکے مزدور کا استحصال کرنےوالا ھے۔

تم آزادی، مساوات اور جمہوریت کو برھم کرنےوالے ھو — ھر طرف سے ھم پر شور ھوتا ھے، ھمارے آئین میں (۸۰) مزدور اور کسان کی نابرابری، آئین‌ساز اسمبلی کی برخاستگی، فاضل اناج کی جبری ضبطی وغیرہ کی طرف اشارہ کیا جاتاھے۔ ھم جواب دیتے ھیں: دنیا میں کوئی ریاست ایسی نہیں تھی جس نے واقعی نامساوات، آزادی کی واقعی کمی کو دور کرنے کے لئے جس کا محنت‌کش کسان صدیوں سے شکار تھا اتنا کچھ کیا ھو۔ لیکن ھم نفع‌خور کسان کے ساتھ مساوات کو کبھی نہیں تسلیم کریں‌گے جیسے کہ ھم استحصال کرنےوالے اور استحصال کے شکار آدمی کے درمیان، پیٹ بھرے اور بھوکے کے درمیان "مساوات" کو اور اول الذکر کےلئے مؤخرالذکر کو لوٹنے کی "آزادی" کو تسلیم نہیں کریں گے۔ اور ان تعلیم‌یافتہ لوگوں کو جو یہ فرق ماننے سے انکار کرتے ھیں ھم سفید گارڈوالے سمجھیں‌گے خواہ وہ اپنے کو ڈیموکریٹ، سوشلسٹ، بین اقوامیت‌پسند، کاؤتسکی، چیرنوف، مارتوف‌والا ھی کیوں نہ کہیں۔

٥

سوشلزم کا مطلب طبقات کو ختم کرنا ھے۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ نے طبقات کے خاتمے کےلئے وہ سب کچھ کیا جو وہ کر سکتی تھی۔ لیکن طبقات کو فوراً نہیں ختم کیا جا سکتا ھے۔

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے دور میں طبقات باقی ھیں اور باقی رھیں گے۔ جب طبقات غائب ھوجائیں گے تو ڈکٹیٹرشپ کی ضرورت نہیں رہے گی۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے بغیر وہ غائب نہیں ھوں گے۔

طبقات باقی ھیں لیکن پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے دور میں ھر طبقے میں تبدیلیاں ھوئی ھیں اور طبقات کے درمیان تعلقات میں بھی تبدیلی ھوئی ھے۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ میں طبقاتی جدوجہد غائب نہیں ھوجاتی، وہ محض دوسری صورتیں اختیار کرلیتی ھے۔

سرمایہ‌داری میں پرولتاریہ مظلوم طبقہ تھا، ذرائع پیداوار سے محروم طبقہ، وہ واحد طبقہ جو بورژوازی کے براہ راست اور پوری طرح خلاف تھا اور اس لئے واحد طبقہ تھا جو آخر تک انقلابی ھونے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ بورژوازی کا تختہ الٹ کر اور سیاسی اقتدار جیت کر پرولتاریہ حکمراں طبقہ بن گیا ھے۔ ریاستی اقتدار اس کے ھاتھ میں ھے، وہ ذرائع پیداوار کا انتظام کر رھا ھے جن کو سماجی بنایا جاچکا ھے، وہ مذبذب اور درمیانی عناصر اور طبقات کی رھنمائی کررھا ھے، وہ استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کی بڑھتی ھوئی سرگرمی کو کچل رھا ھے۔ یہ سب طبقاتی جدوجہد کے خصوصی فریضے ھیں، ایسے فریضے جو پہلے پرولتاریہ نے نہ اپنے ذمے لئے ھوتے اور نہ لے سکتا تھا۔

استحصال کرنےوالوں، جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کا طبقہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ میں غائب نہیں ھوا ھے اور نہ فوراً غائب ھو سکتا ھے۔ استحصال کرنےوالوں کو شکست دی گئی ھے لیکن ختم نہیں کیا گیا ھے۔ ان کی بین‌اقوامی بنیاد، بین‌اقوامی سرمایہ باقی رہ گیا ھے جس کی وہ ایک شاخ ھیں۔ ان کے پاس ذرائع پیداوار کا کچھ جز باقی رہ گیا، پیسہ باقی رہ گیا ھے اور وسیع سماجی رشتے باقی رہ گئے ھیں۔ ان کی مزاحمت کی سرگرمی، ان کی شکست‌ھی کیوجہ سے، سیکڑوں اور ھزاروں بار بڑھ گئی ھے۔ ریاستی، فوجی اور معاشی انتظام کا ''آرٹ''، ان کو برتری دیتا ھے، بہت زیادہ برتری، ایسی کہ ان کی اھمیت بہ نسبت آبادی کی عام تعداد میں ان کے حصہ کے کہیں زیادہ ھے۔ استحصال کے شکار لوگوں کے فتحیاب ھراول یعنی

پرولتاریہ کے خلاف شکست کھائے ہوئے استحصال کرنےوالوں کی طبقاتی جدوجہد نہایت سخت ہو گئی ہے ۔ اور اس کے سوا اور کچھ بھی ہو نہیں سکتا ، اگر انقلاب کی بات کی جائے ، اگر اس مفہوم کو اصلاح پرست خام خیالیوں سے نہ بدلا جائے (جیسا کہ دوسری انٹرنیشنل کے سارے ہیرو کر رہے ہیں) ۔

آخر میں ، کسان ، عام طور پر ہر قسم کی پیٹی بورژوازی کی طرح ، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ میں بھی درمیانی ، بین بین پوزیشن رکھتے ہیں : ایک طرف تو وہ محنت کشوں کی ایسی کافی تعداد ہیں (اور پسماندہ روس میں بڑی تعداد ہیں) جو جاگیردار اور سرمایہ‌دار سے نجات پانے کے لئے سارے محنت کشوں کے مشترکہ مفاد کے ذریعہ متحد ہیں ، دوسری طرف وہ غیر متحد چھوٹے صاحبان ملکیت و جائداد اور تاجر ہیں ۔ اس طرح کی معاشی حالت ان کو پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان لازمی طور پر ڈگمگانے پر مجبور کرتی ہے ۔ ان دونوں طبقوں کے درمیان جدوجہد کی شدت کے پیش‌نظر ، سارے سماجی تعلقات کے ناقابل یقین طور پر سخت ٹوٹ پھوٹ کے پیش‌نظر اور کسانوں اور عام طور پر پیٹی بورژوازی کی پرانی ، بندھی ٹکی اور نہ بدلنےوالی باتوں سے ہی لگاؤ کے پیش‌نظر یہ بات قدرتی ہے کہ ہم ان کو ناگزیر طور پر ایک طرف سے دوسری طرف جھولتے ہوئے دیکھیں‌گے ، ان کو ڈگمگاتے ، بدلتے اور مذبذب وغیرہ پائیں‌گے ۔

اس طبقے کے سلسلے میں — یا ان سماجی عناصر کے سلسلے میں — پرولتاریہ کا فریضہ اس طبقے کی رہنمائی کرنا اور اس پر اپنا اثر قائم کرنے کی جدوجہد کرنا ہے ۔ مذبذب اور غیرمستحکم لوگوں کو اپنے ساتھ کرلینا — یہ ہے پرولتاریہ کا فریضہ ۔

اگر ہم سب بنیادی طاقتوں یا طبقوں اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ میں ان کے درمیان تعلقات کی تبدیلی کا مقابلہ کریں تو ہم دیکھیں‌گے کہ عام طور سے ” جمہوریت سے ہو کر ،، سوشلزم میں عبور کا رائج پیٹی بورژوا خیال جس کو ہم دوسری انٹرنیشنل کے سب نمائندوں میں پاتے ہیں نظریاتی لحاظ سے کیسا انتہائی بیہودہ اور کندذہنی کا ہے ۔ اس غلطی کی بنیاد بورژوازی کی وراثت سے پایا ہوا یہ تعصب ہے کہ ” جمہوریت ،، قطعی طور پر طبقات سے کوئی بالاتر چیز

ہے۔ دراصل پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ میں خود جمہوریت بالکل نئی منزل اختیار کرتی ہے اور طبقاتی جدوجہد ایک اعلی سطح تک بلند ہو جاتی ہے اور ساری اور ہر صورت پر چھا جاتی ہے۔

آزادی، مساوات اور جمہوریت کے بارے میں عام جملے دراصل ان خیالات کو اندھا دھند دھرانا ہے جو اشیاء تبادلہ کی پیداوار کے تعلقات سے ڈھالے گئے ہیں۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے ٹھوس فریضوں کا ان عام جملوں سے تعین کرنے کا مطلب بورژوازی کے نظریات اور اصولوں کو پوری طرح تسلیم کرنا ہے۔ پرولتاریہ کے نقطۂنظر سے سوال صرف اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے: کس طبقے کے جبرو تشدد سے آزادی؟ کس طبقے کی کس طبقے سے مساوات؟ جمہوریت ذاتی ملکیت کی بنیاد پر یا ذاتی ملکیت کو ختم کرنے کی جدوجہد کی بنا پر؟ وغیرہ وغیرہ۔

مدت ہوئے اینگلس نے اپنی کتاب ''اینٹی ڈیورنگ،، میں اس کی وضاحت کی ہے کہ اگر مساوات کا مطلب طبقات کا خاتمہ نہ سمجھا جائے تو مساوات کا نظریہ اشیاء تبادلہ کی پیداوار کے تعلقات سے ڈھل کر تعصب بن جاتا ہے۔ مساوات کے بارے میں بورژوا جمہوری اور سوشلسٹ نظرئے کے درمیان اس فرق کی ابتدائی حقیقت کو برابر فراموش کیا جا رہا ہے۔ لیکن اگر اس کو فراموش نہ کیا جائے تو یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ بورژوازی کا تختہ الٹ کر پرولتاریہ طبقات کے خاتمے کیلئے انتہائی فیصلہ کن قدم اٹھاتا ہے اور اس کی تکمیل کےلئے پرولتاریہ کو ریاستی اقتدار کی مشینری کو استعمال کرتے ہوئے اور شکست‌خوردہ بورژوازی اور مذبذب پیٹی بورژوازی کے خلاف جدوجہد، اختیار، دباؤ کے مختلف طریقے استعمال کرتے ہوئے، اپنی طبقاتی جد و جہد جاری رکھنی چاہئے۔

(مضمون جاری رہےگا (۸٦)۔)

۳۰ اکتوبر ۱۹۱۹ ء
''پراودا،، شمارہ ۲۵۰،
۷ نومبر ۱۹۱۹ ء۔
دستخط: ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن، جلد
۳۹، صفحات ۲۸۲ — ۲۷۱

مشرق کی قوموں کی کمیونسٹ تنظیموں کی دوسری کل روس کانگرس سے خطاب[87]

۲۲ نومبر ۱۹۱۹ء

ساتھیو ! میں بہت خوش ہوں کہ مجھے یہ موقع ملا کہ مشرق کی مسلمان تنظیموں کے نمائندوں ، کمیونسٹ ساتھیوں کی اس کانگرس کا خیرمقدم کر سکوں اور اس سوال پر چند لفظ کہہ سکوں کہ روس میں اور تمام دنیا میں آج صورت‌حال کیا ہے ۔ میری تقریر کا موضوع ہے — حالات حاضرہ ، اور میرا خیال ہے کہ اس وقت اس سوال کا سب سے بنیادی پہلو ہے سامراج کی طرف مشرق کی قوموں کا رویہ اور ان قوموں کے درمیان انقلابی تحریک ۔ یہ بات بالکل صاف ہے کہ مشرق کی قوموں کی یہ انقلابی تحریک اب صرف بین اقوامی سامراج کے خلاف ہماری سوویت ریپبلک کی انقلابی جدوجہد کے ساتھ ناتہ جوڑ کر ، اس سے براہ راست رابطہ رکھ کر ہی پوری طرح ترقی کر سکتی ہے ، یہی چیز اس کی کامیابی کی کنجی ہے ۔ مختلف حالات کی بنا پر — جن میں روس کی پس‌ماندگی اور بے‌کراں رقبہ بھی شامل ہے اور یہ حقیقت بھی کہ روس یورپ اور ایشیا ، مغرب اور مشرق کے درمیان سرحد کا کام کرتا ہے — ہمارے اوپر سامراج کے خلاف عالمی جدوجہد کی پیشوائی کا ، اس کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھانے کا فرض عائد ہو گیا — اور اسے ہم اپنے لئے بہت بڑی عزت سمجھتے ہیں ۔ اسی لئے مستقبل قریب میں حالات کے ارتقا کا رخ بین‌اقوامی سامراج کے خلاف ایک اور بھی زیادہ سخت جدوجہد کی پیش گوئی کرتا ہے اور اس کا لازمی طور پر سوویت ریپبلک کی اس جدوجہد سے قریبی تعلق

ہوگا جو وہ سامراج کی متحدہ قوتوں — جرمنی ، فرانس ، برطانیہ اور امریکہ — کے خلاف کر رہی ہے ۔

جہاں تک معاملے کے فوجی پہلو کا سوال ہے تو آپ جانتے ہی ہیں کہ کس طرح سارے محاذوں پر حالات ہمارے واسطے زیادہ سے زیادہ سازگار ہوتے جا رہے ہیں ۔ میں اس سوال کی جزئیات سے بحث نہیں کروں گا ۔ میں فقط اتنا کہوں گا کہ بین‌اقوامی سامراج نے جس خانہ جنگی کو ہمارے اوپر مسلط کیا اور ٹھونسا تھا اس نے ان پچھلے دو برس میں روسی سوشلسٹ وفاقی سوویت ریپبلک پر بے اندازہ دکھ اور مصیبتیں نازل کی ہیں ، اس نے کسانوں اور مزدوروں کی زندگی اس قدر اجیرن کی ہے کہ اکثر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس بارگراں کو سہار نہیں سکیں‌گے ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس جنگ نے اپنے بہیمانہ تشدد اور زبردستی کی وجہ سے اور ہمارے نام نہاد '' اتحادیوں ،، کے حلوں اور دھاووں کی وجہ سے — جو اب بالکل وحشی درندہ بن چکے ہیں اور جو سوشلسٹ انقلاب سے پہلے بھی ہمیں‌لوٹتے رہتے تھے — ایک معجزہ کر دکھایا ہے ۔ ان لوگوں کو جو جنگ سے بالکل تھک چکے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ ایک اور جنگ تو بالکل ہی برداشت نہیں کر سکیں‌گے اس جنگ نے ان کو پورا مجاہد بنا دیا جو نہ صرف دو برس تک ثابت قدمی سے جنگ میں لڑتے رہے بلکہ اب اس سے فتح مند ہو کر نکل رہے ہیں ۔ ہم اس وقت یودینچ ، کولچاک اور دنیکن پر جو فتوحات حاصل کر رہے ہیں وہ عالمی سامراج کی ان قوموں اور ملکوں کے خلاف جدوجہد کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز کر رہی ہیں جو اپنی آزادی کے لئے جہاد کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ۔ اس سلسلے میں ہماری دوسالہ خانہ‌جنگی نے تاریخ کے مدتوں پہلے کے اس مشاہدے کی پوری پوری تصدیق کر دی ہے کہ کسی جنگ کے کردار اور اس کی کامیابی کا دارومدار سب سے زیادہ جنگ کرنے والے ملک کے اندرونی نظام حکومت پر ہوتا ہے اور یہ کہ جنگ اس خاص ملک کی قبل‌جنگ اندرونی پالیسی کی آئینہ‌دار ہوتی ہے ۔ ان سب باتوں کی آئینہ‌داری جنگ کے دوران میں ہوتی ہے ۔

کس طبقے نے جنگ چھیڑی یا اس وقت تک جنگ کر رہا ہے — یہ ایک نہایت اہم سوال ہے ۔ چونکہ ہماری خانہ‌جنگی میں

مزدور اور کسان جو خود کو آزاد کرا چکے ھیں ، لڑ رھے ھیں اور چونکہ یہ خانہ جنگی محنت کشوں کی اپنے ملک کے اور باقی تمام دنیا کے سرمایہداروں سے نجات پانے اور آزادی حاصل کرنے کی سیاسی جدوجہد ھی کے سلسلے کی کڑی ھے ، صرف اس لئے روس جیسے پس‌مانده اور چار سالہ سامراجی جنگ کے تھکائے ، ستائے ملک میں ایسے لوگ مل گئے جن کی قوت‌ارادی اتنی مضبوط تھی کہ وہ دوسال تک غیر معمولی اور بےاندازہ سختیاں اور مصیبتیں جھیل کر جنگ کو آگے بڑھا سکے ۔

خانہ جنگی کی تاریخ نے خاص طور پر کولچاک کے سلسلے میں اس چیز کی بہت واضح مثال پیش کی ھے ۔ کولچاک وہ دشمن تھا جسے دنیا کی مضبوط ترین طاقتوں کی مدد حاصل تھی ، اس کے پاس جو ریلوے لائن تھی اس کی حفاظت کوئی ایک لاکھ بدیسی سپاھی کرتے تھے ۔ اور ان میں عالمی سامراج کے بہترین سپاھی بھی شامل تھے ، مثلاً جاپانی سپاھی جو سامراجی جنگ میں لڑنے کے لئے تیار کئے گئے تھے لیکن چونکہ جنگ میں انھوں نے برائے نام حصہ لیا لھذا بہت ھی کم نقصان اٹھایا تھا ۔ کولچاک کو سائبیریا کے کسانوں کی حمایت حاصل تھی جو سب سے زیادہ خوش‌حال کسان تھے ، جنھیں کبھی کسان غلامی نظام سے سابقہ نہیں پڑا تھا اور جو اسی وجہ سے کمیونزم سے سب سے زیادہ دور تھے ۔ ایسا معلوم ھوتا تھا کہ کولچاک ایک ناقابل تسخیر طاقت ھے ، کیونکہ اس کی فوجیں بین‌اقوامی سامراج کا ھراول دستہ تھیں ۔ اور آج بھی جاپان ، چیکوسلوواکیہ اور بہت سی دوسری سامراجی قوموں کی فوجیں سائبیریا میں سرگرم عمل ھیں ۔ لیکن وسیع قدرتی وسائل سے مالامال سائبیریا پر کولچاک کی حکومت کے ایک سال سے زائد کے تجربے نے ، ایک ایسی حکومت کے تجربے نے جس کو شروع ھی سے دوسری انٹرنیشنل کی سوشلسٹ پارٹیوں کی ، منشویکوں کی اور سوشلسٹ انقلابیوں کی حمایت حاصل تھی جنھوں نے آئین ساز اسمبلی کی کمیٹی کا محاذ (۸۸) قائم کیا تھا ، اور جو ان ھی سب وجوہ کی بنا پر تاریخ کی عامیانہ اور عام رفتار کے نقطۂنظر سے بہت ھی مضبوط ، مستحکم اور اجیت معلوم ھوتی تھی عملی طور پر یہ دکھا دیا کہ کولچاک جتنا زیادہ روس کے اندر گھستا گیا اسی قدر خود کو کمزور اور کھوکھلا کرتا گیا اور اب

آخر میں ہم کولچاک پر سوویت روس کی مکمل فتح کا نظارہ کر رہے ہیں۔ یہاں ہمیں بلاشبہ اس حقیقت کا عملی ثبوت ملتا ہے کہ سرمایہ‌داروں کی غلامی کے جوئے سے آزاد شدہ مزدوروں اور کسانوں کی متحدہ قوتیں معجزے کر دکھانے کی اہلیت رکھتی ہیں۔ یہاں ہمیں عمل میں اس چیز کا ثبوت ملتا ہے کہ جب کوئی انقلابی جنگ واقعی مظلوم اور دبے کچلے محنت‌کش عوام کی توجہ اور دلچسپی کا مرکز بن جاتی ہے، جب وہ ان میں یہ شعور پیدا کر دیتی ہے کہ وہ لوٹنے کھسوٹنے والوں کے خلاف مصروف‌پیکار ہیں تو اس وقت یہ انقلابی جنگ لوگوں میں اعجازو کرامات دکھانے کی قوت اور صلاحیت ابھار سکتی ہے۔

میرا خیال ہے کہ سرخ فوج کی کامیابی، اس کی جدوجہد اور اس کی فتح کی تاریخ مشرق کی تمام قوموں کے واسطے بڑی عالمی اہمیت کی حامل ثابت ہوگی۔ وہ مشرق کی قوموں کو دکھا دے گی کہ خواہ وہ کتنی ہی کمزور کیوں نہ ہوں اور خواہ ان کے یورپی جابروں کی طاقت، جو اپنی لڑائی میں فنون‌حرب اور ٹکنیک کے تمام کمالات سے کام لیتے ہیں، کتنی ہی ناقابل‌تسخیر کیوں نہ معلوم ہوتی ہو لیکن اگر مظلوم‌ومجبور قومیں ایک انقلابی جنگ شروع کر دیں اور وہ جنگ استحصال کے شکار، کروڑوں محنت‌کش عوام کو چونکانے اور ابھارنے میں واقعی کامیاب ہو سکے تو وہ ایسے اہم امکانات، ایسے غیر معمولی اعجاز و کرامات کی حامل ہو جاتی ہے جن کی بدولت اس وقت مشرق کی قوموں کی آزادی بالکل ممکن العمل ہو گئی ہے۔ اور یہ آزادی صرف اسی معنی میں ممکن العمل نہیں ہے کہ ایک بین‌اقوامی انقلاب کا امکان موجود ہے بلکہ ایشیا اور سائبیریا میں براہ راست فوجی تجربہ، یعنی سوویت رپبلک کا تجربہ، جس کو تمام طاقتور سامراجی ملکوں کے ہتیاربند حملے سے سابقہ پڑ چکا ہے، اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اس کے علاوہ روس میں خانہ‌جنگی کے تجربے نے ہمیں اور دوسرے تمام ملکوں کے کمیونسٹوں کو دکھا دیا ہے کہ خانہ جنگی کی بھٹی میں انقلابی جوش اور لگن کے علاوہ ایک مضبوط اندرونی طاقت بھی ابھرتی اور نکھرتی ہے۔ جنگ ہر قوم کی تمام

معاشی اور تنظیمی قوتوں کی کسوٹی ہے۔ اگرچہ جنگ مزدوروں اور کسانوں کے لئے، جنہیں بھوک اور سردی نے بدحال اور خستہ کر رکھا ہے، انتہائی کٹھن اور پریشان کن چیز تھی، لیکن ان دو برسوں کے تجربے کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمیں کامیابیاں ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی کہ ہمارے پاس ایک عقبی محاذ موجود ہے، مضبوط عقبی محاذ اور سردی اور فاقوں کے باوجود ہمارے کسان اور مزدور مضبوط اور متحد ہیں اور ہر بھرپور وار کا جواب دیکر اپنی معاشی قوت اور عام طاقت کو اور زیادہ مستحکم اور اٹوٹ بناتے ہیں۔ اور صرف یہی ایک چیز تھی جس نے کولچاک، یودینچ اور ان کے اتحادیوں کے مقابلے میں (جو دنیا کی مضبوط‌ترین طاقتیں ہیں) فتح کو ممکن بنایا۔ پچھلے دو سال نے ایک طرف تو یہ دکھا دیا کہ انقلابی جنگ آگے بڑھائی جا سکتی ہے اور دوسری طرف اس چیز کا ثبوت دے دیا کہ بدیسی حملے کی زبردست زد میں آکر سوویت حکومت اور بھی مضبوط اور طاقت‌ور ہوئی ہے، حالانکہ اس حملے کا مقصد یہ ہے کہ انقلاب کے گہوارے کو، مزدوروں اور کسانوں کی رپبلک کو، جنہوں نے بین‌اقوامی سامراج کے خلاف جہاد کرنے کی جرأت کی ہے، جلد سے جلد نیست‌ونابود کر دے، برباد کر دے۔ لیکن روس کے مزدوروں اور کسانوں کو نیست‌ونابود اور تباہ کرنے کے بجائے اس نے انہیں تپا کر الٹا اور مضبوط کر دیا، نکھار دیا۔

یہ ہے دورحاضرہ کا سب سے اہم سبق اور سب سے اہم لب‌لباب۔ ہم اس وقت دنیکن پر فیصلہ کن فتح پانے ہی والے ہیں، جو ہماری دھرتی پر بچ رہنے والا آخری دشمن ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم مضبوط ہیں اور ہزار مرتبہ یہ بات دوہرا سکتے ہیں کہ یہ کہنے میں ہم غلطی پر نہیں ہیں کہ رپبلک کی اندرونی صورت حال میں زیادہ پائداری اور استواری پیدا ہوئی ہے اور یہ کہ ہم دنیکن کے خلاف جو جنگ کر رہے ہیں اس سے ہم پہلے سے کہیں زیادہ طاقت‌ور اور سوشلسٹ نظام کی تعمیر کے کام کے لئے پہلے سے بہت بہتر طور پر تیار ہو کر نکلیں گے۔ اور سوشلسٹ تعمیر کا کام وہ ہے جسے ہم خانہ جنگی کے دوران میں بہت ہی کم وقت

اور توجہ دے سکے تھے لیکن جس کے لئے صرف اب ، جبکہ ہم ایک آزاد راستے پر قدم رکھ رہے ھیں ، اپنا تن‌من‌دھن لگا دیں‌گے۔

ہم مغربی یورپ میں سامراج کے انحطاط کا نظارہ کر رہے ھیں۔ آپ جانتے ھی ھیں کہ سال‌بھر ادھر تک جرمن سوشلسٹوں تک کو ایسا معلوم ھوتا تھا — اور سچ پوچھئے تو سوشلسٹوں کی بہت بڑی اکثریت کو ، جس کی سمجھ میں یہ صورت‌حال نہیں آتی تھی یہی معلوم ھوتا تھا کہ فقط عالمی سامراج کے دو گروھوں میں رسہ کشی ھو رھی ھے اور ان کے خیال میں تاریخ صرف اسی رسہ کشی ، اسی جدوجہد سے عبارت ھے اور کوئی قوت ایسی نہیں ھے جو اس کے علاوہ کسی نئی چیز کو جنم دے سکے۔ ان کو ایسا معلوم ھوتا تھا کہ سوشلسٹوں تک کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارۂ‌کار نہیں ھے کہ وہ ان طاقت‌ور عالمی درندوں کے کسی ایک گروہ کا ساتھ دیں اور اس سے ناتہ جوڑ لیں۔ اکتوبر ۱۹۱۸ ء کے ختم پر ایسا ھی معلوم ھوتا تھا۔ لیکن ھم دیکھتے ھیں کہ اس کے بعد جو ایک سال گذرا ھے اس میں عالمی تاریخ میں ایسے ایسے واقعات رونما ھوئے ھیں جو پہلے کبھی دیکھنے سننے میں بھی نہیں آئے تھے۔ وہ بڑے وسیع اور دور رس واقعات تھے جنھوں نے ان سوشلسٹوں کی آنکھیں کھول دی ھیں جو سامراجی جنگ کے زمانے میں وطن‌پرست تھے اور اپنے طرزعمل کا یہ جواز پیش کرتے تھے کہ دشمن ان کے سر پر کھڑا ھوا ھے۔ وہ فرانسیسی اور انگریز سامراجیوں سے اپنے اتحاد کا یہ جواز پیش کرتے تھے کہ یہ سامراجی گویا جرمن سامراج سے آزادی دلا رھے ھیں۔ دیکھئے اس جنگ نے کتنے فریب خیال ختم کئے ! ھم جرمن سامراج کا انحطاط دیکھ رھے ھیں جو فقط ریپبلکن ھی نہیں ، سوشلسٹ انقلاب کو بھی بروئے کار لا رھا ھے۔ آپ جانتے ھیں کہ آج جرمنی میں طبقاتی جدوجہد کی دھار زیادہ تیز ھو گئی ھے ، اس میں زیادہ تندی آ گئی ھے اور خانہ جنگی قریب سے قریب‌تر آ رھی ھے ، اور خانہ جنگی سے مطلب ھے جرمن پرولتاریہ کی جرمن سامراجیوں کے خلاف جنگ جنھوں نے ریپبلکن جامہ ضرور پہن لیا ھے لیکن اندر سے اب بھی وھی سامراج کے نمائندے ھیں۔

سب جانتے ہیں کہ مغربی یورپ میں سماجی انقلاب دن‌بہ‌دن ہی نہیں ، لمحہ‌بہ‌لمحہ ترقی پذیر ہے اور یہی کیفیت امریکہ اور انگلستان میں بھی ہے — یہ کلچر اور تہذیب کے نام نہاد علم بردار اور ہنوں کے یعنی جرمن سامراجیوں کے فاتح — لیکن جب صلح نامۂ ورسائی (۸۹) کا وقت آیا تو سب نے دیکھ لیا کہ وہ بریست کے معاہدے سے ، جو جرمن لٹیروں نے ہم لوگوں پر ٹھونسا تھا ، کہیں زیادہ حریصانہ اور لٹیرے‌پن کا معاہدہ ہے ، اور لوگوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ صلح نامۂ ورسائی وہ سب سے زیادہ بھرپور اور کاری وار تھا جو ان بدقسمت فاتح ملکوں کے سرمایہ‌دار اور سامراجی خود اپنے اوپر کر سکتے تھے ۔ صلح نامۂ ورسائی نے ٹھیک انہیں فاتح قوموں کی آنکھیں کھول دیں اور انہیں دکھا دیا کہ وہ کلچر اور تہذیب کے علم‌بردار نہیں ہیں ۔ مثلاً برطانیہ اور فرانس جمہوری ریاستیں ہوں تو ہوں لیکن ان پر راج سامراجی درندوں ہی کا ہے ۔ ان درندوں کی آپس کی لڑائی اس قدر تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ ہم اس پر خوشیاں منا سکتے ہیں کہ صلح نامۂ ورسائی ان بغلیں بجانے والے سامراجیوں کی محض ظاہری فتح ہے اور دراصل وہ پوری سامراجی دنیا کے دیوالیہ‌پن پر اور محنت‌کش جنتا کے ان سوشلسٹوں سے قطعی اور فیصلہ کن طور پر دور ہٹ جانے پر دلالت کرتا ہے جنہوں نے جنگ کے زمانے میں بوسیدہ اور ڈھیتے ہوئے سامراج کے نمائندوں سے ناتہ جوڑ لیا تھا اور جو شریک‌جنگ درندوں کے دو گروہوں میں سے ایک نہ ایک کی حمایت کرتے تھے ۔ محنت کشوں کی آنکھوں پر سے پردہ ہٹ گیا ہے کیونکہ صلح نامۂ ورسائی بے‌حد حریصانہ اور درندگی کا صلح نامہ تھا اور اس نے دکھا دیا کہ فرانس اور برطانیہ دراصل نوآبادیوں پر اپنے قبضے اور اقتدار کو مستحکم کرنے اور اپنی سامراجی طاقت میں اضافہ کرنے کے لئے جرمنی سے لڑ رہے تھے ۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ اندرونی کشمکش اور جدوجہد بڑھتی جا رہی ہے ۔ آج میں نے لندن سے تار سے آئی ہوئی ایک خبر پڑھی ، جس پر ۲۱ نومبر کی تاریخ پڑی ہے ۔ اس میں امریکی اخبار نویسوں نے (اور یہ وہ لوگ ہیں جن پر انقلابیوں کے ساتھ ہمدردی رکھنے کا دور دور شبہ نہیں ہو سکتا) کہا ہے کہ فرانس میں امریکیوں

کے خلاف نفرت کا ایک غیر معمولی طوفان ابل پڑا ہے کیونکہ امریکی صلح نامہ؛ ورسائی کی توثیق کرنے سے انکار کرتے ہیں ۔

برطانیہ اور فرانس فاتح تو ضرور ہیں لیکن امریکہ کے قرض میں ان کا بال بال بندھا ہوا ہے اور امریکہ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ برطانیہ اور فرانس خود کو بھلے ہی فاتح سمجھیں لیکن ترمال وہی اڑائے گا اور جنگ کے زمانے میں دئیے ہوئے قرض پر سود کی خوب بڑی بڑی رقمیں وصول کرے گا ۔ اس چیز کی ضامن اور معاون ہوگی امریکی بحری فوج جس کی اس وقت تشکیل ہو رہی ہے اور جو تعداد میں برطانوی بحری فوج سے بازی لے جا رہی ہے ۔ اور حریص اور درندے امریکی سامراج کی بدتمیزیوں کا اندازہ صرف اسی ایک چیز سے ہو سکتا ہے کہ امریکی دلال زندہ اشیائے تجارت ، عورتیں اور لڑکیاں خرید کر انہیں امریکہ روانہ کر رہے ہیں تا کہ وہاں ان کے ذریعے عصمت فروشی کا بازار گرم کیا جائے ۔ آزاد ، مہذب امریکہ چکلوں اور قحبہ خانوں کے لئے زندہ اشیائے تجارت مہیا کر رہا ہے ! پولینڈ اور بلجیم میں امریکی دلالوں سے جھڑپیں ہو رہی ہیں ۔ اتحاد ثلاثہ سے مدد پانے والے ہر چھوٹے ملک میں نہایت وسیع پیمانے پر جو کچھ ہو رہا ہے یہ اس کی فقط چھوٹی سی مثال ہے ۔ مثال کے طور پر پولینڈ کو لے لیجئے ۔ آپ دیکھیں گے کہ امریکی دلال اور منافع‌خور وہاں جا جا کر اس ملک کی ، جسے دعوی ہے کہ وہ اب ایک خود مختار ریاست ہے ، تمام دولت بٹور رہے ہیں ۔ امریکی دلال پولینڈ کو بالکل خریدے لے رہے ہیں ۔ وہاں کوئی ایک مل یا کارخانہ یا صنعت کا ایک بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جہاں امریکہ کا پورا پورا عمل دخل نہ ہو ۔ اور امریکی تو اس قدر بےشرم اور ڈھیٹ ہو گئے ہیں کہ اب وہ اس '' عظیم اور آزاد فاتح ،، یعنی فرانس کو بھی اپنا حلقہ‌بگوش بنانے لگے ہیں جو پہلے سودخوروں کا ملک تھا لیکن اب سر سے پاؤں تک امریکہ کے قرض میں جکڑا ہوا ہے ۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فرانس کی معاشی طاقت کا خاتمہ ہو گیا ہے ، اس کے پاس کافی اناج اور کوئلہ نہیں ہے اور وہ وسیع پیمانے پر اپنے مادی وسائل کی نشوونما نہیں کر سکتا ۔ ادھر امریکہ کا اصرار ہے کہ اسے پورا پورا خراج پیش کیا جائے اور اس میں چون‌وچرا کی کوئی گنجائش نہ ہو ۔ سو

سب جانتے ھیں کہ مغربی یورپ میں سماجی انقلاب دن‌بہ‌دن ھی نہیں ، لمحہ‌بہ‌لمحہ ترقی پذیر ھے اور یہی کیفیت امریکہ اور انگلستان میں بھی ھے -- یہ کلچر اور تہذیب کے نام نہاد علم بردار اور ھنوں کے یعنی جرمن سامراجیوں کے فاتح -- لیکن جب صلح نامۂ ورسائی (۸۹) کا وقت آیا تو سب نے دیکھ لیا کہ وہ بریست کے معاھدے سے ، جو جرمن لٹیروں نے ھم لوگوں پر ٹھونسا تھا ، کہیں زیادہ حریصانہ اور لٹیرے‌پن کا معاھدہ ھے ، اور لوگوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ صلح نامۂ ورسائی وہ سب سے زیادہ بھرپور اور کاری وار تھا جو ان بدقسمت فاتح ملکوں کے سرمایہ‌دار اور سامراجی خود اپنے اوپر کر سکتے تھے ۔ صلح نامۂ ورسائی نے ٹھیک انہیں فاتح قوموں کی آنکھیں کھول دیں اور انہیں دکھا دیا کہ وہ کلچر اور تہذیب کے علم‌بردار نہیں ھیں ۔ مثلاً برطانیہ اور فرانس جمہوری ریاستیں ھوں تو ھوں لیکن ان پر راج سامراجی درندوں ھی کا ھے ۔ ان درندوں کی آپس کی لڑائی اس قدر تیزی سے بڑھ رھی ھے کہ ھم اس پر خوشیاں منا سکتے ھیں کہ صلح نامۂ ورسائی ان بغلیں بجانے والے سامراجیوں کی محض ظاھری فتح ھے اور دراصل وہ پوری سامراجی دنیا کے دیوالیہ‌پن پر اور محنت‌کش جنتا کے ان سوشلسٹوں سے قطعی اور فیصلہ کن طور پر دور ھٹ جانے پر دلالت کرتا ھے جنھوں نے جنگ کے زمانے میں بوسیدہ اور ڈھیتے ھوئے سامراج کے نمائندوں سے ناتہ جوڑ لیا تھا اور جو شریک‌جنگ درندوں کے دو گروھوں میں سے ایک نہ ایک کی حمایت کرتے تھے ۔ محنت کشوں کی آنکھوں پر سے پردہ ھٹ گیا ھے کیونکہ صلح نامۂ ورسائی بے‌حد حریصانہ اور درندگی کا صلح نامہ تھا اور اس نے دکھا دیا کہ فرانس اور برطانیہ دراصل نوآبادیوں پر اپنے قبضے اور اقتدار کو مستحکم کرنے اور اپنی سامراجی طاقت میں اضافہ کرنے کے لئے جرمنی سے لڑ رھے تھے ۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ اندرونی کشمکش اور جدوجہد بڑھتی جا رھی ھے ۔ آج میں نے لندن سے تار سے آئی ھوئی ایک خبر پڑھی ، جس پر ۲۱ نومبر کی تاریخ پڑی ھے ۔ اس میں امریکی اخبار نویسوں نے (اور یہ وہ لوگ ھیں جن پر انقلابیوں کے ساتھ ھمدردی رکھنے کا دور دور شبہ نہیں ھو سکتا) کہا ھے کہ فرانس میں امریکیوں

کے خلاف نفرت کا ایک غیر معمولی طوفان ابل پڑا ھے کیونکہ امریکی صلح نامۂ ورسائی کی توثیق کرنے سے انکار کرتے ھیں۔

برطانیہ اور فرانس فاتح تو ضرور ھیں لیکن امریکہ کے قرض میں ان کا بال بال بندھا ھوا ھے اور امریکہ نے فیصلہ کر لیا ھے کہ برطانیہ اور فرانس خود کو بھلے ھی فاتح سمجھیں لیکن ترمال وھی اڑائے گا اور جنگ کے زمانے میں دئیے ھوئے قرض پر سود کی خوب بڑی بڑی رقمیں وصول کرے گا۔ اس چیز کی ضامن اور معاون ھوگی امریکی بحری فوج جس کی اس وقت تشکیل ھو رھی ھے اور جو تعداد میں برطانوی بحری فوج سے بازی لے جا رھی ھے۔ اور حریص اور درندے امریکی سامراج کی بدتمیزیوں کا اندازہ صرف اسی ایک چیز سے ھو سکتا ھے کہ امریکی دلال زندہ اشیائے تجارت، عورتیں اور لڑکیاں خرید کر انھیں امریکہ روانہ کر رھے ھیں تا کہ وھاں ان کے ذریعے عصمت فروشی کا بازار گرم کیا جائے۔ آزاد، مہذب امریکہ چکلوں اور قحبہ خانوں کے لئے زندہ اشیائے تجارت مہیا کر رھا ھے! پولینڈ اور بلجیم میں امریکی دلالوں سے جھڑپیں ھو رھی ھیں۔ اتحاد ثلاثہ سے مدد پانے والے ھر چھوٹے ملک میں نہایت وسیع پیمانے پر جو کچھ ھو رھا ھے یہ اس کی فقط چھوٹی سی مثال ھے۔ مثال کے طور پر پولینڈ کو لے لیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ امریکی دلال اور منافع‌خور وھاں جا جا کر اس ملک کی، جسے دعوی ھے کہ وہ اب ایک خود مختار ریاست ھے، تمام دولت بٹور رھے ھیں۔ امریکی دلال پولینڈ کو بالکل خریدے لے رھے ھیں۔ وھاں کوئی ایک مل یا کارخانہ یا صنعت کا ایک بھی شعبہ ایسا نہیں ھے جہاں امریکہ کا پورا پورا عمل دخل نہ ھو۔ اور امریکی تو اس قدر بےشرم اور ڈھیٹ ھو گئے ھیں کہ اب وہ اس ”عظیم اور آزاد فاتح“، یعنی فرانس کو بھی اپنا حلقہ‌بگوش بنانے لگے ھیں جو پہلے سودخوروں کا ملک تھا لیکن اب سر سے پاؤں تک امریکہ کے قرض میں جکڑا ھوا ھے۔ اور اس کی وجہ یہ ھے کہ فرانس کی معاشی طاقت کا خاتمہ ھو گیا ھے، اس کے پاس کافی اناج اور کوئلہ نہیں ھے اور وہ وسیع پیمانے پر اپنے مادی وسائل کی نشوونما نہیں کر سکتا۔ ادھر امریکہ کا اصرار ھے کہ اسے پورا پورا خراج پیش کیا جائے اور اس میں چون‌وچرا کی کوئی گنجائش نہ ھو۔ سو

سب جانتے ہیں کہ مغربی یورپ میں سماجی انقلاب دن‌بہ‌دن ہی نہیں ، لمحہ‌بہ‌لمحہ ترقی پذیر ہے اور یہی کیفیت امریکہ اور انگلستان میں بھی ہے ـــ یہ کلچر اور تہذیب کے نام نہاد علم بردار اور ہنوں کے یعنی جرمن سامراجیوں کے فاتح ـــ لیکن جب صلح نامۂ ورسائی (۸۹) کا وقت آیا تو سب نے دیکھ لیا کہ وہ بریست کے معاہدے سے ، جو جرمن لٹیروں نے ہم لوگوں پر ٹھونسا تھا ، کہیں زیادہ حریصانہ اور لٹیرے‌پن کا معاہدہ ہے ، اور لوگوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ صلح نامۂ ورسائی وہ سب سے زیادہ بھرپور اور کاری وار تھا جو ان بدقسمت فاتح ملکوں کے سرمایہ‌دار اور سامراجی خود اپنے اوپر کر سکتے تھے ـ صلح نامۂ ورسائی نے ٹھیک انہیں فاتح قوموں کی آنکھیں کھول دیں اور انہیں دکھا دیا کہ وہ کلچر اور تہذیب کے علم‌بردار نہیں ہیں ـ مثلاً برطانیہ اور فرانس جمہوری ریاستیں ہوں تو ہوں لیکن ان پر راج سامراجی درندوں ہی کا ہے ـ ان درندوں کی آپس کی لڑائی اس قدر تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ ہم اس پر خوشیاں منا سکتے ہیں کہ صلح نامۂ‌ورسائی ان بغلیں بجانے والے سامراجیوں کی محض ظاہری فتح ہے اور دراصل وہ پوری سامراجی دنیا کے دیوالیہ‌پن پر اور محنت‌کش جنتا کے ان سوشلسٹوں سے قطعی اور فیصلہ کن طور پر دور ہٹ جانے پر دلالت کرتا ہے جنھوں نے جنگ کے زمانے میں بوسیدہ اور ڈھیتے ہوئے سامراج کے نمائندوں سے ناتہ جوڑ لیا تھا اور جو شریک‌جنگ درندوں کے دو گروہوں میں سے ایک نہ ایک کی حمایت کرتے تھے ـ محنت کشوں کی آنکھوں پر سے پردہ ہٹ گیا ہے کیونکہ صلح نامۂ ورسائی بے‌حد حریصانہ اور درندگی کا صلح نامہ تھا اور اس نے دکھا دیا کہ فرانس اور برطانیہ دراصل نوآبادیوں پر اپنے قبضے اور اقتدار کو مستحکم کرنے اور اپنی سامراجی طاقت میں اضافہ کرنے کے لئے جرمنی سے لڑ رہے تھے ـ وقت کے ساتھ ساتھ یہ اندرونی کشمکش اور جدوجہد بڑھتی جا رہی ہے ـ آج میں نے لندن سے تار سے آئی ہوئی ایک خبر پڑھی ، جس پر ۲۱ نومبر کی تاریخ پڑی ہے ـ اس میں امریکی اخبار نویسوں نے (اور یہ وہ لوگ ہیں جن پر انقلابیوں کے ساتھ ہمدردی رکھنے کا دور دور شبہ نہیں ہو سکتا) کہا ہے کہ فرانس میں امریکیوں

کے خلاف نفرت کا ایک غیر معمولی طوفان ابل پڑا ہے کیونکہ امریکی صلح نامہ ورسائی کی توثیق کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

برطانیہ اور فرانس فاتح تو ضرور ہیں لیکن امریکہ کے قرض میں ان کا بال بال بندھا ہوا ہے اور امریکہ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ برطانیہ اور فرانس خود کو بھلے ہی فاتح سمجھیں لیکن ترمال وہی اڑائے گا اور جنگ کے زمانے میں دئیے ہوئے قرض پر سود کی خوب بڑی بڑی رقمیں وصول کرے گا۔ اس چیز کی ضامن اور معاون ہوگی امریکی بحری فوج جس کی اس وقت تشکیل ہو رہی ہے اور جو تعداد میں برطانوی بحری فوج سے بازی لے جا رہی ہے۔ اور حریص اور درندے امریکی سامراج کی بدتمیزیوں کا اندازہ صرف اسی ایک چیز سے ہو سکتا ہے کہ امریکی دلال زندہ اشیائے تجارت، عورتیں اور لڑکیاں خرید کر انہیں امریکہ روانہ کر رہے ہیں تا کہ وہاں ان کے ذریعے عصمت فروشی کا بازار گرم کیا جائے۔ آزاد، مہذب امریکہ چکلوں اور قحبہ خانوں کے لئے زندہ اشیائے تجارت مہیا کر رہا ہے! پولینڈ اور بلجیم میں امریکی دلالوں سے جھڑپیں ہو رہی ہیں۔ اتحاد ثلاثہ سے مدد پانے والے ہر چھوٹے ملک میں نہایت وسیع پیمانے پر جو کچھ ہو رہا ہے یہ اس کی فقط چھوٹی سی مثال ہے۔ مثال کے طور پر پولینڈ کو لے لیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ امریکی دلال اور منافع‌خور وہاں جا جا کر اس ملک کی، جسے دعوی ہے کہ وہ اب ایک خود مختار ریاست ہے، تمام دولت بٹور رہے ہیں۔ امریکی دلال پولینڈ کو بالکل خریدے لے رہے ہیں۔ وہاں کوئی ایک مل یا کارخانہ یا صنعت کا ایک بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جہاں امریکہ کا پورا پورا عمل دخل نہ ہو۔ اور امریکی تو اس قدر بےشرم اور ڈھیٹ ہو گئے ہیں کہ اب وہ اس "عظیم اور آزاد فاتح"، یعنی فرانس کو بھی اپنا حلقہ‌بگوش بنانے لگے ہیں جو پہلے سودخوروں کا ملک تھا لیکن اب سر سے پاؤں تک امریکہ کے قرض میں جکڑا ہوا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فرانس کی معاشی طاقت کا خاتمہ ہو گیا ہے، اس کے پاس کافی اناج اور کوئلہ نہیں ہے اور وہ وسیع پیمانے پر اپنے مادی وسائل کی نشوونما نہیں کر سکتا۔ ادھر امریکہ کا اصرار ہے کہ اسے پورا پورا خراج پیش کیا جائے اور اس میں چون‌وچرا کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ سو

اس طرح یہ بات روزبروز زیادہ صاف اور واضح ہوتی جا رہی ہے کہ فرانس ، برطانیہ اور دوسرے طاقتور ملک معاشی اعتبار سے دیوالیہ ہو چکے ہیں - فرانس کے انتخابات میں پادریوں کو سب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی - فرانس کے عوام کو جنہیں دھوکے کے جال میں پھنسا کر ان کی تمام تر طاقت جمہوریت اور آزادی کو جرمنی سے بچانے کی فرضی کوشش کے لئے وقف کرائی گئی تھی ، اب اس کا یہ انعام ملا ہے کہ ان کا بال بال قرض میں جکڑا ہوا ہے ، انہیں حریص ، درندے امریکی سامراجیوں کے طنز اور پھبتیوں کا نشانہ بننا پڑ رہا ہے اور اوپر سے پادریوں کی اکثریت جو انتہائی کٹر رجعت پسندی کے نمائندوں پر مشتمل ہے ، ان کے سروں پر مسلط ہے -

تمام دنیا میں صورت‌حال پہلے سے کہیں زیادہ پیچیدہ ہو گئی ہے ، الجھ گئی ہے - بین‌اقوامی سرمایہ کے خادموں ، کولچاک اور یودینچ پر ہمیں جو فتح حاصل ہوئی وہ بہت بڑی فتح ہے ، مگر اس سے کہیں بڑی جیت وہ ہے جو ہمیں بین‌اقوامی پیمانے پر حاصل ہو رہی ہے -- اگرچہ وہ اتنی نمایاں نہیں ہے - یہ فتح سامراج کے اندرونی انحطاط پر مشتمل ہے جو ہمارے خلاف فوجیں نہیں بھیج سکتا - اتحاد ثلاثہ نے فوجیں بھیجنے کی کوشش کی، مگر اسے کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ جب اس کی فوجوں کا ہماری فوجوں سے واسطہ پڑتا ہے اور وہ ہمارے روسی سوویت آئین کی جان‌کاری حاصل کرتی ہیں جس کا ان کی زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے ، تو پست ہمت سی ہو جاتی ہیں - بوسیدہ اور ناپاک سوشلزم کے لیڈروں کی تمام‌تر کوششوں کے باوجود ہمارے آئین کو ہمیشہ محنت‌کش جنتا کی ہمدردی حاصل ہوتی ہے - اب لفظ ''سوویت،، کو سبھی لوگ سمجھنے لگے ہیں ، سوویت آئین کا ترجمہ ساری زبانوں میں ہو چکا ہے اور ہر مزدور اس سے واقف ہے - ہر مزدور جانتا ہے کہ یہ محنت کشوں کا آئین ہے ، یہ ان محنت کشوں کا سیاسی نظام ہے جو بین اقوامی سرمایہ کو شکست دینے کا نعرہ دے رہے ہیں - یہ ہے وہ فتح جو ہم نے بین اقوامی سامراجیوں کے ہاتھ سے چھینی ہے - ہماری اس جیت کی چوٹ ہر سامراجی ملک پر پڑ رہی ہے کیونکہ ہم نے

سامراجی ملکوں کو ان کی اپنی فوجوں سے محروم کر دیا ، ہم نے ان سے سوویت روس پر حملہ کرنے کی قوت چھین لی ۔

انہوں نے دوسرے ملکوں — فن‌لینڈ اور لیتویا — کی فوجوں کے ذریعے روس کے خلاف جنگ کرنے کی کوشش کی مگر انہیں اس میں بھی منہ کی کھانی پڑی ۔ کئی ہفتے قبل برطانوی وزیر چرچل نے دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے ڈینگیں ماری تھیں — اور اس کی خبر تار کے ذریعے دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئی تھی — کہ سوویت روس کے خلاف چودہ قوموں کی ایک متحدہ مہم منظم کی گئی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سال‌نو کے آغاز تک روس کو شکست ہو جائے‌گی ۔ اور یہ سچ ہے کہ بہت سی قوموں نے اس میں حصہ لیا — فن‌لینڈ ، یوکرین ، پولینڈ ، جارجیا ، چیکوسلوواکیہ ، جاپان ، فرانس ، برطانیہ اور جرمنی اس مہم میں شریک تھے ۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ اس کا کیا انجام ہوا ! ہمیں معلوم ہے کہ استونیائی لوگوں نے یودینچ کی فوجوں کا ساتھ چھوڑ دیا ۔ اور اب اخباروں میں بہت ہی تندوتیز بحث‌ومباحثہ چل رہا ہے کیونکہ استونیائی یودینچ کی مدد نہیں کرنا چاہتے ۔ اور اسی طرح فن‌لینڈ کی بورژوازی کی بے‌حد خواہش کے باوجود فن‌لینڈ کے لوگوں نے بھی یودینچ کی مدد نہیں کی ۔ اس طرح ہمارے اوپر دھاوا کرنے کی دوسری کوشش کو بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ۔ پہلی منزل وہ تھی جب اتحادثلاثہ نے خود اپنی فوجیں روانہ کی تھیں جو فوجی ٹکنیک کے تمام اصولوں کے مطابق تیار کی گئی تھیں اور اسی لئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ضرور سوویت ریپبلک کو شکست دیں‌گی ۔ وہ قفقاز ، ارخانگیلسک اور کرائمیا سے تو چلی گئی ہیں لیکن مورمانسک میں اب تک موجود ہیں ، جس طرح چیکوسلوواکیائی فوجیں سائبیریا میں ابھی موجود ہیں ۔ لیکن ان کی حیثیت اب جزیروں کی سی ہے ۔ اتحاد ثلاثہ نے ہمیں نیست ونابود کرنے کی پہلی کوشش کی تو اس کا نتیجہ ہماری فتح کی شکل میں ظاہر ہوا ۔ دوسری کوشش اس چیز پر مشتمل تھی کہ ہمارے پڑوسی ملکوں سے ، جو مالی لحاظ سے سو فی‌صدی اتحادثلاثہ کے دست‌نگر ہیں ، ہمارے اوپر حملہ کرایا جائے اور انہیں یہ کہکر ہمیں نیست‌ونابود کرنے پر ابھارا اور اکسایا جائے کہ ہم سوشلزم کا

گڑھ ھیں۔ لیکن یہ کوشش بھی ناکام رہی۔ معلوم یہ ھوا کہ ان چھوٹے ملکوں میں سے کسی میں بھی ایسی جنگ کرنے کی سکت نہیں ھے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ھر چھوٹے ملک میں اتحادثلاثہ کے خلاف نفرت کے جذبے نے جڑ پکڑ لی ھے۔ جس وقت یودینچ کراسنوئے سیلو پر قبضہ کر چکا تھا اس وقت فن‌لینڈ پیٹروگراد پر قبضہ کرنے کے لئے اس واسطے آگے نہیں بڑھا کہ وہ مذبذب اور ڈانواں‌ڈول ھو رہا تھا، اسے احساس ھو چلا تھا کہ وہ سوویت روس کے نزدیک تو خود مختار ریاست کی حیثیت سے رہ سکتا تھا لیکن اتحادثلاثہ کے ساتھ امن‌وامان سے رھنا اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔ اور سب چھوٹی قوموں کو اسی قسم کا احساس پیدا ھو گیا ھے۔ فن‌لینڈ، لیتھوینیا، استونیا، پولینڈ، جہاں شاونزم کی گرم‌بازاری ھے لیکن ساتھ ھی ساتھ اتحادثلاثہ کے لئے جو اپنی لوٹ کھسوٹ اور غارتگری کا تختہ‌ٔمشق ان ملکوں کو بھی بنانے لگا ھے نفرت بھی موجود ھے — ان سب ملکوں کو یہی احساس ھو رہا ھے۔ اور اب حالات کے رخ کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگاتے ھوئے ھم کسی قسم کے مبالغے کے بغیر یہ بات کہہ سکتے ھیں کہ سوویت ریپبلک کے خلاف بین‌اقوامی جنگ کی نہ صرف پہلی بلکہ دوسری منزل بھی ناکامی سے دوچار ھوئی ھے۔ اب ھمیں دنیکن کی فوجوں کو ھرانا باقی رہ گیا ھے اور آدھی شکست تو انہیں ھو ھی چکی ھے۔

یہ ھے موجودہ روسی اور بین اقوامی صورت‌حال جس کا میں نے اپنی تقریر میں مختصراً ذکر کیا ھے۔ آخر میں مجھے اجازت دیجئے کہ میں مشرق کی قومیتوں کے سلسلے میں پیدا ھونے والی صورت‌حال کے بارے میں بھی چند باتیں کہوں۔ آپ لوگ مختلف مشرقی قوموں کی کمیونسٹ تنظیموں اور کمیونسٹ پارٹیوں کے نمائندے ھیں۔ مجھے یہ کہنا ھے کہ اگر روسی بالشویک پرانے سامراج کی عمارت میں رخنہ ڈالنے اور انقلاب کی نئی راھیں نکالنے کا بے‌انتہا کٹھن لیکن بے‌حد ارفع اور مقدس فریضہ اپنے ذمے لینے میں کامیاب ھوئے ھیں تو آپ لوگوں کے سامنے، مشرق کے محنت کش عوام کے نمائندوں کے سامنے بھی ایک اور بھی زیادہ ارفع، ایک اور زیادہ نیا فریضہ ھے۔ یہ بات روزبروز صاف ھوتی جا رھی ھے کہ سوشلسٹ انقلاب کا، جو تمام

دنیا میں آنے والا ہے ، محض یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر ملک کا پرولتاریہ اپنی بورژوازی پر فتح پائے ۔ یہ تو اسی صورت میں ممکن ہو سکتا تھا کہ انقلاب بہت تیزی ، سرعت اور سہولت سے آئے ۔ ہم جانتے ہیں کہ سامراجی ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے ، ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہر ملک اپنے اندرونی بالشویزم کے مقابلے کے لئے مسلح اور لیس ہے اور ہر ملک کو سب سے بڑی فکر یہی لگی ہوئی ہے کہ کس طرح اپنے یہاں بالشویزم کو شکست دے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ملک میں اندر ہی اندر خانہ جنگی کے منصوبے بن رہے ہیں اور اس میں پرانے سمجھوتہ‌باز سوشلسٹ بورژوازی کے طرف‌دار ہیں ۔ لہذا سوشلسٹ انقلاب ہر ملک میں وہاں کی بورژوازی کے خلاف صرف اور بڑی حد تک انقلابی پرولتاریہ کی جدوجہد پر مشتمل نہیں ہوگا — نہیں ، سوشلسٹ انقلاب تو مشتمل ہوگا سامراج کے دبائے اور کچلے ہوئے تمام ملکوں ، ساری نوآبادیوں اور دست‌نگر قوموں کی بین اقوامی سامراج کے خلاف جدوجہد پر ۔ پچھلے سال مارچ میں منظور کئے ہوئے پارٹی پروگرام میں عالمی سماجی انقلاب کی آمد کے سلسلے میں ہم نے کہا تھا کہ تمام ترقی‌یافتہ ملکوں میں سامراجیوں اور لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کے خلاف محنت کشوں کی خانہ جنگی کا بین اقوامی سامراج کے خلاف قومی جنگوں سے ناتہ جڑنے لگا ہے ۔ انقلاب جس راہ پر چل رہا ہے اس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے اور جوں جوں وقت گذرتا جائے گا اس چیز کی اور زیادہ تصدیق ہوتی جائے گی ۔ مشرق میں بھی یہی صورت ہوگی ۔

ہم جانتے ہیں کہ مشرق کے عوام آزاد ، سرگرم کارکنوں اور نئی زندگی کے معماروں کی حیثیت سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور مصروف‌عمل ہو جائیں گے ، کیونکہ مشرق میں کروڑوں انسان ان دست‌نگر اور محکوم ملکوں کے باسی ہیں جو اب تک بین‌اقوامی سامراجی پالیسی کا تختۂ‌مشق تھے اور جن کی حیثیت سرمایہ‌دارانہ تہذیب اور کلچر کے لئے محض کھاد کی سی تھی ۔ اور جب نوآبادیوں پر حکومت کرنے کے اجازت‌نامے (mandate) کا ذکر کیا جاتا ہے تو ہم خوب سمجھتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے لوٹ کھسوٹ اور غارتگری کا اجازت‌نامہ جاری کرنا — دنیا کی آبادی کے ایک بے حد

چھوٹے حصے کو کرۂارض کی آبادی کی اکثریت کو لوٹنے کھسوٹنے کا حق دینا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں اس اکثریت نے جو پہلے تاریخی ترقی کے حلقے سے بالکل باہر تھی، کیونکہ وہ ایک آزاد انقلابی قوت کی نمائندگی نہیں کر سکتی تھی، بیسویں صدی کے شروع سے اپنا انفعالی رول ادا کرنا ختم کر دیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ۱۹۰۵ء کے بعد ترکی، ایران اور چین میں انقلاب آئے اور ہندوستان میں بھی ایک انقلابی تحریک ابھری۔ اسی طرح سامراجی جنگ نے بھی انقلابی تحریک کو فروغ دیا کیونکہ یورپی سامراجیوں کو اپنی جدوجہد کے لئے پوری نوآبادیاتی رجمنٹیں بھرتی کرنا پڑا۔ سامراجی جنگ نے مشرق کو بھی جھنجھوڑ دیا، چونکا دیا اور مشرق کی قوموں کو بین اقوامی پالیسی کے میدان میں لا کھڑا کیا۔ برطانیہ اور فرانس نے نوآبادیوں کی قوموں کو مسلح کیا اور انہیں فوجی ٹکنیک اور جدید ترین مشینوں سے روشناس کیا۔ اس علم کو وہ سامراجی نوابوں کے خلاف استعمال کریں گی۔ اس موجودہ انقلاب کے دوران میں مشرق کی قوموں کی بیداری کا دور ختم ہو کر اب ایک نیا دور شروع ہو رہا ہے جس میں تمام مشرقی قومیں پوری دنیا کی تقدیر کا فیصلہ کرنے میں شریک ہوں گی اور محض دوسروں کی جاہ‌ودولت میں اضافہ کرنے کا ذریعہ نہیں رہیں گی۔ مشرق کی قومیں عمل کی ضرورت سے، پوری انسانیت کی تقدیر کو بنانے اور سنوارنے میں ہر قوم کے حصہ لینے کی ضرورت سے آشنا ہوتی جا رہی ہیں۔

اسی وجہ سے میرا خیال ہے کہ عالمی انقلاب کے ارتقا کی تاریخ میں — اور انقلاب کے آغاز کو دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ ابھی اور کئی سال چلےگا اور اس کے سلسلے میں بڑی کوشش اور جان فشانی کی ضرورت ہوگی — انقلابی جدوجہد میں اور انقلابی تحریک میں آپ لوگوں کو بہت اہم رول ادا کرنا ہے اور اس انقلابی جد و جہد کا بین اقوامی سامراج کے خلاف ہماری جدوجہد سے ناتہ جوڑنا ہے۔ بین اقوامی انقلاب میں شرکت آپ کے لئے ایک کٹھن اور پیچیدہ فریضہ لائےگی اور اس فریضے کی انجام دہی ہماری مشترکہ کامیابی کے لئے بنیاد کا کام دےگی کیونکہ اس وقت زیادہ‌تر لوگ پہلی دفعہ چونک کر، بیدار ہو کر آزاد عمل اور حرکت کے

میدان میں قدم رکھ رہے ہیں اور وہ بین اقوامی سامراج کو نیست‌ونابود کرنے کی جدوجہد میں ایک سرگرم اور باعمل عنصر ثابت ہوں گے۔

مشرقی قوموں کی اکثریت یورپ کے سب سے زیادہ پچھڑے ہوئے ملک — یعنی روس — سے بھی بدتر حالت میں ہے۔ لیکن جاگیرداری کی باقیات اور سرمایہ‌داری کے خلاف اپنی جدوجہد میں روس کے کسانوں اور مزدوروں کو متحد اور یکجا کرنے میں ہمیں کامیابی ہوئی اور ہماری جدوجہد اسی لئے اس قدر سہولت سے آگے بڑھی کہ سرمایہ‌داری اور جاگیرداری کے خلاف کسان اور مزدور متحد ہو گئے تھے۔ اس موقع پر مشرق کی قوموں سے رابطہ اور تعلق پیدا کرنا خاص طور پر اہم ہے کیونکہ مشرقی قوموں کی اکثریت محنت‌کش عوام کی مثالی نمائندہ ہے — وہ ایسے مزدوروں کی نمائندہ نہیں ہے جو سرمایہ‌دار ملوں اور کارخانوں کی درس‌گاہوں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے ہوں بلکہ ان لوٹ کھسوٹ کے مارے ہوئے محنت کش کسانوں کی مثالی نمائندہ ہے جو قرون‌وسطی کے ظلم‌وجبر کا شکار ہیں۔ روسی انقلاب نے اس چیز کی اچھی مثال پیش کی کہ کس طرح پرولتاریوں نے سرمایہ‌داری کو شکست دے کر اور پھیلے اور بکھرے ہوئے لاتعداد محنت‌کش کسانوں سے ایکتا قائم کرکے قرون وسطی کے ظلم‌وجبر سے بھی ٹکر لی اور اس کشمکش میں سرخرو اور ظفریاب ہوئے۔ اب ہماری سوویت ریپبلک کا کام یہ ہے کہ وہ مشرق کی تمام چونکتی اور جاگتی ہوئی قوموں کو اپنے پرچم تلے جمع کرے اور ان کے ساتھ مل کر بین‌اقوامی سامراج کے خلاف جدوجہد چلائے۔

اس موقع پر آپ کے سامنے ایک ایسا فریضہ ہے جو اب تک دنیا میں کسی اور کمیونسٹ کے سامنے نہیں آیا تھا: آپ کو کمیونزم کے عام نظرئے اور عمل کی روشنی میں اور اس کی بنیاد پر خود کو ان مخصوص اور منفرد حالات کے مطابق ڈھالنا ہے جو کسی یورپی ملک میں نہیں پائے جاتے، آپ کو کمیونسٹ نظرئے اور عمل کو ایسے حالات پر لاگو کرنا ہے جہاں اکثریت کسانوں کی ہے، اور جہاں آپ کا کام سرمایہ‌داری کے خلاف نہیں بلکہ قرون‌وسطی کی باقیات کے خلاف جدوجہد چلانا ہے۔ یہ ایک دشوار اور منفرد کام ہے لیکن ساتھ ہی بہت خوش گوار اور اچھا کام بھی ہے، کیونکہ اول تو اس وقت

ایسے عوام اس جدوجہد میں شامل ہو رہے ہیں جنھوں نے اب سے پہلے کبھی اس میں حصہ نہیں لیا تھا، اور دوسرے مشرق میں کمیونسٹ تنظیموں کا قیام آپ کو تیسری انٹرنیشنل (۹۰) سے بہت ہی قریبی تعلقات پیدا کرنے کا موقع دے گا۔ آپ کو چاہئے کہ دنیا بھر کے ترقی‌یافتہ پرولتاریوں اور مشرق کے محنت کش اور لوٹ کھسوٹ کے شکار عوام کے درمیان، جو زیادہ‌تر قرون‌وسطی کے حالات میں زندگی گذارتے ہیں، اتحاد اور ایکتا کی مخصوص شکلیں تلاش کریں۔ ہم نے اپنے ملک میں چھوٹے پیمانے پر وہ کام انجام دیا ہے جو آپ لوگ بڑے بڑے ملکوں میں، بڑے پیمانے پر انجام دیں‌گے۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ یہ دوسرا فریضہ بخوبی انجام دیں‌گے۔ مشرق کی کمیونسٹ تنظیموں کی وجہ سے، جن کے آپ لوگ نمائندے ہیں، آپ کا ترقی‌یافتہ انقلابی پرولتاریہ سے تعلق اور رابطہ قائم ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ پہلے کی طرح آج بھی اس بات کا خیال اور اس پر نظر رکھیں کہ ہر ملک میں کمیونسٹ پروپیگنڈا ایسی زبان میں کیا جائے جو اس ملک کے لوگوں کی سمجھ میں آسکے۔

یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ دنیا کے تمام ترقی یافتہ ملکوں کا پرولتاریہ ہی مختتم فتح حاصل کر سکتا ہے اور ہم روسی لوگ جو پودا لگا رہے ہیں اسے برطانوی، فرانسیسی اور جرمن پرولتاریہ پروان چڑھائےگا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مظلوم‌محکوم نوآبادیوں اور سب سے بڑھ کر مشرق کی قوموں کے محنت کش عوام کی مدد کے بغیر پرولتاریہ فتح‌مند اور ظفریاب نہیں ہو سکتا۔ ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ کمیونزم کی منزل تک پہنچنے کا کام اکیلا ہراول دستہ انجام نہیں دے سکتا۔ اصل کام یہ ہے کہ محنت کشوں کو چونکایا جائے، ان میں انقلابی سرگرمی، آزادانہ عمل اور تنظیم کے لئے جوش اور ابھار پیدا کیا جائے اور اس بات سے قطع‌نظر کہ ان کی کیا سطح ہے، ہم سچے کمیونسٹ نظرئے کا ترجمہ، جو زیادہ ترقی یافتہ ملکوں کے کمیونسٹوں کے لئے ہے، ہر قوم کی زبان میں کرائیں، قابل‌فہم بنائیں، تمام فوری اور ضروری عملی کام انجام دیا جائے اور ایک مشترکہ جدوجہد کے واسطے دوسرے ملکوں کے پرولتاریوں کے ساتھ اٹوٹ بندھنوں میں بندھ جانے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔

یہ ایسے مسئلے ھیں جن کا حل آپ کو کسی کمیونسٹ کتاب میں نہیں مل سکتا لیکن روس کی شروع کی ھوئی مشترکہ جدوجہد میں ضرور مل جائےگا۔ آپ کو ان مسئلوں سے خود ھی عہدہ برآ ہونا پڑے گا، خود ھی اپنے تجربے کی بنا پر ان کا حل تلاش کرنا ھوگا۔ اس کام میں ایک طرف تو آپ کو دوسرے ملکوں کے تمام محنت کشوں کے هراول دستے کے ساتھ قریبی اتحاد سے مدد ملے گی اور دوسری طرف مشرق کی قوموں کے سلسلے میں، جن کے آپ نمائندے ھیں، صحیح طرزعمل اور رویہ اختیار کرنے کی صلاحیت اس کام میں آپ کی معاون ھوگی۔ آپ کو اس بورژوا قوم پرستی کو بنیاد بنا کر چلنا پڑے گا جو ان قوموں کے درمیان ابھر رھی ھے اور ابھر کر رھے گی اور جس کا تاریخی جواز ھے۔ ساتھ ھی ساتھ آپ کو ھر ملک کے محنت کش اور استحصال کے شکار عوام کے دلوں تک بھی راہ پانی چاھئے اور ان کو ایسی زبان میں جو ان کی سمجھ میں آ سکے، بتانا چاھئے کہ بین‌اقوامی انقلاب کی جیت ھی میں ان کی آزادی کی واحد اور پکی امید مضمر ھے اور بین اقوامی پرولتاریہ ھی مشرق کے ظلم‌واستحصال کے مارے ھوئے کروڑوں محنت کش انسانوں کا واحد ساتھی اور اتحادی ھے۔

یہ ھے وہ بےحد اھم اور بڑا کام جو آپ کو درپیش ھے۔ اس دور کے طفیل جو انقلاب اور انقلابی تحریک کے ابھار اور فروغ کا دور ھے (جس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ھو سکتی) مشرق کی کمیونسٹ تنظیموں کی مشترکہ کوششوں سے یہ کام بخیروخوبی، کامیابی سے پورا ھوگا اور بین اقوامی سامراج پر مکمل فتح اس کا نقطۂ عروج ھوگی۔

"روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے ایزویستیا"، شمارہ ۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۱۹ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۹، صفحات ۳۱۸—۳۳۱

تشریحی نوٹ

۱ - دیکھئیے فریڈرک اینگلس ''تارکین وطن کا ادب''، ''کمیون کے بلانکیسٹ تارکین وطن کا پروگرام''۔ صفحہ ۷

۲ - ریاستی دوما — نمائندہ ادارہ جو زار کی حکومت ۱۹۰۵ء کے واقعات کی وجہ سے قائم کرنے پر مجبور ہوئی۔ رسمی طور پر ریاستی دوما آئین‌ساز ادارہ تھی لیکن عملی طور پر کوئی اختیار نہیں رکھتی تھی۔ اس کے لئے براہ راست، مساوی اور عام انتخابات نہیں ہوتے تھے۔ محنت کش طبقوں اور روس کی غیرروسی قومیتوں کی آبادی کا حق رائے دهی بہت هی محدود تھا اور مزدوروں اور کسانوں کے کافی بڑے حصے کو حق رائے دهی تھا هی نہیں۔ ۱۱ (۲۴) دسمبر ۱۹۰۵ء کے انتخابی قانون کے مطابق جاگیردار کا ایک ووٹ شہری بورژوازی کے نمائندوں کے تین ووٹوں، کسانوں کے ۱۵ ووٹوں اور مزدوروں کے ۴۵ ووٹوں کے برابر تھا۔

پہلی ریاستی دوما (اپریل — جولائی ۱۹۰۶ء) اور دوسری ریاستی دوما (فروری — جون ۱۹۰۷ء) کو زار کی حکومت نے برخاست کر دیا۔ ۳ جون ۱۹۰۷ء کے نئے ریاستی الٹ پلٹ کے بعد حکومت نے نیا انتخابی قانون منظور کیا جس نے مزدوروں، کسانوں اور شہری پیٹی بورژوازی کے حق کو اور محدود کر دیا اور تیسری (۱۹۱۲ء — ۱۹۰۷ء) اور چوتھی (۱۷ — ۱۹۱۲ء) ریاستی دوماؤں میں جاگیرداروں اور بڑے سرمایہ‌داروں کے مکمل تسلط کی ضمانت کی۔

بالشویکوں نے تیسری اور چوتھی دوماؤں کے انتخابوں میں حصہ لیا اور اپنے نمائندے بھیجے۔ انھوں نے دوما کے پلیٹ‌فارم کو زار کی عوام‌دشمن پالیسی کو بےنقاب کرنے اور روسی پرولتاریہ اور کسانوں کی سیاسی تربیت کے لئے استعمال کیا۔ صفحہ ۸

۳۔ ولادیمیر ایلیچ لینن کے پیش نظر وہ سیاسی واقعات ہیں جو اپریل — اگست ۱۹۱۷ء میں ملک میں ہوئے اور جنھوں نے انقلابی عمل کے ارتقا میں تیزی پیدا کی۔ ۲۰ — ۲۱ اپریل (۳ — ۴ مئی) ۱۹۱۷ء کو پیٹروگراد میں ایک لاکھ مزدوروں اور سپاہیوں کا احتجاجی مظاہرہ وزیر خارجہ میلیوکوف کے اس نوٹ کے خلاف ہوا کہ جنگ کو فتحیاب خاتمے تک جاری رکھا جائیگا۔ اپریل کے مظاہرے سے سرکاری بحران کی ابتدا ہوئی اور مخلوط عارضی حکومت بنائی گئی جسمیں کیڈیٹ، سوشلسٹ انقلابی اور منشویک شامل ہوئے۔ ۱۰ (۲۳) جون کو مظاہرے کا دن منانے کا فیصلہ بالشویک پارٹی نے ایک جلسے میں کیا جس میں مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندے بھی شریک تھے۔ مظاہرے کو سوویتوں کی پہلی کل روس کانگرس کے سامنے پیٹروگراد کے مزدوروں اور سپاہیوں کی مرضی کا اظہار کرنا تھا جو اس کا مطالبہ کر رہے تھے کہ سارا ریاستی اقتدار سوویتوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے۔ منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مظاہرہ نہ ہونے دیں‌گے اور ۹ (۲۲) جون کو انھوں نے اس کی ممانعت کے لئے کانگرس میں تجویز منظور کی۔

بالشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی سوویتوں کی کانگرس کی تجویز کی مخالفت نہیں کرنا چاہتی تھی اسلئے اس نے مظاہرے کاخیال ترک کر دیا۔

سوویتوں کی کانگرس کی منشویک — سوشلسٹ انقلابی قیادت نے ۱۸ جون (یکم جولائی) کو مظاہرہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کو امید تھی کہ وہ اس مظاہرے کا انتظام عارضی حکومت پر اعتماد کے جھنڈے کے سائے میں کر سکے گی۔

۱۸ جون (یکم جولائی) کے مظاہرے میں تقریباً پانچ لاکھ آدمی شریک ہوئے۔ مظاہرین کی اکثریت بالشویک پارٹی کے ان انقلابی نعروں

کی حمایت میں تھے : ''سرمایہ‌داروں کے وزراء مردہ‌باد !''، ''سارا اقتدار سوویتوں کو !''۔ اس مظاہرے نے عوام میں بڑھتی ہوئی انقلابی سرگرمی اور بالشویکوں کے اثر میں زبردست اضافے کا اظہار کیا۔

۴ — ۳ (۱۷ — ۱۶) جولائی ۱۹۱۷ ء کو پیٹروگراد میں مزدوروں، سپاہیوں اور ملاحوں کے درمیان خود بخود عام بےچینی پیدا ہوگئی ۔ اس عوامی بےچینی کا سبب عارضی حکومت کی ساری پالیسی تھی، جو سامراجی جنگ کو جاری رکھنا تھا۔

بالشویک پارٹی اس لمحے میں مسلح دھاوے کے خلاف تھی کیونکہ ابھی ملک میں انقلابی بحران پختہ نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی عوام کی مزاجی کیفیت دیکھتے ہوئے، مرکزی کمیٹی، پیٹرس‌برگ کی کمیٹی اور بالشویک پارٹی کی فوجی تنظیم نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ ۴ (۱۷) جولائی کے مظاهرے میں حصہ لےگی تاکہ اس کو پرامن اور منظم بنا سکے۔ ۴ (۱۷) جولائی کے مظاهرے میں تقریباً پانچ لاکھ لوگوں نے حصہ لیا۔

عارضی حکومت جس کی حمایت منشویک — سوشلسٹ انقلابی مرکزی انتظامیہ کمیٹی کر رہی تھی اس پرامن مظاهرے پر گولیاں چلوائیں۔ مظاهرے کے منتشر ہونے کے بعد بھی عارضی حکومت نے جبروتشدد جاری رکھا۔ خاص نفرت کے ساتھ اس نے بالشویک پارٹی پر چھاپہ مارا۔ جولائی کے دنوں کے بعد بالشویکوں نے یہ نعرہ واپس لے لیا کہ ''سارا اقتدار سوویتوں کو''، کیونکہ سوویتوں کے رہنماؤں — سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں نے کھلم کھلا انقلاب‌دشمنی اختیار کر لی تھی۔

۲۵ اگست ۱۹۱۷ ء کو جنرل کورنیلوف نے اس زارشاهی کو بحال کرنے کی کوشش کرتے ہوئے جس کا تختہ عوام نے فروری میں الٹ دیا تھا انقلاب‌دشمن بغاوت کی اور انقلابی پیٹروگراد پر فوج لیکر چڑھ آیا۔ ان مزدوروں اور کسانوں نے اس بغاوت کو دبا دیا جنکی رهنمائی بالشویک کر رہے تھے۔ عوام کے دباؤ سے عارضی حکومت نے کورنیلوف اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری اور ان پر مقدمہ چلانے کا حکم دیا۔ صفحہ ۸

۴ - سوشلسٹ انقلابی — روس کی پیٹی بورژوا پارٹی جو ۱۹۰۱ ء کے آخر اور ۱۹۰۲ ء کی ابتدا میں نرودنکوں کے مختلف گروہوں اور حلقوں کے اتحاد سے پیدا ہوئی۔

سوشلسٹ انقلابی پرولتاریہ اور کسانوں کے درمیان طبقاتی فرق نہیں دیکھتے تھے۔ کسانوں کی طبقاتی پرت‌داری اور ان کے اندرونی تضاد کو چھپاتے تھے اور انقلاب میں پرولتاریہ کے رہنما رول سے انکار کرتے تھے۔

عالمی سامراجی جنگ کے دوران زیادہ تر سوشلسٹ انقلابیوں نے سوشل شاونزم کا راستہ اختیار کیا۔

فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کی فتح کے بعد سوشلسٹ انقلابی منشویکوں کے ساتھ ملکر انقلاب‌دشمن بورژوا — جاگیردار عارضی حکومت کے بڑے ستون بنے اور پارٹی کے لیڈر (کیرینسکی، اوکسین‌تیف اور چیرنوف) اس حکومت میں شامل ہوئے۔ سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی نے کسانوں کا یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا کہ زمین پر جاگیردارانہ ملکیت ختم کی جائے۔ عارضی حکومت کے سوشلسٹ انقلابی وزیروں نے ان کسانوں کے خلاف تعزیری دستے بھیجے جنھوں نے جاگیرداروں کی زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد غیرملکی فوجی مداخلت اور خانہ جنگی کے دوران سوشلسٹ انقلابیوں نے انقلاب‌دشمن تخریبی کارروائیاں کیں، سرگرمی کے ساتھ مداخلت کرنےوالوں اور سفیدگارڈ کی حمایت کی، انقلاب‌دشمن سازشوں میں حصہ لیا، سوویت ریاست اور کمیونسٹ پارٹی کے کارکنوں کے خلاف دہشت‌انگیز اقدامات منظم کئے۔ صفحہ ۸

۵ - منشویک — روسی سوشل ڈیموکریسی میں موقع‌پرست رجحان اور بین‌اقوامی موقع‌پرستی کا ایک رخ - ۱۹۰۳ ء میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس میں لینن کے ''اسکرا'' کے مخالفین سے اس کی تشکیل ہوئی۔ کانگرس میں پارٹی کے مرکزی اداروں کے انتخاب میں لینن کے حامیوں کو اکثریت(بالشنستوو) حاصل ہوئی اور وہ بالشویک کہلانے لگے۔ موقع‌پرست اقلیت (منشینستوو) میں تھے اسلئے ان کو منشویک کا نام دیا گیا۔

منشویکوں نے پارٹی کے انقلابی پروگرام، انقلاب میں پرولتاریہ کے رہنما رول، مزدور طبقے اور کسانوں کے اتحاد کی مخالفت کی اور اعتدال پرست بورژوازی سے سمجھوتے کے حق میں تھے۔

۱۹۰۵ — ۷ ء کے انقلاب کی شکست کے بعد منشویکوں نے پرولتاریہ کی غیر قانونی انقلابی پارٹی ختم کرنے کی کوشش کی۔ جنوری ۱۹۱۲ ء کی چھٹی کل روس پارٹی کانفرنس میں منشویک انسداد پرستوں کو روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی سے نکال دیا گیا۔

۱۹۱۷ ء میں منشویکوں کے نمائندے بورژوا عارضی حکومت میں شامل ہوئے اور عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد منشویکوں نے دوسری انقلاب دشمن پارٹیوں کے ساتھ مل کر سوویت اقتدار کے خلاف جدوجہد کی۔ صفحہ ۸

۶ - کانسٹی ٹیوشنل (آئینی) ڈیموکریٹک پارٹی (کیڈیٹ) — روس کی اعتدال پرست — شاہ پرست بورژوازی کی یہ نمایاں پارٹی اکتوبر ۱۹۰۵ ء میں قائم ہوئی۔ اس میں بورژوازی کے نمائندے، بورژوا دانش ور اور زیمستوو (مقامی انتظامی ضلع کونسل) کے وہ کارکن (ممبر) شامل تھے جو زمین دار تھے۔ کیڈیٹ آئینی شاہ پرستی کے مطالبے سے آگے نہیں بڑھے۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران کیڈیٹوں نے سرگرمی کے ساتھ زار شاہی کی قبضہ گیر خارجہ پالیسی کی حمایت کی۔ فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے زمانے میں انھوں نے شاہی حکومت کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ بورژوا عارضی حکومت میں رہنمائی کی پوزیشن حاصل کرکے کیڈیٹوں نے عوام دشمن اور انقلاب دشمن پالیسی اختیار کی۔ صفحہ ۱۰

۷ - یہاں ۱۸۷۱ ء کے پیرس کمیون کا ذکر ہے جو تاریخ میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی پہلی حکومت تھی۔ پیرس کمیون ۱۸ مارچ سے ۲۸ مئی ۱۸۷۱ ء تک رہا۔ پیرس کمیون نے چرچ کو ریاست سے اور اسکول کو چرچ سے علحدہ کیا، مستقل فوج کی جگہ عوام کو مسلح کیا، ججوں اور سرکاری افسروں کے عوامی انتخاب کا طریقہ رائج کیا اور یہ طے کیا کہ افسروں کی کام کی اجرت مزدوروں کی کام کی اجرت سے زیادہ نہ ہونا چاہئے، مزدوروں اور شہری

غریبوں وغیرہ کی معاشی حالت بہتر بنانے کے لئے اقدامات کئے۔ ۲۱ مئی ۱۸۷۱ء کو تیئر کی انقلاب‌دشمن حکومت کی فوج نے پیرس پر دھاوا بولکر پیرس کے مزدوروں پر سخت مظالم کئے۔ تقریباً تیس ہزار اشخاص مارے گئے، پچاس ہزار گرفتار کر لئے گئے اور ہزاروں کو قید با مشقت کی سخت سزا دی گئی۔ صفحہ ۱۱

۸ - وارسائی — پیرس کے مضافات میں ایک جگہ ہے جہاں ۱۸۷۱ء میں پیرس کمیون کے دوران تیئر کی انقلاب دشمن فرانسیسی حکومت کا صدر مقام تھا۔ صفحہ ۱۱

۹ - یکم (۱۴) ستمبر ۱۹۱۷ء کو عارضی حکومت نے پانچ اشخاص پر مشتمل ایک بورڈ آف ڈائرکٹر قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس میں کیڈیٹ سرکاری طور پر نہیں شامل ہوئے لیکن اس کا قیام ان سے خفیہ سمجھوتوں کے ذریعہ ہوا تھا۔ منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے اس نئی حکومت کی حمایت کی تجویز منظور کی۔ اس طرح زبانی کیڈیٹوں سے علحدگی کا اعلان کرکے منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے اس بار بھی جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کو اقتدار اپنے ہاتھ میں رکھنے میں مدد دی۔ صفحہ ۱۴

۱۰ - بلانک‌ازم — فرانسیسی سوشلسٹ تحریک کا ایک رجحان جسکے لیڈر ممتاز انقلابی، فرانسیسی یوتوپیائی کمیونزم کے نمایاں نمائندے لوئی آگسٹ بلانک (۱۸۰۵ء — ۱۸۸۱ء) تھے۔ بلانک کے پیروؤں کو توقع تھی کہ ”انسانیت کو اجرتی غلامی سے نجات پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد کے ذریعہ نہیں بلکہ مٹھی بھر دانش‌وروں کی سازش کے ذریعہ مل جائیگی“ (و۔ لینن)۔ انقلابی پارٹی کی سرگرمیوں کے بجائے مٹھی بھر سازش کرنےوالوں کے اقدامات پر بھروسہ کرکے وہ ان ٹھوس صورت حال کا اندازہ نہیں لگا سکے جو بغاوت کی کامیابی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اور انھوں نے عوام سے رابطے رکھنے کی اہمیت کو نظر انداز کیا۔ صفحہ ۱۵

۱۱ - سوویتوں کی منشویک — سوشلسٹ انقلابی مرکزی انتظامیہ کمیٹی نے اقتدار کے مسئلے کو طے کرنے کے لئے کل روسی جمہوری

اجلاس طلب کیا جو ۱۴ سے ۲۲ ستمبر (۲۷ ستمبر - ۵ اکتوبر) ۱۹۱۷ء تک پیٹروگراد میں ہوا۔ منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کے لیڈروں نے اس بات کے لئے سارے اقدامات کئے کہ اس اجلاس میں مزدوروں اور کسانوں کی نمائندگی کمزور ہو اور مختلف پیٹی بورژوا اور بورژوا تنظیموں کے نمائندوں کی تعداد میں اضافہ ہو۔

بالشویکوں نے اس اجلاس میں حصہ لیا تاکہ اس کو منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کو بےنقاب کرنے کے لئے استعمال کریں۔

جمہوری اجلاس نے یہ قرارداد منظور کی کہ ایک پارلیمانی ادارہ (ریپبلک کی عارضی کونسل) قائم کیا جائے جس کی نوعیت مشاورتی ہو۔ اس کا مقصد یہ دکھاوا تھا کہ روس میں پارلیمانی نظام ہے۔

۷ (۲۰) اکتوبر کو جس دن پارلیمانی ادارے کا افتتاح ہوا اسی دن بالشویک اس کے خلاف اعلان کر کے اس کے باہر نکل آئے۔ صفحہ ۱۸

۱۲ - الکساندرینسکی تھیٹر - پیٹروگراد کے اس تھیٹر میں جمہوری اجلاس ہوا۔

پیٹر اور پال کا قلعہ - یہ قلعہ دریائے نیوا کے دوسرے کنارے پر سرمامحل کے سامنے واقع ہے۔ زارشاہی میں یہاں سیاسی قیدی رکھے جاتے تھے۔ اس قلعہ میں بہت بڑا سرکاری اسلحہ خانہ تھا اور پیٹروگراد کی فوجی مورچہ‌بندی کا اہم مرکز تھا۔ آج کل یہ تاریخی انقلابی میوزیم ہے۔ صفحہ ۲۱

۱۳ - یونکر - زارشاہی روس میں فوجی تعلیم‌گاہوں کے تربیت‌یافتہ لوگ جن کو فوجی افسر بننے کے لئے تیار کیا جاتا تھا۔ صفحہ ۲۱

۱۴ - وحشی‌ڈویژن - اس ڈویژن کا نام ہے جو ۱۸-۱۹۱۴ء کی پہلی عالمی جنگ میں قفقاز کی پہاڑی قوموں کے لوگوں کے رضاکاروں سے بنایا گیا تھا۔ جنرل کورنیلوف نے اس ڈویژن کو انقلابی پیٹروگراد پر حملے کے دوران ہراول فوج کی حیثیت سے استعمال کرنے کی کوشش کی۔ صفحہ ۲۱

۱۵ - ” ریچ ،، (گفتگو) — روزانہ اخبار جو کیڈیٹوں کی پارٹی کا مرکزی ترجمان اخبار تھا۔ یہ پیٹروگراد سے ۲۳ فروری (۸ مارچ) ۱۹۰۶ ء کو شایع کیا گیا اور اگست ۱۹۱۸ ء تک نکلتا رہا۔ فروری ۱۹۱۷ ء کے انقلاب کے بعد اس نے عارضی حکومت کی اندرونی اور بیرونی پالیسی کی سرگرمی کے ساتھ حمایت کی اور لینن اور بالشویک پارٹی کے خلاف قاتلانہ اور مضرت‌رساں پروپیگنڈا کرتا رہا۔

” نووایا ژیزن ،، (نئی زندگی) — یہ روزانہ ، نیم منشویک اخبار تھا جو پیٹروگراد سے ۱۸ اپریل (یکم مئی) ۱۹۱۷ ء سے جولائی ۱۹۱۸ ء تک نکلتا رہا۔ ” نووایا ژیزن ،، والوں کی کردارنگاری کرتے ہوئے لینن نے لکھا کہ ان پر ” دانش‌ورانہ تشکیک کی کیفیت طاری ہے جو بےاصولی کو چھپاتی بھی ہے اور ظاہر بھی کرتی ہے ،،۔ صفحہ ۲۳

۱۶ - لینن نے یہاں جس واقعہ کا ذکر کیا ہے وہ ۴ (۱۷) جون ۱۹۱۷ ء کو مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی پہلی کل روس کانگرس میں ہوا تھا۔ عارضی حکومت کے منشویک وزیر تسرےتیلی کی اس تقریر کے دوران جسمیں اس پر زور دیا گیا تھا کہ گویا روس میں ایسی کوئی سیاسی پارٹی نہیں ہے جو تنہا ملک کا سارا اقتدار اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے تیار ہو لینن نے اپنی جگہ سے زور سے کہا ” ہے ! ،، اور انھوں نے کانگرس کے پلیٹ‌فارم سے تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ بالشویک پارٹی ہر لمحے ” مکمل اقتدار سنبھالنے کو تیار ہے ،،۔ صفحہ ۲۳

۱۷ - ” دیلو نرودا ،، (عوامی کاز) — سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی کا روزانہ اخبار جو پیٹروگراد میں مارچ ۱۹۱۷ ء سے جولائی ۱۹۱۸ ء تک شایع ہوتا رہا۔ اس اخبار نے دفاعیت ، سمجھوتے اور بورژوا عارضی حکومت کی حمایت کی لائن اختیار کی۔ صفحہ ۲۵

۱۸ - ” ربوچی پوت ،، (مزدوروں کا راستہ) — ۱۹۱۷ ء میں اخبار ” پراودا ،، اس نام سے بھی شایع ہوا۔ صفحہ ۲۷

۱۹ - یہاں لینن نے روسی شاعر نیکراسوف کی نظم ” نیک دل شاعر رحمت ہے ،، کا حوالہ دیا ہے - صفحہ ۳۰

۲۰ - روسی ادیب گوگول کی کتاب ” مردہ روحیں ،، میں سے ایک عورت کا کردار جو بظاہر ہر پہلو سے پسندیدہ ہے لیکن باطنی طور پر بالکل خالی - صفحہ ۳۱

۲۱ - ” زنامیا ترودا ،، (محنت کا پرچم) — روزانہ اخبار - سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی کی پیٹروگراد کمیٹی کا ترجمان جو ۲۳ اگست (۵ ستمبر) ۱۹۱۷ء سے جولائی ۱۹۱۸ء تک شایع ہوا - صفحہ ۳۳

۲۲ - ” وولیا نرودا ،، (عوام کی مرضی) — روزانہ اخبار - سوشلسٹ انقلابیوں کے دائیں بازو کا ترجمان - پیٹروگراد سے ۲۹ اپریل ۱۹۱۷ء سے نومبر ۱۹۱۷ء تک شائع ہوتا رہا -
” یدینستوا ،، (اتحاد) — منشویکوں — دفاع پرستوں کے انتہاپسند دائیں بازو کا ترجمان اخبار جو پیٹروگراد میں مارچ ۱۹۱۷ء سے نومبر ۱۹۱۷ء تک شایع ہوا - پھر ” ناشے یدینستوا ،، (ہمارا اتحاد) کے نام سے دسمبر ۱۹۱۷ء سے جنوری ۱۹۱۸ء تک نکلتا رہا - یہ اخبار عارضی حکومت، بورژوازی کے ساتھ ایتلاف اور ” مکمل فتح تک ،، سامراجی جنگ کو جاری رکھنے کے مطالبہ کی حمایت کرتا تھا - صفحہ ۳۶

۲۳ - کولاک — زارشاہی روس کے امیر کسان جو دوسروں کی محنت کا استحصال کرتے تھے - صفحہ ۳۷

۲۴ - ۴ اپریل ۱۹۱۷ء کا ذکر کرنے میں لینن کا اشارہ ان کے اپنے آرٹیکل ” موجودہ انقلاب میں پرولتاریہ کے فریضے ،، (” اپریل کے مقالے ،،) سے ہے - صفحہ ۳۹

۲۵ - انٹرنیشنلسٹ منشویک — منشویک پارٹی میں قلیل تعداد لوگوں کا وہ بازو جس نے پہلی عالمی جنگ کے دوران بے اصول انٹرنیشنلسٹوں یعنی مرکزیت پرستوں کی پوزیشن اختیار کی - سوشل

شاونسٹوں پر تنقید کے ساتھ ساتھ وہ ان سے تنظیمی علحدگی سے بھی ڈرتے تھے اور انھوں نے جنگ، امن اور انقلاب کے بارے میں بالشویک پارٹی کے لیننی طریقۂ کار کے بنیادی اصولوں کی مخالفت کی۔ صفحہ ۳۹

۲۶ - تیت تی‌تیچ بروسکوف — ا۔ ن۔ اوستروفسکی کی کامیڈی «Shouldering Another's Troubles» میں ایک خودسر تاجر کا نام جو ضرب‌المثل نام بن گیا۔ صفحہ ۴۵

۲۷ - ۷۱ — ۱۸۷۰ء کی فرانسیسی پروشیائی جنگ کے دوران سیڈان کے قریب ساری فرانسیسی فوج کو جو شہنشاہ نپولین‌سوم کی سربراھی میں تھی محاصرہ کرکے قید کر لیا گیا۔ صفحہ ۴۵

۲۸ - ''ایزویستیا،،— روزانہ اخبار جو ۲۸ فروری (۱۳ مارچ) ۱۹۱۷ء سے پہلے ''پیٹروگراد کے مزدوروں اور سپاھیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے ایزویستیا،، کے نام سے شایع ہوا پھر ''مزدوروں اور سپاھیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے ایزویستیا،، کے نام سے نکلتا رہا۔ یہ اخبار منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کے ھاتھ میں رہا۔ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد یہ اخبار سوویت حکومت کا سرکاری ترجمان ہو گیا۔ صفحہ ۴۹

۲۹ - ۲ (۱۵) مارچ ۱۹۱۷ء کی قرارداد کے ذریعہ عارضی حکومت نے آئین‌ساز اسمبلی بلانے کا اعلان کیا اور اس کے لئے انتخاب کی تاریخ ۱۷ (۳۰) ستمبر ۱۹۱۷ء مقرر کی۔ لیکن جلد ھی ۱۲ (۲۵) نومبر ۱۹۱۷ء تک انتخاب کے التوا کا اعلان کر دیا گیا۔ ۵ (۱۸) جنوری ۱۹۱۸ء کو پیٹروگراد میں سوویت حکومت نے آئین ساز اسمبلی کا افتتاح کیا۔ اس کے لئے انتخاب عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب سے پہلے کی فہرست کے مطابق ہوئے تھے۔ چونکہ آئین‌ساز اسمبلی نے سوویتوں کی دوسری کانگرس کے ان فرمانوں کی تصدیق سے انکار کر دیا جو امن، زمین اور سوویتوں کو اقتدار منتقل کرنے کے بارے میں تھے اس لئے اس کو ۶ (۱۹) جنوری ۱۹۱۸ء کو کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے فیصلے کے مطابق برخاست کر دیا گیا۔ صفحہ ۶۴

۳۰ - وینڈے — فرانس کا وہ علاقہ جو ۱۸ ویں صدی کے فرانسیسی بورژوا انقلاب کے دوران انقلاب دشمنی کا مرکز تھا اور عام طور پر انقلاب دشمن کا مترادف بن گیا۔ صفحہ ٦٦

۳۱ - ترودوویک (محنتی گروہ) — ریاستی دوما میں پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کا قلیل تعداد گروہ جو کسان مندوبین پر مشتمل تھا اور اپریل ۱۹۰٦ء میں بنایا گیا تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے برسوں میں ترودوویکوں نے جنگ‌جو قوم‌پرستانہ (شاونسٹ) پوزیشن اختیار کی۔ ۱۹۱۷ء میں یہ گروہ "نرودنی (عوامی) سوشلسٹوں" کی پارٹی میں مل گیا اور سرگرمی کے ساتھ عارضی بورژوا حکومت کی حمایت کرنے لگا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد ترودوویک بورژوا انقلاب‌دشمنوں کے طرفدار ہو گئے۔ صفحہ ۷۰

۳۲ - "میانہ روی اور احتیاط" — ان الفاظ میں گریبوئیدوف کی کامیڈی "مذاق بری بلا ہے" کا کردار مولچالین جو جاہ و منصب کا لالچی اور چاپلوس ہے اپنی دو خوبیوں کا اظہار کرتا ہے۔ ان الفاظ کو لینن اکثر اعتدال‌پرست بورژوازی اور سوشل موقع‌پرستی کے نمائندوں کی کردارنگاری کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ صفحہ ۷٦

۳۳ - لینن کا مطلب یہاں مندرجہ ذیل تاریخوں سے ہے: ۲۸ فروری (۱۳ مارچ) ۱۹۱۷ء یعنی فروری کے بورژوا ڈیموکریٹک انقلاب کی تاریخ، ۳۰ ستمبر (۱۳ اکتوبر) ۱۹۱۷ء کی تاریخ جو پہلی بار آئین‌ساز اسمبلی منعقد کرنے کے لئے مقرر ہوئی تھی اور ۲۸ نومبر (۱۱ دسمبر) ۱۹۱۷ء کی تاریخ جو آئین‌ساز اسمبلی کے انعقاد کے لئے دوبارہ مقرر ہوئی تھی۔ صفحہ ۸۰

۳۴ - لینن نے منشویک سوخانوف کے الفاظ کا حوالہ دیا ہے۔

اگست ۱۹۱۷ء سے اسمولنی انسٹی‌ٹیوٹ کی عمارت میں کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی اور مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی پیٹروگراد سوویت کے بالشویک گروہوں کا صدر مقام تھا اور اکتوبر ۱۹۱۷ء میں فوجی انقلابی کمیٹی کا صدر مقام یہی ہوا۔ صفحہ ۸۰

۳۵ - ”سوویت حکومت کے فوری فرائض“، نامی لینن کی کتاب مسودے کی شکل میں ”موجودہ لمحے میں سوویت حکومت کے فریضوں کے بارے میں مقالے“، کے نام سے تھی۔

لینن کے ”مقالوں“، پر ۲۶ اپریل ۱۹۱۸ ء کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی نشست میں بحث‌مباحثہ ہوا۔ مرکزی کمیٹی نے ان کو باتفاق رائے منظور کر کے ”پراودا“، اور ”کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے ایزویستیا“، میں بطور آرٹیکل شایع کرنے کا اور ایک الگ پمفلٹ میں بھی چھاپنے کا فیصلہ کیا۔ ۱۹۱۸ ء میں اس پمفلٹ کے دس سے زیادہ ایڈیشن شایع کئے گئے۔ اسی سال نیویارک میں یہ پمفلٹ انگریزی زبان میں اور جنیوا میں فرانسیسی زبان میں شایع کیا گیا۔ اس کا ایک مختصر ترجمہ زورخ میں پلاٹتین کی زیرادارت جرمن زبان میں «Am Tage nach der Revolution» (”انقلاب کے بعد دوسرے دن“) کے نام سے شایع کیا گیا۔ صفحہ ۸۱

۳۶ - یہاں معاهدۂ بریست سے مطلب ہے۔ یہ معاهدۂ امن سوویت روس اور چار طاقتی اتحاد (جرمنی، آسٹریا هنگری، بلغاریہ اور ترکی) کے درمیان ہوا تھا جس پر ۳ مارچ ۱۹۱۸ ء کو بریست لیتوفسک میں دستخط ہوئے تھے اور جس کی تصدیق سوویتوں کی چوتھی کل روس هنگامی کانگرس نے ۱۰ مارچ کو کی۔ سوویت روس کے لئے اس معاهدے کی شرائط بہت ہی سخت تھیں۔ معاهدے کے مطابق پولینڈ، تقریباً تمام بالٹک علاقے اور بیلوروس کے ایک حصے کو جرمنی اور آسٹریا هنگری کے کنٹرول میں رہنا تھا اور یوکرین کو سوویت روس سے الگ کر کے جرمن ریاست کا ماتحت بننا تھا۔ ترکی کو کارس، باتومی اور ارداگان کے شہر دئے گئے تھے۔ اگست ۱۹۱۸ ء میں جرمنی نے سوویت روس پر ضمنی معاهدے اور مالیاتی سمجھوتے کے لئے دباؤ ڈالا جن میں نئے قزاقانہ مطالبات پیش کئے گئے تھے۔

جرمنی میں نومبر ۱۹۱۸ ء کے انقلاب کے بعد جس نے شاہی حکومت کا تختہ الٹ دیا، ۱۳ نومبر ۱۹۱۸ ء کو کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی نے قزاقانہ اور غیرمنصفانہ معاهدۂ بریست کے کالعدم ہونے کا اعلان کر دیا۔ صفحہ ۸۱

۳۷ - یہاں لینن کا مطلب ۲۶ اکتوبر (۸ نومبر) ۱۹۱۷ ء کے زمین کے بارے میں فرمان سے ھے جس میں جاگیرداروں کی زمینوں کی ضبطی اور زمین کی ذاتی ملکیت ختم کرنے کا اعلان کیا گیا تھا ۔ صفحہ ۸۶

۳۸ - ۱۷۹۳ ء — فرانس میں جیکوبی ڈکٹیٹرشپ کا قیام جو بورژوازی کے سب سے زیادہ انقلابی حصے کی ڈکٹیٹرشپ تھی ۔
۱۸۷۱ ء — تاریخ میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ والی پہلی حکومت — پیرس کمیون ۔ صفحہ ۸۸

۳۹ - ۱۸ نومبر (یکم دسمبر) ۱۹۱۷ ء کو عوامی کمیساروں کی سوویت نے لینن کی تجویز پر '' عوامی کمیساروں اور اعلی ملازموں اور افسروں کی تنخواہ کے اسکیل کے بارے میں ،، فیصلہ کیا جسکے مطابق عوامی کمیساروں کی ماھانہ تنخواہ ۵۰۰ روبل مقرر کی گئی اور ان کے خاندان کے ھر ایسے فرد کے لئے جو کام کرنے کے قابل نہ ھو ۱۰۰ روبل کا اضافہ طے کیا گیا ۔ یہ تقریباً مزدور کے کام کے اوسط کے مطابق تھا ۔ ۲ (۱۵) جنوری ۱۹۱۸ ء کو عوامی کمیساروں کی سوویت نے وضاحت کی کہ اس فرمان کا یہ مطلب نہیں ھے کہ ماھرین کو مقررہ رقم سے زیادہ دینے کی مخالفت ھے ۔ اس طرح اس نے سائنس اور ٹکنیک کے ماھرین کے لئے کام کا زیادہ معاوضہ دینے کی منظوری دے دی ۔ صفحہ ۹۳

۴۰ - اکتوبر انقلاب کے بعد کام کا معاوضہ تقریباً ھر جگہ تیارشدہ سامان کے بجائے وقت کے حساب سے دیا جانے لگا جس نے محنت کی کارگذاری اور ڈسپلن پر برا اثر ڈالا ۔

کام کے مطابق اجرت ، جو تقسیم کے اس سوشلسٹ اصول سے سب سے قریب تھا کہ محنت کی کوالٹی اور مقدار کے حساب سے اجرت دی جائے ، ان کارخانوں میں شروع کیا گیا جو سب سے پہلے قومی بنائے گئے تھے ۔ آگے بڑھکر کام کے مطابق اجرت صنعت میں کافی بڑے پیمانے پر پھیلی ۔ صفحہ ۱۰۳

۴۱ - بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں (انٹرنیشنلسٹوں) کی پارٹی جس کی تنظیم انھوں نے اپنی پہلی کل روس کانگرس میں کی جو

۲۸ — ۱۹ نومبر (۱۱ — ۲ دسمبر) ۱۹۱۷ ء تک ہوئی۔ ابھی تک وہ سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے ایک بازو کی حیثیت سے تھے (دیکھئے نوٹ نمبر ۴) جو عالمی سامراجی جنگ کے دوران بننا شروع ہوا تھا۔ سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس میں بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے ایجنڈے کے اہم سوالوں پر بالشویکوں کے ساتھ ووٹ دیا لیکن بالشویکوں کے اس تجویز سے انکار کیا کہ بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی سوویت حکومت میں حصہ لیں۔

طویل تذبذب کے بعد بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے کسانوں کے درمیان اپنا اثر برقرار رکھنے کی کوشش میں بالشویکوں سے مصالحت کی اور کئی عوامی کمیساریتوں کے بورڈوں میں شامل ہو گئے۔ بالشویکوں کے ساتھ تعاون کا راستہ اختیار کرنے کے باوجود بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے سوشلزم کی تعمیر کے بارے میں بنیادی مسائل پر ان کی مخالفت کی اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی بھی مخالفت کرتے رہے۔ جنوری — فروری ۱۹۱۸ ء میں بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے بریست کے معاہدۂ امن کے خلاف جدوجہد شروع کر دی اور اس معاہدے پر دستخط اور مارچ ۱۹۱۸ ء میں سوویتوں کی چوتھی کانگرس میں اس کی تصدیق کے بعد وہ عوامی کمیساروں کی سوویت سے علحدہ ہو گئے لیکن عوامی کمیساریتوں کے بورڈوں اور مقامی سرکاری اداروں میں کام کرتے رہے۔ دیہاتوں میں سوشلسٹ انقلاب پھیلنے کے ساتھ بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں میں سوویت دشمن ماحول بڑھنے لگا۔ جولائی ۱۹۱۸ ء میں بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی مرکزی کمیٹی نے ماسکو میں جرمن سفیر کا قتل اس خیال سے منظم کیا کہ سوویت روس کی جرمنی سے جنگ چھڑ جائے گی اور اس نے سوویت اقتدار کے خلاف مسلح بغاوت کر دی۔ اس سلسلے میں بغاوت کو دبانے کے بعد سوویتوں کی پانچویں کل روس کانگرس نے یہ فیصلہ کیا کہ سوویتوں سے ان بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کو نکال باہر کیا جائے جو اپنے اعلی لیڈروں کے خیالات میں شریک‌دار تھے۔ صفحہ ۱۱۴

۴۲ - ”وپریود،، (پیش رو) — منشویکوں کا روزانہ اخبار جو وقفوں کے ساتھ ۱۹ — ۱۹۱۷ ء میں نکلتا رہا۔ صفحہ ۱۱۷

۴۳ - ”ناش ویک،، (ہماری صدی) — اخبار ”ریچ،، کا ایک اور نام (دیکھئے نوٹ نمبر ۱۵) - صفحہ ۱۱۷

۴۴ - یہاں ۱۹۰۵ ء کے پہلے روسی انقلاب کے زمانے میں اکتوبر کی کل روس سیاسی ہڑتال ، فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب ، جس نے مطلق العنانی کا تختہ الٹ کر روس میں بورژوا ریپبلک قائم کی اور ۲۵ اکتوبر (۷ نومبر) ۱۹۱۷ ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کا ذکر ہے - صفحہ ۱۱۹

۴۵ - یہاں لینن کے پیش نظر اینگلس کی کتاب ”اینٹی ڈیورنگ،، ہے اور اسی کا حوالہ انہوں نے دیا ہے - صفحہ ۱۲۳

۴۶ - ”بائیں بازو کے کمیونسٹ،، — یہ پارٹی‌دشمن گروہ تھا جو ۱۹۱۸ ء کی ابتدا میں جرمنی سے معاہدۂ امن (بریست کا معاہدہ) کرنے کے مسئلے کے سلسلے میں پیدا ہوا - انقلابی جنگ کے بارے میں بائیں بازو کی لفاظی سے کام لیتے ہوئے ”بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، کا گروہ اپنی مہم‌بازانہ پالیسی سے سوویت ریپبلک کو ، جس کے پاس فوج ابھی نہیں تھی ، سامراجی جرمنی سے جنگ میں الجھانا اور سوویت حکومت کو موت کے خطرے میں مبتلا کرنا چاہتا تھا - لینن اور ان کے ہم‌خیالوں کو مرکزی کمیٹی میں تروتسکی اور ”بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، کے خلاف سخت جدوجہد کرنی پڑی تاکہ جرمنی کے ساتھ معاہدۂ امن پر دستخط کی منظوری حاصل کی جائے اور اس طرح نوخیز سوویت ریپبلک کو خاتمے سے بچایا جائے -

اسی طرح ”بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، نے معاشی تعمیر کے متعدد مسائل پر غلط پوزیشن اختیار کی -

پارٹی کی جدوجہد کے نتیجے میں مئی — جون ۱۹۱۸ ء میں ”بائیں بازو کے کمیونسٹ،، اپنا سارا اثر کھو بیٹھے -

”کمیونسٹ،، — ہفتہ‌وار رسالہ تھا جو ”بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، کے پارٹی‌دشمن گروہ کا ترجمان تھا - یہ ماسکو سے ۲۰ اپریل سے جون ۱۹۱۸ ء تک شایع ہوا - اس کے کل چار شمارے شایع ہوئے - صفحہ ۱۲۸

۴۷ - لینن کے پیش نظر یہاں روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ساتویں فوری کانگرس ہے - یہ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد کمیونسٹ پارٹی کی پہلی کانگرس تھی - یہ پیٹروگراد میں ۶ — ۸ مارچ ۱۹۱۸ ء تک ہوئی - اس کو جرمنی کے ساتھ معاهدۂ امن کرنے کے مختتم فیصلے کے لئے طلب کیا گیا تھا جس کے متعلق پارٹی کے اندر شدید جدوجہد چل رہی تھی -

لینن نے اس کانگرس کی ساری کارروائیوں کی رهنمائی کی - انهوں نے مرکزی کمیٹی کی طرف سے سیاسی رپورٹ پیش کی - کانگرس نے متفقه رائے سے مرکزی کمیٹی کی رپورٹ منظور کی اور لینن کی جنگ اور امن کی تجویز کو بھی منظور کیا جس میں بریست کے معاهدۂ امن کی ضرورت کو تسلیم کیا گیا تھا - اس کے حق میں ۳۰ ووٹ اور مخالف ۱۲ ووٹ تھے - چار ممبروں نے ووٹ کا حق نہیں استعمال کیا -

جلد هی ۱۴ — ۱۶ مارچ ۱۹۱۸ ء کو سوویتوں کی کل روس چوتھی هنگامی کانگرس هوئی جس نے بریست کے معاهدۂ امن کی تصدیق کی - صفحه ۱۲۹

۴۸ - ۱۳ مارچ ۱۹۱۸ ء کو سوویتوں کی کل روس چوتھی هنگامی کانگرس کے کمیونسٹ گروہ کا جو جلسه بریست کے معاهدۂ امن کی تجویز کی تصدیق کے سلسلے میں هوا اس میں معاهدے کی تصدیق کے حق میں ۴۵۳ ووٹ اور خلاف ۳۶ ووٹ تھے - صفحه ۱۲۹

۴۹ - یہاں لینن کا مطلب مرکزی کمیٹی کی سیاسی رپورٹ کے مندرجه ذیل حصے سے هے ، جو انهوں نے ۷ مارچ ۱۹۱۸ ء کو پارٹی کی ساتویں فوری کانگرس میں پیش کی تھی : "... ان کے اخبار کا نام تو "کمیونسٹ" هے لیکن اس کے لئے "پولستانی نواب" کا نام زیادہ موزوں هوگا کیونکه وہ اس پولستانی نواب کا نقطۂ نظر رکھتا هے جس نے ایک اوباش کے ساتھ لاجواب انداز میں مرتے هوئے کہا تھا ' امن — یہ قابل شرم بات هے اور جنگ — یہ عزت کی بات هے ' - "

"کمیونسٹ" روزانه اخبار جو "بائیں بازو کے کمیونسٹوں" کے گروہ کا ترجمان اخبار تھا اور پیٹروگراد سے ۵ سے ۱۹ مارچ ۱۹۱۸ ء

تک روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی پیٹرسبرگ کمیٹی اور پیٹرس‌برگ کی حلقہ کمیٹی کے ترجمان کی حیثیت سے نکلا ۔ پیٹروگراد کی کل شہری پارٹی کانفرنس کے فیصلے کے مطابق اس کی اشاعت بند کردی گئی ۔ صفحہ ۱۳۲

۵۰ - نوزدریف‌ازم — گوگول کی نظم ”مردہ روحیں“ کے ایک کردار نوزدریف کے نام پر ۔ یہ نام باتونی اور ڈینگ‌باز کے ہم‌معنی بن گیا ۔ صفحہ ۱۳۵

۵۱ - لینن نے مارکس کے اس بیان کا حوالہ دیا ہے جس کا ذکر فریڈرک اینگلس نے اپنی کتاب ”فرانس اور جرمنی میں کسانوں کا مسئلہ“ میں کیا ہے ۔ صفحہ ۱۵۰

۵۲ - ”کنوئیں کا مینڈک“ — چیخوف کی ایک کہانی کا کردار ۔ ادب میں ایسے تنگ نظر شخص کی کردارنگاری کے لئے استعمال ہونے لگا جو ہر نئی چیز سے ڈرتا ہے ۔ صفحہ ۱۵۳

۵۳ - لیبردان — یہ طنزیہ نام جو منشویک لیڈروں — م ۔ ای ۔ لیبر اور ف ۔ ای ۔ دان اور ان کے حامیوں کے ساتھ مصنف دیمیان بیدنی کے اس طنزئے کی اشاعت کے بعد چپک گیا جس کا نام ”لیبردان“ تھا ۔ صفحہ ۱۵۶

۵۴ - یہاں لینن نے پوشکن کی ہجو کا حوالہ دیا ہے جس میں اس عامیانہ شاعر کے بارے میں کہا گیا ہے جو اپنی نظم فیب (یونانی دیومالا میں سورج اور آرٹ کا سرپرست دیوتا اپالو) کو بھیجتا ہے ۔ یہ ہجو اس طرح ختم ہوتی ہے :

پڑھکر اسے فیب نے لی جماہی اور بولا آخرکار
”عمر کیا ہے شاعر کی ، مدتوں سے کہتا ہے نظمیں ایسی شاندار ؟“
”عمر اسکی ہے صرف پندرہ سال“ ، ایرات نے دیا جواب ۔
”صرف پندرہ سال ؟“
”نہیں اس سے زیادہ ۔“
”اچھا تو اس پر کرو کوڑوں کی بوچھار !“ صفحہ ۱۵۹

۵۵ - بورساک — اس مذهبی تعلیم گاه کے طالب علم جنکے درشت اخلاق کے بارے میں روسی ادیب پومیالوفسکی نے اپنی تصنیف ” بورسا کے خاکے ،، میں لکھا هے - بورسا — زارشاهی روس میں مذهبی تعلیم گاہ کی اقامت گاہ - صفحه ۱۶۳

۵۶ - ” امریکی مزدوروں کے نام خط ،، دسمبر ۱۹۱۸ ء میں امریکی سوشلسٹ پارٹی کے بائیں بازو کے اخباروں — نیویارک سے نکلنےوالے رسالہ «The Class Struggle» (” طبقاتی جدوجهد ،،) اور بوسٹن سے جان ریڈ اور سین کاتایاما کی معاونت سے نکلنےوالے هفتهوار «The Revolutionary Age» (” انقلابی دور ،،) نے انگریزی زبان میں کچھ اختصار کے ساتھ شایع کیا - اسکے بعد وہ الگ پمفلٹ میں اور متعدد بار امریکه اور مغربی یورپ کے پریس میں شایع هوا - صفحه ۱۶۵

۵۷ - اپریل ۱۸۹۸ ء میں امریکی سامراجیوں نے هسپانوی نوآبادکاروں کے خلاف کیوبا اور فلیپائن میں قومی آزادی کی تحریک کو اپنے حق میں استعمال کرنے کی کوشش کی اور اسپین کے خلاف جنگ شروع کر دی - فلیپائن کے عوام کی ” مدد ،، کے بہانے جنھوں نے فلیپائن ریپبلک کی آزادی کا اعلان کیا تھا انھوں نے اپنی فوج فلیپائن میں اتار دی - ۱۰ دسمبر ۱۸۹۸ ء کو پیرس میں جس معاهدے پر دستخط هوئے اس کے مطابق مفتوح اسپین ریاستهائے متحده امریکه کے حق میں فلیپائن سے دستبردار هو گیا - فروری ۱۸۹۹ ء میں امریکی سامراجیوں نے بدعهدی کر کے فلیپائن کی ریپبلک کے خلاف جنگ شروع کر دی - فلیپائن میں قبضه گیروں کے خلاف بڑے پیمانے پر چھاپهمار سرگرمیاں شروع هوگئیں - ۱۹۰۱ ء میں فلیپائن کی قومی آزادی کی تحریک کو کچل دیا گیا اور فلیپائن ریاستهائے متحده امریکه کی نوآبادیاتی غلامی میں آ گیا - صفحه ۱۶۶

۵۸ - یہاں تاریخی دستاویز یعنی ” امن کے بارے میں فرمان ،، سے مطلب هے جو ۲۵ اکتوبر (۸ نومبر) ۱۹۱۷ ء کو سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس نے منظور کیا تھا - صفحه ۱۶۹

۵۹ - ۶۵ — ۱۸۶۱ ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ میں خانہ جنگی۔ یہ جنگ شمالی اور جنوبی ریاستوں کے درمیان تھی، شمالیوں کی لڑائی جنوب‌والے غلام‌مالکوں کے خلاف جو غلامی کو قائم رکھنے اور توسیع دینے کے لئے کوشاں تھے۔ صفحہ ۱۷۵

۶۰ - «Appeal to Reason» (''معقولیت سے اپیل'') — امریکی سوشلسٹوں کا اخبار جو ۱۸۹۵ ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کی ریاست کنزاس کے شہر ژیرارڈ سے شایع کیا گیا۔ یہ اخبار سوشلسٹ خیالات کا مبلغ تھا اور مزدوروں میں کافی مقبول ہوا۔ عالمی سامراجی جنگ کے دوران اس نے انٹرنیشنلسٹ پوزیشن اختیار کی۔

اس اخبار میں ۱۱ ستمبر ۱۹۱۵ ء کو یو۔ دیبس کا آرٹیکل شایع ہوا۔ اس آرٹیکل کا عنوان جس کو لینن نے غالباً اپنے حافظے سے پیش کیا تھا «When I shall fight» (''مجھے کب لڑنا چاہئے'') تھا۔ صفحہ ۱۷۵

۶۱ - یہاں ذکر ۱۷ ویں صدی کے برطانوی بورژوا انقلاب اور ۱۸ ویں صدی کے آخر کے فرانسیسی بورژوا انقلاب کا ذکر ہے۔ صفحہ ۱۷۶

۶۲ - ۲۶ اکتوبر (۸ نومبر) ۱۹۱۷ ء کے زمین کے بارے میں فرمان میں جاگیرداروں کی زمین ضبط کرنے اور زمین کی ذاتی ملکیت کو ختم کرنے کا اعلان تھا جس کے مطابق روس میں زمین کو قومی بنا لیا گیا۔ صفحہ ۱۷۹

۶۳ - جوپیٹر اور منیروا — قدیم روم کے دیوتا۔ جوپیٹر — آسمان، روشنی اور بارش کا رعدآسا دیوتا۔ بعد کو وہ روم کی ریاست کا اعلی دیوتا مانا گیا۔ منیروا — جنگ کی دیوی اور دستکاری، سائنس اور آرٹ کی سرپرست۔ دیومالا کے مطابق منیروا جوپیٹر کے سر سے پیدا ہوئی تھی۔ صفحہ ۱۸۰

۶۴ - ۱۰ جولائی ۱۹۱۸ ء کو سوویتوں کی پانچویں کل روس کانگرس نے روسی فیڈریشن کے آئین کی تصدیق کی۔ لینن نے اس آئین کے تیار کرنے میں فیصلہ کن رول ادا کیا۔ صفحہ ۱۸۱

٦٥ - لینن نے ” پرولتاری انقلاب اور غدار کاؤتسکی ،، نامی کتاب اکتوبر ۱۹۱۸ ء میں کاؤتسکی کا پمفلٹ ” پرولتاریه کی ڈکٹیٹرشپ ،، پڑھتے ھی فوراً لکھنا شروع کر دیا جس میں دوسری انٹرنیشنل کے نظریاتی لیڈر نے پرولتاری انقلاب کے بارے میں مارکس کے نظرئے کی ھر طرح توڑ مروڑ اور تخریب کی اور سوویت ریاست کو بدنام کرنے کی کوشش کی تھی۔ صفحه ۱۸۳

٦٦ - ” پراودا ،، — بالشویکوں کا قانونی اور روزانه اخبار - اس کا پہلا شماره پیٹرسبرگ سے ۲۲ اپریل (۵ مئی) ۱۹۱۲ ء کو شایع ھوا - یه اخبار خود مزدوروں کے جمع کئے ھوئے وسائل سے شایع ھوتا تھا اور ۴۰ ھزار کی تعداد میں تقسیم ھوتا تھا - بعض شماروں کی تعداد تو ساٹھ ھزار تک بھی پہنچ جاتی تھی - روزانه مزدور اخبار کی اشاعت کو لینن نے پیٹرسبرگ کے مزدوروں کا ایک عظیم تاریخی کارنامه کہا - ” پراودا ،، نے پارٹی اور عوام کے درمیان وسیع پیمانے پر بھروقت تعلقات قائم رکھے - اس اخبار سے مزدور نامه‌نگاروں کی کثیر تعداد فوج وابسته ھوگئی - لینن ” پراودا ،، کے سربراه تھے - وه تقریباً روزانه اس اخبار میں لکھتے تھے ، اس کے ایڈیٹوریل بورڈ کو ھدایات دیتے تھے اور اس کی کوشش کرتے تھے که اخبار کی اسپرٹ مجاھدانه اور انقلابی رھے۔ پارٹی کے تنظیمی کام کا کافی حصه ” پراودا ،، سے متعلق تھا -

زارشاھی پولیس مستقل طور سے ” پراودا ،، کے پیچھے پڑی رھتی‌تھی - ۸ (۲۱) جولائی ۱۹۱۴ ء کو اخبار بند کر دیا گیا اور اس کی دوباره اشاعت صرف فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمھوری انقلاب کے بعد ھوئی - عارضی حکومت بھی اس کے پیچھے پڑی تھی اور اخبار کو کئی بار اپنا نام بدلنا پڑا - ۲۷ اکتوبر (۹ نومبر) ۱۹۱۷ ء سے اخبار پھر اپنے پرانے‌نام ” پراودا ،، سے مستقل طور سے نکلنے لگا - صفحه ۱۸۳

٦٧ - The Socialist Review (” دی سوشلسٹ ریویو ،،)— برطانیه کی اصلاح پرست انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی کا ترجمان ماھانه رساله (دیکھئے

نوٹ نمبر ۷۰) جو لندن سے ۱۹۰۸ ء سے ۱۹۳۴ ء تک نکلتا رہا۔ صفحہ ۱۸۳

۶۸ - دوسری انٹرنیشنل — سوشلسٹ پارٹیوں کی بین‌اقوامی متحدہ انجمن جو ۱۸۸۹ ء میں قائم کی گئی۔ سامراجی دور کی ابتدا سے اس میں زیادہ سے زیادہ موقع پرست رجحانات اوپر آتے گئے۔ جب ۱۹۱۴ ء میں عالمی جنگ شروع ہوئی تو دوسری انٹرنیشنل کے موقع‌پرست لیڈروں نے اپنے اپنے ملکوں کی بورژوا حکومتوں کی سامراجی پالیسی کی کھلم کھلا حمایت کی۔ دوسری انٹرنیشنل ٹوٹ پھوٹ گئی۔ صفحہ ۱۸۳

۶۹ - فیبئن — برطانوی اصلاح‌پسند تنظیم — فیبئن سوسائٹی — کے ممبر جو ۱۸۸۴ ء میں قائم ہوئی۔ اس سوسائٹی کا نام تیسری صدی قبل مسیح کے روم کے سپہ‌سالار فیبی میکسم پر پڑا جو ہانی‌بال کے خلاف فیصلہ‌کن لڑائی میں اپنی تاخیری کارروائیوں کی وجہ سے ”کونک تاتر“ (سست) کہلایا۔ اس سوسائٹی کے ممبر زیادہ‌تر بورژوا دانش‌وروں کے نمائندے تھے — عالم، ادیب اور سیاسی کارکن (سڈنی اور بیاٹریس ویب، ریمزے میکڈانلڈ اور برنارڈ شا وغیرہ)۔ وہ پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد اور سوشلسٹ انقلاب کی ضرورت کو نہیں مانتے تھے اور اس بات پر زور دیتے تھے کہ سرمایہ‌داری سے سوشلزم تک عبور صرف چھوٹی چھوٹی اصلاحوں کے ذریعہ سماج کی رفتہ رفتہ تشکیل نو سے ہو سکتا ہے۔ ۱۹۰۰ ء میں فیبئن سوسائٹی برطانیہ کی لیبر پارٹی میں مل گئی۔ صفحہ ۱۸۵

۷۰ - برطانوی انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی (Independent Labour Party)— ۱۸۹۳ ء میں یہ اصلاح پرست تنظیم ”نئی ٹریڈ یونینوں“ کے لیڈروں نے ہڑتالوں کی بڑھتی ہوئی جدوجہد اور بورژوا پارٹیوں سے برطانوی مزدور طبقے کے چھٹکارے کی تحریک زور پکڑنے کے حالات میں بنائی۔ اس پارٹی میں ”نئی ٹریڈیونینوں“ اور متعدد پرانی ٹریڈیونینوں کے ممبر، دانش‌وروں اور پیٹی بورژوازی کے نمائندے شامل ہو گئے جو فیبئن لوگوں (Fabians) کے زیر اثر تھے۔ بورژوا پارٹیوں سے سیاسی خودمختاری

کا دعوی کرتے ہوئے حقیقت میں یہ پارٹی " صرف سوشلزم سے تو بالکل 'خودمختار ، تھی لیکن اعتدال پرستی کی بالکل محتاج تھی ،، (لینن) - پہلی عالمی جنگ کے دوران اس نے مرکزیت‌پرست پوزیشن اختیار کی اور بعد میں سوشل شاونزم تک پہنچ گئی - صفحہ ۱۸۵

۷۱ - دیکھئے بیبل کو فریڈرک اینگلس کا خط (۲۸ — ۱۸ مارچ ۱۸۷۵ ء) - صفحہ ۱۸۷

۷۲ - یہاں ذکر چیکوسلوواکیہ کے فوجی کور کی رجعت‌پرست مسلح بغاوت کا ھے جس کو سامراجی اتحاد ثلاثہ نے منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی عملی شرکت سے منظم کیا تھا - روس میں چیک فوجی کور کی تنظیم عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح سے پہلے ان چیک اور سلوواک فوجی قیدیوں سے کی گئی تھی جو آسٹرو ھنگریائی فوج کے سپاھیوں کی حیثیت سے قید کرائے گئے تھے - سوویت حکومت نے اس کو ولادی‌واستوک کے ذریعہ روس کے باھر اس شرط سے جانے کی اجازت دی کہ وہ ھتھیار ڈال دے - لیکن کور کی انقلاب‌دشمن کمان نے مئی ۱۹۱۸ ء کے آخر میں سوویت روس کے خلاف مسلح بغاوت بھڑکا دی - سفید گارڈوں اور کولاکوں کے ساتھ مل کر اس کور نے اورال ، والگا کے علاقے اور سائبیریا کے کافی حصے پر قبضہ کرلیا اور ھر جگہ بورژوا اقتدار بحال کیا -

اس کور کے بہت سے سپاھیوں نے اپنے انقلاب دشمن کمانڈروں کی دھوکہ‌بازی دیکھ کر کور کو چھوڑ دیا اور سوویت روس کے خلاف لڑنے سے انکار کر دیا - تقریباً بارہ ھزار چیک اور سلوواک سرخ فوج میں شامل ھوکر لڑے -

۱۹۱۹ ء میں چیکوسلوواکیہ کے کور کی بغاوت کو قطعی طور پر ختم کر دیا گیا - صفحہ ۱۷۹

۷۳ - زمروالڈوالے — ۵ — ۸ ستمبر ۱۹۱۵ ء تک زمروالڈ میں ھونےوالی پہلی بین‌اقوامی سوشلسٹ کانفرنس میں قائم کی ھوئی تنظیم کے شرکا - لینن نے اس کانفرنس کو پہلی عالمی جنگ کے خلاف انٹرنیشنل تحریک کی ترقی میں پہلا قدم کہا - اس کانفرنس میں یورپ

کے گیارہ ملکوں کی پارٹیوں اور تنظیموں کے ۳۸ مندوبین شریک ہوئے۔ لینن نے بھی اس کانفرنس میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے نمائندے کی حیثیت سے شرکت کی۔

اس تنظیم کے اندر بالشویکوں کے قیادت میں زیمروالڈ کے بائیں بازو والوں اور کاؤتسکی کے ان مرکزیت پرستوں کے درمیان کشمکش ہوئی جن کی کانفرنس میں اکثریت تھی۔ مرکزیت پرستوں نے سوشل شاونسٹوں سے سمجھوتہ کرنے اور دوسری انٹرنیشنل کو بحال کرنے کی کوشش کی۔ زیمروالڈ کے بائیں بازووالوں نے سوشل شاونسٹوں سے علحدگی، سامراجی جنگ کےخلاف انقلابی جدوجہد اور نئی انقلابی پرولتاری انٹرنیشنل کی بنیاد ڈالنے کا مطالبہ کیا۔

مارچ ۱۹۱۹ء میں کمیونسٹ انٹرنیشنل کی پہلی کانگرس زیمروالڈ تنظیم کو ختم کرنے کی تجویز منظور کی۔ صفحہ ۱۹۰

۷۴- یہاں گریبوئیدوف کی تصنیف ''مذاق بری بلا ہے،، کے ایک کردار مولچالین کے الفاظ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۹۱

۷۵- لونگے والے — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی میں اقلیت کے حامی جن کا لیڈر ژان لونگے تھا۔ ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی عالمی سامراجی جنگ میں لونگے کے حامیوں نے سوشل شاونسٹوں سے سمجھوتے کی پالیسی اختیار کی۔ انھوں نے انقلابی جدوجہد سے انکار کر کے سامراجی جنگ میں ''تحفظ وطن،، کی پوزیشن لی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد ان لوگوں نے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی زبانی حمایت کی اور عملی طور پر اس کے مخالفین کا ساتھ دیا۔ دسمبر ۱۹۲۰ء میں لونگے کے حامی معہ کھلے ہوئے اصلاح پرستوں کے پارٹی سے الگ ہوگئے اور نام‌نہاد ڈھائی انٹرنیشنل میں شامل ہوگئے۔ صفحہ ۱۹۱

۷۶- اتحادی ملک یا اتحاد ثلاثہ (Entente) — سامراجی طاقتوں (برطانیہ، فرانس اور روس) کا بلاک، جو بیسویں صدی کی

ابتدا میں بنایا گیا تھا اور جس کا مقصد تین سامراجی طاقتوں (جرمنی، آسٹریاھنگری اور اٹلی) کی مخالفت تھا۔ اس نے اپنا نام اس برطانوی فرانسیسی معاھدے سے لیا جو ۱۹۰۴ء میں Entente cordiale کے نام سے ھوا تھا۔ ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران اتحادثلاثه میں ریاستھائے متحدہ امریکه، جاپان اور دوسرے ملک بھی شامل ھو گئے۔ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس بلاک کے بڑے شرکا — برطانیه، فرانس، ریاستھائے متحدہ امریکه اور جاپان سوویت ملک کے خلاف فوجی مداخلت کے بڑھاوا دینےوالے، ناظم اور شرکا میں سے تھے۔ صفحه ۱۹۲

۷۷ - مرکزی پریس نے لینن کی تقریروں کے ریکارڈ بھرنے کا انتظام کیا۔ ۱۹۱۹ — ۲۱ء میں لینن کی ۱٦ تقریروں کے ریکارڈ لئے گئے۔ ان میں یہاں دی ھوئی تقریر، ''اوسط درجوں کے کسانوں،، اور ''جنس میں محصول،، کے بارے میں تقریریں بہت مقبول ھوئیں۔ صفحه ۱۹۵

۷۸ - یہاں لینن کا مطلب اس سازش سے ھے جو پیٹروگراد کو دشمن کے حوالے کر دینے کے لئے کی گئی تھی اور جس کی رھنمائی انقلاب دشمن تنظیم ''قومی مرکز،، کر رھی تھی۔ اس کی سرگرمیوں میں کئی سوویت دشمن گروہ اور جاسوسوں کی تنظیم شامل تھی۔ سازش کرنےوالوں نے ۱۳ جون ۱۹۱۹ء کی رات کو پیٹروگراد کے قریب ایک اھم فوجی مورچے کراسنایاگورکا کے قلعه میں علم بغاوت بلند کیا۔ اس بغاوت کے استیصال کےلئے ساحلی دستے، بالٹک کے بیڑے کے جہاز، فوجی فضائی طاقت اور رضاکاروں کے دستے بھیجے گئے۔ ۱۵ و ۱٦ جون کی درمیانی رات میں ساحلی دستوں کے ایک حصے نے قلعه پر قبضه کر لیا۔ سازش کی رھنمائی کرنے والی انقلاب دشمن تنظیم کو بےنقاب کرکے ختم کر دیا گیا۔ صفحه ۲۰۹

۷۹ - سیاہ صد — شاہ پرست جتھے جن کو زار کی پولیس نے انقلابی تحریک کےخلاف جدوجہد کےلئے قائم کیا تھا۔ سیاہ صد انقلابیوں

کو قتل کرتے تھے ، ترقی‌پسند دانش‌وروں پر حملے کرتے تھے اور یہودیوں کے قتل عام منظم کرتے تھے - صفحہ ۲۰۹

۸۰ - لینن کا مطلب یہاں دوسری (برن‌والی) انٹرنیشنل سے ہے جو برن میں سوشلسٹ پارٹیوں کی کانفرنس میں فروری ۱۹۱۹ ء میں مغربی یورپ کے سوشلسٹ پارٹیوں کے لیڈروں کی قیادت میں دوسری انٹرنیشنل کی جگہ قائم ہوئی جس کا وجود پہلی عالمی جنگ کی ابتدا سے ختم ہو گیا تھا - برن کی انٹرنیشنل عملی طور پر بین‌اقوامی بورژوازی کی خادم تھی - صفحہ ۲۱۱

۸۱ - سادووا کی جنگ — (اب سادووا گاؤں چیکوسلوواکیہ کے گرادیتس — کرالوفسک صوبے کا شہر ہوگیا ہے) ۳ جولائی ۱۸۶۶ ء کو ہوئی جس میں پروشیا کو آسٹریا پر مکمل فتح ہوئی اور اس نے آسٹریائی — پروشیائی جنگ کا قطعی فیصلہ کردیا - صفحہ ۲۱۶

۸۲ - روس کے کسان غلامی قانون کو ۱۸۶۱ ء میں ختم کردیا گیا - صفحہ ۲۱۷

۸۳ - ذکر اس پارٹی پروگرام کا ہے جو مارچ ۱۹۱۹ ء کی روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی آٹھویں کانگرس میں منظور کیا گیا - صفحہ ۲۲۰

۸۴ - عوامی کمیساروں کی کونسل نے ۱۶ مارچ ۱۹۱۹ ء کے فرمان کے ذریعہ صارفین کی کوآپریٹیو سوسائٹیوں کو متحد کیا اور ان کی ایک تقسیم کنندہ ادارہ میں تنظیم‌نو کرکے " صارفین کے کمیون " کا نام دیا - لیکن کوآپریٹیو سوسائٹیوں کے اس نئے نام نے بعض جگہ فرمان کے بارے میں کچھ غلط فہمیاں پیدا کردیں - اس کے پیش‌نظر کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی نے ۳۰ جون ۱۹۱۹ ء کی " مزدوروں اور کسانوں کی صارفین کی انجمنوں کے بارے میں " اپنی قرارداد میں فرمان کی تصدیق کرکے " صارفین کے کمیون " کے نام کو بدل کر اس کا نام " صارفین کی انجمن " کردیا جو آبادی کے لئے زیادہ موزوں تھا - صفحہ ۲۲۵

۸۵ - روسی فیڈریشن کے آئین نے جو جولائی ۱۹۱۸ ء میں سوویتوں کی پانچویں کل‌روس کانگرس میں منظور ہوا پرولتاریہ کو سوویتوں کے انتخاب میں ترجیحی حق دیا - سوویتوں کی کل‌روس کانگرس کے ممبروں کا انتخاب اس طرح کیا : شہری آبادی کے ۲۵ ہزار ووٹروں پر ایک ممبر اور دیہی علاقوں کے ایک لاکھ ۲۵ ہزار ووٹروں پر ایک ممبر -

یہ صورت‌حال ۱۹۳۶ ء میں سوویت یونین کی سوویتوں کی آٹھویں کانگرس تک رہی جس میں سوویت یونین کا نیا آئین منظور کیا گیا جس کے مطابق سب باشندوں کو سوویتوں میں منتخب ہونے اور ووٹ دینے کا مساوی حق دیا گیا - صفحہ ۲۳۸

۸۶ - یہ مضمون ختم نہیں ہوا - صفحہ ۲۴۱

۸۷ - مشرق کی قوموں کی کمیونسٹ تنظیموں کی دوسری کل‌روس کانگرس جس کو روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی میں مشرق قوموں کی کمیونسٹ تنظیموں کے مرکزی بیورو نے منعقد کیا تھا ماسکو میں ۲۲ نومبر سے ۳ دسمبر ۱۹۱۹ ء تک ہوتی رہی - کانگرس کے پہلے دن لینن نے حالات حاضرہ کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کی - کانگرس نے مشرق میں پارٹی اور سوویتوں کے فریضوں کا تعین کیا اور روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی میں مشرقی قوموں کی کمیونسٹ تنظیموں کے مرکزی بیورو کا نیا عملہ منتخب کیا - صفحہ ۲۴۲

۸۸ - یہاں مطلب سمارا میں (جو اب کوئی‌بیشیف کہلاتا ہے) سفید گارڈوں ، سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی حکومت سے ہے یعنی آئین‌ساز اسمبلی کے ممبروں کی نام نہاد کمیٹی جس کو "کوموچ" یا "سمارا کی اوچریدیلکا" کہا جاتا تھا - یہ ۸ جون ۱۹۱۸ ء کو سمارا پر چیکوسلوواکیہ کی فوجی کور کے قبضے کے دوران بنائی گئی تھی - اگست ۱۹۱۸ ء میں چیکوسلوواکیہ کی فوجی کور کی مدد سے کوموچ نے اپنا اقتدار والگا اور اورال کے کئی صوبوں میں قائم کرلیا - خزاں میں سرخ فوج کے حملے نے اس انقلاب دشمن حکومت کا وجود ختم کردیا - صفحہ ۲۴۳

۸۹ - صلح نامہ ٔ وارسائی — ۱۸ — ۱۹۱۴ ء کی عالمی سامراجی جنگ ختم کرنے والے اس معاهدے پر ۲۸ جون ۱۹۱۹ ء کو ایک طرف سے ریاستہائے متحدہ امریکہ ، سلطنت برطانیہ ، فرانس ، اٹلی ، جاپان اور ان طاقتوں کے دستخط ہوئے جو جنگ میں ان کے ساتھ تھیں اور دوسری طرف سے جرمنی نے دستخط کئے - صلح نامہ ٔ وارسائی کا مقصد فاتح طاقتوں کے لئے سرمایہ دار دنیا کی تقسیم کو مضبوط کرنا اور ساتھ هی ملکوں کے درمیان تعلقات کے ایسے سسٹم کا قیام بھی تھا جس کا مقصد سوویت روس کا گلا گھونٹنا اور دنیا بھر میں انقلابی تحریک کو تباہ کرنا تھا - صفحہ ۲۴۸

۹۰ - تیسری انٹرنیشنل یعنی کمیونسٹ انٹرنیشنل — بین اقوامی ، انقلابی پرولتاریہ کی تنظیم تھی جس نے مختلف ملکوں کی کمیونسٹ پارٹیوں کو اپنے میں متحد کر لیا - یہ ۱۹۱۹ ء سے ۱۹۴۳ ء تک رهی -

تیسری انٹرنیشنل کا قیام مزدور تحریک میں پھوٹ پڑنے کے بعد تاریخی ضرورت بن گیا جو پہلی عالمی جنگ کی ابتدا میں سوشلزم کے کاز کے ساتھ دوسری انٹرنیشنل کے موقع پرست لیڈروں کی غداری اور دوسری انٹرنیشنل کی تباهی کی وجہ سے ہوا - کمیونسٹ انٹرنیشنل کے قیام میں لینن نے نمایاں رول ادا کیا -

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی پہلی کانگرس ۲ سے ٦ مارچ ۱۹۱۹ ء تک ماسکو میں ہوئی - کانگرس نے ساری دنیا کے پرولتاریہ کے لئے مینی فسٹو منظور کیا جسمیں بتایا گیا تھا کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل ، مارکس اور اینگلس کے ان نظریات کی وارث ھے جنکا اظہار " کمیونسٹ پارٹی کے مینی فسٹو " میں کیا گیا ھے -

کمیونسٹ انٹرنیشنل نے تمام ملکوں کے محنت کشوں کے درمیان رابطہ بحال اور مضبوط کیا ، بین اقوامی مزدور تحریک میں موقع پرستی کو بے نقاب کرنے ، نوخیز کمیونسٹ پارٹیوں کو مضبوط بنانے اور بین اقوامی کمیونسٹ تحریک کی حکمت عملی اور طریقۂ کار مرتب کرنے میں مدد دی -

مئی ۱۹۴۳ ء میں کمیونسٹ انٹرنیشنل کی انتظامیہ کمیٹی نے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہوئے کہ مزدوروں کے اتحاد کی تنظیمی شکل جو گذرے ہوئے تاریخی دور کے تقاضوں کے مطابق تھی اب اپنی ضرورت کو پورا کر چکی ہے ، کمیونسٹ انٹرنیشنل کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا - صفحہ ۲۵٦

ناموں کا اشاریه

— الف —

میں بیرون ملک بھاگ گیا اور وہاں انتہائی رجعت‌پرست کیمپ میں شامل ہو گیا۔ صفحہ ۷٦

اوسینسکی، ن۔ (ابولینسکی، و۔ و۔) (۱۹۳۸ء — ۱۸۸۷ء) — ۱۹۰۷ء سے بالشویک پارٹی کا ممبر۔

اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویتوں اور پارٹی کے کاموں کا ایک رہنما تھا اور ۱۹۱۸ء میں ''بائیں بازو کا کمیونسٹ،، ہو گیا۔ ۲۱ — ۱۹۲۰ء میں ''جمہوری مرکزیت،، کے پارٹی‌دشمن گروپ میں سرگرمی سے حصہ لیا اور ۱۹۲۳ء میں تروتسکی کی حزب مخالف سے وابستہ ہو گیا۔ صفحہ ۱۵۸

اوکسین‌تیف، ن۔ د۔ (۱۹۴۳ء — ۱۸۷۸ء) — سوشلسٹ انقلابی پارٹی کا ایک لیڈر اور اس کی مرکزی کمیٹی کا ممبر۔ روس میں فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد کسانوں کے مندوبین کی کل روس سوویت کی انتظامیہ کمیٹی کا صدر ہوا اور بورژوا عارضی حکومت میں کئی ذمےدار عہدوں پر کام کیا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد انقلاب‌دشمن بغاوتوں کے ناظموں میں سے تھا اور پھر بیرون ملک چلا گیا۔ صفحہ ۲۸

ایسوف، ای۔ ا۔ (۱۹۲۰ء — ۱۸۷۸ء) — سوشل ڈیموکریٹ، منشویک۔ ۱۹۱۷ء میں منشویکوں کی ماسکو کمیٹی کا ممبر تھا اور ماسکو سوویت کی انتظامیہ کمیٹی میں شامل ہوا۔ صفحات ۱۵۵، ۱۵٦

اینگلس (Engels)، فریڈرک (۱۸۹۵ء — ۱۸۲۰ء) — سائنسی کمیونزم کے بانیوں میں سے تھے۔ بین اقوامی پرولتاریہ کے لیڈر اور معلم، کارل مارکس کے دوست اور ساتھی۔ صفحات ۷، ٦۹، ۱۲۲، ۱۸٦، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۰، ۲۴۱

بازاروف (رودنیف)، و۔ ا۔ (۱۹۳۹ء — ۱۸۷۴ء) — روسی فلسفی اور ماہر معاشیات۔ ۱۹۱۷ء میں نیم‌منشویک اخبار ”نوویا ژیزن،، کا ایک ایڈیٹر۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی مخالفت کرتا رہا۔ صفحات ۵۴، ۵۵، ۵۶

برنشٹائن (Bernstein)، ایڈورڈ (۱۹۳۲ء — ۱۸۵۰ء) — جرمن سوشل ڈیمو کریسی کے انتہا پسند موقع پرست بازو اور دوسری انٹرنیشنل کا لیڈر، ترمیم پرستی اور اصلاح پرستی کا نظریہ‌داں۔ صفحات ۱۵، ۱۸۳، ۱۹۱

بری‌آن (Briand)، اریستید (۱۹۳۲ء — ۱۸۶۲ء) — فرانسیسی ریاستی کارکن اور مدبر۔ کچھ دن تک اس کا تعلق سوشلسٹوں کے بائیں بازو سے رہا۔ ۱۹۰۲ء میں پارلیمنٹ میں آیا اور رجعت پرست بورژوا سیاست‌داں کی حیثیت سے کھلم کھلا مزدور طبقے کی مخالفت کرنے لگا۔ ۱۹۱۳ء، ۱۷ — ۱۹۱۵ء اور ۱۹۲۱ء — ۱۹۲۲ء میں وزیراعظم رہا۔ صفحہ ۴۴

بریشکو — بریشکوفسکایا، اے۔ ک۔ (۱۹۳۴ء — ۱۸۴۴ء) — سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی کی ناظموں اور لیڈروں میں تھی اور اسکے انتہاپسند دائیں‌بازو میں شامل تھی۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد اس نے بورژوا عارضی حکومت کی حمایت کی اور اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت حکومت کی مخالفت کرتی رہی۔ صفحات ۳۶، ۵۲، ۶۹، ۷۰، ۷۲

بوخارین، ن۔ ای۔ (۱۹۳۸ء — ۱۸۸۸ء) — صحافی اور ماہرمعاشیات۔ ۱۹۰۶ء سے روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کا ممبر رہا۔ بہت سے مسائل میں اس نے لینن کی مخالفت کی — مثلاً ریاست، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ اور قوموں کے حق خودارادیت

وغیرہ کے بارے میں۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد وہ برابر پارٹی کی لیننی پالیسی کی مخالفت کرتا رہا۔ ۱۹۱۸ ء میں بریست کے معاهدے پر بحث کے دوران میں وہ ”بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، کے پارٹی دشمن گروپ کا لیڈر تھا۔ ۱۹۲۰ ء — ۱۹۲۱ ء میں پارٹی میں ٹریڈیونینوں پر بحث کے دوران اس نے ابتدا میں «Buffer» کی پوزیشن اختیار کی اور پھر تروتسکی کے لینن دشمن گروپ میں شامل ہو گیا۔ ۱۹۲۸ ء میں پارٹی کے دائیں بازو کے حزب‌مخالف کا لیڈر بنا۔ ۱۹۲۹ ء میں مرکزی کمیٹی کے سیاسی بیورو اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی انتظامیہ کمیٹی کی مجلس صدارت سے نکالا گیا اور ۱۹۳۷ ء میں پارٹی‌دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے پارٹی سے خارج کر دیا گیا۔ صفحات ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۴

بوگایفسکی، م - پ- (۱۹۱۸ ء — ۱۸۸۱ ء) — دریائے دون کے علاقے میں کزاکوں کی انقلاب دشمن تحریک کا ایک لیڈر رہا۔ صفحات ۸۴، ۹۰، ۱۲۰، ۱۵۴

بولیگین، ا۔ گ- (۱۹۱۹ ء — ۱۸۵۱ ء) — زارشاهی روس میں ریاستی کارکن اور بڑا جاگیردار، ۲۰ جنوری ۱۹۰۵ ء کو وزیر داخلہ ہوا۔ زار کے حکم سے اس نے مشاورتی ریاستی دوما قائم کرنے کے لئے قانون کا مسودہ تیار کرنے کی رهنمائی کی۔ صفحات ۳۲، ۷۱

بیرکنگیئم، ا- م- (۱۹۳۲ ء — ۱۸۸۰ ء) — سوشلسٹ انقلابی اور کوآپریٹیو کا کارکن۔ ۱۹۲۲ ء میں بیرون ملک چلا گیا۔ صفحہ ۲۸

بیلوروسوف (بیلیفسکی)، ا- س- (۱۹۱۹ ء — ۱۸۵۹ ء) — بورژوا جرنلسٹ اور دائیں‌بازو کا نرودنک۔ صفحہ ۱۰۸

پروکوپوویچ، س۔ ن۔ (۱۸۷۱ء — ۱۹۵۵ء) — بورژوا ماہر معاشیات اور صحافی، ''اکونومزم،، کا نمایاں نمائندہ، روس میں برنشٹائن‌ازم کے پہلے پرچارکوں میں سے تھا۔ ۱۹۰۶ء میں آئینی جمہوری (کیڈیٹ) پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا ممبر تھا۔ ۱۹۱۷ء میں بورژوا عارضی حکومت میں شامل ہوا۔ ۱۹۲۲ء میں سوویت‌دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے جلاوطن کر دیا گیا۔ صفحہ ۴۲

پلیخانوف، گ۔ و۔ (۱۸۵۶ء — ۱۹۱۸ء) — روسی اور بین‌اقوامی مزدور تحریک کا نمایاں کارکن اور روس میں مارکس‌ازم کا پہلا پرچارک۔

روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس کے بعد پلیخانوف نے موقع پرستی سے سمجھوتہ کا رویہ اختیار کیا اور اس کے بعد منشویکوں میں شامل ہو گیا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) اس نے سوشل شاونزم کا رویہ اختیار کیا۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد مغربی یورپ سے جہاں وہ ۱۸۸۰ء میں انتقال وطن کرکے چلا گیا تھا روس واپس آیا اور بورژوا عارضی حکومت کی حمایت کی۔ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کا مخالف رہا۔ صفحات ۳۶، ۶۹، ۷۰، ۷۲

پوتریسوف (استارووییر)، ا۔ ن۔ (۱۸۶۹ء — ۱۹۳۴ء) — منشویکوں کا ایک لیڈر۔ رجعت‌پرستی کے برسوں میں انسداد پرستی (liquidation) کا نظریہ‌داں۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد وطن کے باہر چلا گیا اور وہاں سوویت روس کے خلاف کارروائیاں کرتا رہا۔ صفحہ ۱۸۴

پوکروفسکی، م۔ ن۔ (۱۸۶۸ء — ۱۹۳۲ء) — مؤرخ اور پبلک سیاسی کارکن۔ ۱۹۰۵ء سے روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر

پارٹی کا ممبر تھا۔ بریست کے معاہدۂ امن کے زمانے میں " بائیں بازو کا کمیونسٹ ،، ہوگیا۔ صفحہ ۱۰۰

پومیالوفسکی ، ن۔ گ۔ (۱۸۶۳ء — ۱۸۳۵ء) — روسی ادیب اور ڈیموکریٹ۔ صفحہ ۱۶۳

پیٹر اعظم (اول) (۱۷۲۵ء — ۱۶۷۲ء) — ۱۶۸۲ء سے ۱۷۲۵ء تک روسی زار اور کل روس کا پہلا شہنشاہ ہوا۔ صفحہ ۱۴۷

پیرےویرزیف ، پ۔ ن — ایڈوکیٹ اور ترودوویک (دیکھئے نوٹ نمبر ۳۱)۔ سوشلسٹ انقلابیوں سے قربت رکھتا تھا۔ ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد بورژوا عارضی حکومت میں شامل ہوا۔ صفحہ ۷۶

پیشیحونوف ، ا۔ و۔ (۱۹۳۳ء — ۱۸۶۷ء) — بورژوا سماجی کارکن اور جرنلسٹ۔ فروری ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد بورژوا عارضی حکومت میں شامل ہوا اور اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت حکومت کے خلاف جدوجہد کی۔ ۱۹۲۲ء میں انتقال وطن کر لیا۔ صفحات ۷۰، ۷۱، ۷۲

— ت —

ترگینف ، ای۔ س۔ (۱۸۸۳ء — ۱۸۱۸ء) — عظیم روسی ادیب۔ صفحہ ۱۲۴

تروتسکی (برونشٹیئن) ، ل۔ د۔ (۱۹۴۰ء — ۱۸۷۹ء) — لینن ازم کا سخت دشمن تھا۔ ۱۹۱۷ء میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی چھٹی کانگرس میں بالشویک پارٹی میں لیا گیا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد کئی سرکاری عہدوں پر رہا۔ ۱۹۲۳ء سے تروتسکی نے پارٹی کی جنرل لائن ، سوشلزم کی تعمیر کے

لئے لینن کے پروگرام کے خلاف سخت گروہبند جدوجہد کی اور اس کا پرچار کیا کہ سوویت یونین میں سوشلزم کی فتح ناممکن ھے۔ کمیونسٹ پارٹی نے دکھایا کہ تروتسکی‌ازم پارٹی میں پیٹی بورژوا رجحان ھے اور اس کو نظریاتی اور تنظیمی دونوں طرح سے شکست دی۔ ۱۹۲۷ء میں تروتسکی کو پارٹی سے نکال دیا گیا۔ ۱۹۲۹ء میں سوویت دشمن سرگرمیوں کےلئے اس کو جلاوطن کر دیا گیا اور ۱۹۳۲ء میں سوویت شہریت کے حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ بیرون ملک رہ کر اس نے سوویت ریاست اور کمیونسٹ پارٹی کے خلاف اور بین‌اقوامی کمیونسٹ تحریک کے خلاف جدوجہد جاری رکھی۔ صفحہ ۶۲

تسرےتیلی ، ای۔ گ۔ (۱۹۵۹ء — ۱۸۸۲ء) — منشویزم کا ایک لیڈر۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد پیٹروگراد سوویت کی انتظامیہ کمیٹی اور مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے پہلے اجلاس کا ممبر۔ مئی ۱۹۱۷ء میں بورژوا عارضی حکومت میں شامل ھوا اور بالشویکوں پر جبر و تشدد کی ہمت افزائی کی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد جارجیا کی انقلاب دشمن منشویک حکومت کے رہنماؤں میں سے تھا۔ بھر انتقال وطن کر گیا۔ صفحات ۱۷ ، ۲۳ ، ۳۲ ، ۴۱ ، ۴۲ ، ۵۲ ، ۶۲ ، ۶۴ ، ۶۹ ، ۷۷ ، ۸۴ ، ۱۱۰ ، ۱۵۶

توراتی (Turati) ، فیلیپو (۱۹۳۲ء — ۱۸۵۷ء) — اٹلی کی مزدور تحریک کا اصلاح‌پرست کارکن۔ اٹلی کی سوشلسٹ پارٹی (۱۸۹۲ء) منظم کرنےوالوں میں سے تھا۔ پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان طبقاتی تعاون کی سیاست پر گامزن رہا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران مرکزیت پرست رویہ اختیار کیا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی طرف اس کا رویہ دشمنی کا تھا اور اس نے اطالوی محنت‌کشوں کی انقلابی تحریک کی مخالفت کی۔ صفحہ ۱۹۲

ٹیلر (Taylor)، فریڈرک ونسلوئے (۱۹۱۵ء — ۱۸٦٥ء) — امریکی انجنیر، کام کے انتظام کے ایک سسٹم کا بانی جس کے مطابق کام وقت ضائع کئے بغیر کیا جاتا ہے اور ذرائع پیداوار اور آلات ترقی پسند طریقے سے استعمال کئے جاتے ہیں۔ سرمایہ‌داری کے حالات میں اس سسٹم کو محنت کشوں کا اور زیادہ استحصال کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ صفحات ۱۰۴، ۱۵٦

— چ —

چائکوفسکی، ن۔ و۔ (۱۹۲٦ء — ۱۸۵۰ء) — نرودنک، بعد کو سوشلسٹ انقلابی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت دشمن بغاوتوں کا ناظم جس نے سوویت روس کے خلاف مسلح مداخلت میں ملکر کام کیا۔ صفحہ ۲۸

چرچل (Churchill)، ونسٹن (۱۹٦٥ء — ۱۸۷۴ء) — برطانوی سیاست‌داں، قدامت پرست لیڈر۔ ۱۹۲۱ء — ۱۹۱۸ء میں وزیر جنگ رہا۔ اسی زمانے میں سوویت روس کے خلاف ہتیار بند دخل اندازی کا ایک سرغنہ تھا۔ صفحہ ۲۵۱

چرنی‌شیفسکی، ن۔ گ۔ (۱۸۸۹ء — ۱۸۲۸ء) — عظیم روسی انقلابی ڈیموکریٹ اور سوشلسٹ اوتوپیست، عالم، ادیب، ادبی تنقید نگار۔ روسی سوشل ڈیموکریسی کا ایک ممتاز پیش رو۔ صفحات ۱۲۴، ۱۷۳

چیرنوف، و۔ م۔ (۱۹۵۲ء — ۱۸۷٦ء) — سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی کا ایک لیڈر اور نظریہ‌داں۔ مئی — اگست ۱۹۱۷ء میں بورژوا عارضی حکومت کا وزیر زراعت ہوا اور ان کسانوں کے خلاف سخت ظلم کی پالیسی چلائی جو جاگیرداروں کی زمین پر قبضہ کر لیتے تھے۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت‌دشمن بغاوتوں کے ناظموں میں سے تھا۔ ۱۹۲۰ء

میں بیرون ملک چلا گیا اور وہاں سے سوویت دشمن کارروائیاں جاری رکھیں - صفحات ۱۷، ۳۷، ۴۱، ۶۳، ۶۹، ۸۴، ۱۱۰، ۲۳۷، ۲۳۸

چیرنینکوف، ب - ن - (سال پیدائش ۱۸۸۳ ء) — سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی کا ممبر - صفحہ ۲۲۷

— د —

دان (گورویچ)، ف - ای - (۱۹۴۷ ء — ۱۸۷۱ ء) — منشویکوں کے لیڈروں میں سے تھا - اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت حکومت کے خلاف لڑتارہا - ۱۹۲۲ ء کی ابتدا میں سوویت ریاست کے اٹل دشمن کی حیثیت سے اس کو بیرون ملک نکال دیا گیا - صفحہ ۱۸۹

دانٹن (Danton)، ژورژ ژاک (۱۷۹۴ ء — ۱۷۵۹ ء) — ۱۸ ویں صدی کے آخر میں فرانسیسی بورژوا انقلاب کا ایک نمایاں کارکن - صفحہ ۷۶

درائیفوس (Dreyfus)، آلفریڈ (۱۹۳۵ ء — ۱۸۵۹ ء) — فرانسیسی جنرل اسٹاف کا یہودی افسر تھا - ۱۸۹۴ ء میں اس کو اس جھوٹے الزام پر عمر قید کی سزا دی گئی کہ اس نے حکومت سے غداری کی ہے - فرانس میں وسیع پبلک تحریک پھیل جانے کی وجہ سے اس کے معاملے پر دوبارہ غور ہوا - ۱۸۹۹ ء میں اس کو معافی دی گئی اور ۱۹۰۶ ء میں اس کو اپنے فوجی عہدے پر بحال کر دیا گیا - صفحہ ۱۸۹

دنیکن، ا - ائی - (۱۹۴۷ء — ۱۸۷۲ء) — زار کا جنرل تھا - روس میں خانہ جنگی کے دوران سفیدگارڈ تحریک کے سربراہوں میں سے تھا اور جنوبی روس میں سوویت دشمن مسلح طاقتوں

کا کمانڈر انچیف تھا۔ سوویت فوج کے ہاتھوں شکست کے بعد وہ بیرون ملک چلا گیا۔ صفحات ۲۴۳، ۲۴۶، ۲۵۲

دوباسوف — غیرپارٹی افسر اور محاذجنگ پر لڑائی میں حصہ لینے والا تھا۔ صفحہ ۸۰

دوبرولیوبوف، ن۔ ا۔ (۱۸۶۱ء — ۱۸۳۶ء) — عظیم روسی انقلابی ڈیموکریٹ، مشہور ادبی تنقید نگار اور مادیت پسند فلسفی تھا۔ گیرتسین، بیلینسکی اور چرنی‌شیفسکی کے شانہ بشانہ روس میں انقلابی سوشل ڈیموکریسی کا پیش‌رو تھا۔ صفحہ ۱۲۴

دوتوف، ا۔ ای۔ (۱۹۲۱ء — ۱۸۶۴ء) — زار کی فوج کا کرنل تھا۔ اورن‌برگ کے کزاکوں کا سپہ‌سالار۔ سوویت اقتدار کے خلاف کزاکوں کی انقلاب دشمن کارروائیوں کےلیڈروں میں سے ایک تھا۔ صفحات ۹۰، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۸۹

دیاچینکو، ا۔ پ۔ (۱۹۵۲ء — ۱۸۷۵ء) — ۱۹۱۷ء سے بالشویک پارٹی کا ممبر تھا۔ ۱۹۱۹ء میں ماسکو کازان ریلوے میں اسسٹنٹ ڈاکٹر تھا۔ صفحہ ۲۰۴

دیبس (Debs)، یوجن وکٹر (۱۹۲۶ء — ۱۸۵۵ء) — ریاستہائے متحدہ امریکہ کی مزدور تحریک کا ایک نمایاں کارکن اور سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے ناظموں میں سے تھا۔ عالمی سامراجی جنگ کے دوران اس نے انٹرنیشنلسٹ کی پوزیشن اختیار کی۔ دیبس نے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کا خیرمقدم کیا۔ ۱۹۱۸ء میں اس کو سامراج دشمن پروپیگنڈے کےلئے دس سال کی سزائے قید ہوئی لیکن ۱۹۲۱ء میں اس کو معافی دیکر رہا کر دیا گیا۔ صفحات ۱۷۵، ۱۸۹

— ڈ —

ڈیوڈ (David)، ایڈورڈ (۱۹۳۰ء — ۱۸۶۳ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے دائیں بازو کے لیڈروں میں سے تھا۔ صفحہ ۱۸۵

— ر —

— ژ —

— س —

— ش —

شتریبیل (Ströbel)، هنریخ (۱۸۶۹ء — ۱۹۴۵ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ اور مرکزیت پرست۔ ۱۹۱۷ء میں آزاد جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی تشکیل کا ایک محرک تھا۔ صفحہ ۱۹۱

شیر، و۔ و۔ (۱۸۸۴ء — ۱۹۴۰ء) — سوشل ڈیموکریٹ، منشویک۔ صفحہ ۲۲۷

شیڈمان (Scheidemann)، فلیپ (۱۸۶۵ء — ۱۹۳۹ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے انتہاپرست موقع پرست دائیں بازو کا ایک لیڈر۔ نومبر ۱۹۱۸ء کے جرمن انقلاب کے وقت اسپارٹاک والوں کے خلاف غارت گر ایجی‌ٹیشن کی همت افزائی کی۔ ۱۹۱۹ء میں حکومت کا سربراہ بنا اور ۱۹۱۸ء — ۱۹۲۱ء میں جرمن مزدور تحریک کو قتل و غارت کے ذریعہ دبانےوالوں میں سے تھا۔ صفحات ۱۲۴، ۱۸۲، ۱۹۳

— ف —

فوش (Foch)، فیردیناند (۱۸۵۱ء — ۱۹۲۹ء) — فرانسیسی فوجی لیڈر اور مارشل۔ ۱۹۱۸ء — ۱۹۲۰ء میں سوویت روس کے خلاف مسلح مداخلت کا ایک سرگرم ناظم۔ صفحہ ۲۱۶

— ک —

کاریلین، و۔ ا۔ (۱۸۹۱ء — ۱۹۳۶ء) — بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی کا ایک ناظم اور اس کی مرکزی کمیٹی کا ممبر۔ دسمبر ۱۹۱۷ء میں سوویت عوامی کمیساروں کی کونسل میں شامل هوا اور مارچ ۱۹۱۸ء میں بریست کے معاهدے کے سلسلے میں کونسل سے علحده هو گیا۔ جولائی ۱۹۱۸ء میں بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی بغاوت کا

ایک سربراہ تھا۔ بغاوت کے کچلے جانے پر بیرون ملک چلا گیا۔
صفحات ۱۴۷، ۱۵۵

کاوینیاک (Cavaignac)، لوئی ایوجین (۱۸۰۲ء — ۱۸۵۷ء) — فرانسیسی جنرل، رجعت پرست سیاسی کارکن۔ ۱۸۴۸ء کے فروری انقلاب کے بعد فوجی ڈکٹیٹرشپ کا لیڈر ہوا اور جون ۱۹۴۸ء میں غیر معمولی سختی کے ساتھ پیرس کے مزدوروں کی بغاوت کو دبا دیا۔ صفحات ۱۰۹، ۱۴۴

کاؤتسکی (Kautsky)، کارل (۱۸۵۴ء — ۱۹۳۸ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک لیڈر۔ پہلے مارکس‌وادی تھا، بعد میں مارکس‌ازم سے غداری کر کے مزدور تحریک کےلئے ایک انتہائی خطرناک رجحان یعنی مزدور تحریک میں موقع پرست رجحان — مرکزیت پرستی (کاؤتسکی‌ازم) کا نظریہ‌داں بن گیا۔ صفحات ۱۸۳ — ۱۹۲، ۲۱۳، ۲۲۰، ۲۳۰، ۲۳۸ — ۲۳۵

کراسنوف، پ۔ ن۔ (۱۸۶۹ء — ۱۹۴۷ء) — زار کی فوج کا جنرل۔ اگست ۱۹۱۷ء میں کورنیلوف کی بغاوت میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ ۱۹۱۸ء — ۱۹۱۹ء میں دریائے دون پر سفید کزاکوں کی فوج کا رہنما رہا اور ۱۹۱۹ء میں بیرون ملک بھاگ گیا۔ صفحات ۹۰، ۱۸۹

کلازیوٹس (Clausewitz)، کارل (۱۷۸۰ء — ۱۸۳۱ء) — پروشیائی جنرل اور بہت بڑا بورژوا فوجی نظریہ‌داں تھا۔ اس نے نپولین کی جنگوں اور دوسری جنگوں کی تاریخ کے بارے میں کئی کتابیں لکھی ھیں۔ صفحہ ۱۳۷

کورنیلوف، ل۔ گ۔ (۱۸۷۰ء — ۱۹۱۸ء) — زار کی فوج کا جنرل اور شاہ پرست۔ جولائی — اگست ۱۹۱۷ء میں روسی فوج کا

اعلی کمانڈر تھا۔ اگست ۱۹۱۷ ء میں انقلاب دشمن بغاوت کا لیڈر بنا۔ بغاوت کو دبانے کے بعد اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا گیا لیکن وہ جیل سے بھاگ کر دون پہنچا اور وہاں سفید گارڈوں کی '' رضاکارانہ فوج ،، کا ناظم اور اس کے بعد کمانڈر بن بیٹھا۔ یکاتیرنودار (کراسنودار) کے قریب لڑائی میں مارا گیا۔ صفحات ۱۱ ، ۱۶ ، ۴۲ ، ۶۲ ، ۷۲ ، ۹۹ ، ۱۰۱ ، ۱۰۷ ، ۱۰۹ ، ۱۱۲ ، ۱۱۸ ، ۱۲۰

کوسکووا ، اے ، د۔ (۱۹۵۸ ء — ۱۸۶۹ ء) — روسی بورژوا سماجی کارکن اور جرنلسٹ تھی۔ اس نے مزدوروں سے اپیل کی کہ وہ انقلابی جدوجہد سے انکار کر دیں اور یہ کوشش کی کہ مزدور تحریک سیاسی طور پر اعتدال پرست بورژوا کی قیادت میں آ جائے۔ بائیں بازو کے کیڈیٹوں سے وابستہ رہی اور اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت اقتدار کی مخالفت کی۔ صفحہ ۲۸

کولب (Kolb) ، ولہلم (۱۹۱۸ ء — ۱۸۷۰ ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ ، انتہا پسند موقع پرست اور ترمیم پرست۔ صفحہ ۱۸۵

کولچاک ، ا۔ و۔ (۱۹۲۰ ء — ۱۸۷۳ ء) — زار کے بیڑے کا امیرالبحر ، شاہ پرست ، ۱۹۱۹ ء — ۱۹۱۸ ء میں روسی انقلاب‌دشمنی کا ایک بڑا رہنما اور اتحاد ثلاثہ کا فرستادہ تھا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد امریکہ اور اتحاد ثلاثہ کی حمایت پر اس نے روس کی حکومت کا سربراہ ہونے کا اعلان کردیا اور اورال ، سائبیریا اور مشرق بعید میں جنگی بورژوا جاگیردارانہ ڈکٹیٹرشپ کی قیادت کی۔ سرخ فوج کی ضربوں اور انقلابی چھاپہ‌ماروں کی تحریک میں اضافے نے کولچاک کے حامیوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ صفحات ۱۹۷ ، ۲۴۳ ، ۲۴۴ ، ۲۴۵ ، ۲۴۶ ، ۲۵۰

کیرینسکی ، ا۔ ف۔ (۱۹۷۰ء — ۱۸۸۱ ء) — سوشلسٹ انقلابی ، عالمی سامراجی جنگ کے برسوں میں وہ سخت سوشل شاونسٹ

ہو گیا۔ فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ انصاف، جنگ اور بحری محکموں کا وزیر ہوا اور بعد کو بورژوا عارضی حکومت میں وزیر اعظم اور کمانڈر انچیف بنا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے سوویت حکومت کے خلاف جدوجہد کی اور ۱۹۱۸ ء میں بیرون ملک بھاگ گیا۔ صفحات ۱۳، ۱۴، ۱۷، ۳۶ — ۳۵، ۴۳، ۶۵ — ۶۱، ۷۲، ۷۸، ۸۰، ۸۴، ۸۶، ۹۰، ۱۰۱، ۱۰۷، ۱۱۸، ۱۴۹، ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۹۰

کیشکین، ن۔ م۔ (۱۹۳۰ ء — ۱۸۶۴ ء) — کیڈیٹوں کی پارٹی کا ایک لیڈر، بورژوا عارضی حکومت کی آخری تشکیل میں وزیر تھا۔ صفحات ۲۶، ۳۷، ۶۴، ۸۴

— گ —

گوتس، ا۔ ر۔ (۱۹۴۰ ء — ۱۸۸۲ ء) — ایک سوشلسٹ انقلابی لیڈر جو اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت اقتدار کے خلاف دہشت انگیزی اور مسلح کارروائیاں کرتا رہا۔ صفحات ۹۰، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۱۸، ۱۲۰

گومپیرس (Gompers)، سیموئیل (۱۹۲۴ ء — ۱۸۵۰ ء) — امریکی ٹریڈ یونین تحریک کا کارکن اور امریکی لیبر فیڈریشن کے بانیوں میں سے تھا۔ سرمایہ‌داروں سے طبقاتی تعاون کی پالیسی پر عمل کرتا تھا اور مزدور طبقے کی انقلابی جدوجہد کا مخالف تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران سوشل شاونزم کا حامی ہو گیا۔ صفحہ ۱۸۲

گووزدیف، ک۔ ا۔ (سال پیدائش ۱۸۸۳ ء) — منشویک انسداد پرست، عالمی سامراجی جنگ کے دوران سوشل شاونسٹ، جنگی صنعت کی مرکزی کمیٹی کے مزدور گروپ کا صدر۔ فروری ۱۹۱۷ ء

کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد بورژوا عارضی حکومت میں شامل ہوا۔ صفحہ ۴۲

گے، ا۔ یو۔ (۱۹۱۹ء — ۱۸۷۹ء) — روسی انارکسٹ جو اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت حکومت کا حامی ہو گیا۔ صفحات ۱۴۷، ۱۵۵

گیگچکوری، اے — پ۔ (سال پیدائش ۱۸۷۹ء) — منشویک، نومبر ۱۹۱۷ء میں ماورائے قفقاز کی انقلاب دشمن حکومت میں وزیر اور اس کے بعد جارجیا کی منشویک حکومت میں وزیر خارجہ اور اس کا نائب صدر رہا۔ ۱۹۲۱ء میں انتقال وطن کر گیا۔ صفحات ۹۰، ۱۱۲، ۱۱۸، ۱۲۰

— ل —

لونگے (Longuet)، ژان (۱۹۳۸ء — ۱۸۷۶ء) — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی اور دوسری انٹرنیشنل کا کارکن، جرنلسٹ۔ شارل لونگے اور ژینی مارکس کا بیٹا۔ فرانسیسی اور بین‌اقوامی سوشلسٹ پریس کا سرگرم کارکن۔ فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کے مرکزیت پرست بازو کا ایک لیڈر۔ چوتھی دھائی میں اس نے فسطائیت کے خلاف سوشلسٹوں اور کمیونسٹوں کے اقدامات کو متحد کرنے کی کوشش کی، فسطائیت اور جنگ کے خلاف جدوجہد کے لئے بین‌اقوامی تنظیم میں حصہ لیا۔ صفحات ۱۹۱، ۲۳۰

لیبر (گولڈمان)، م۔ ای۔ (۱۹۳۷ء — ۱۸۸۰ء) — منشویکوں کا ایک لیڈر۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد پیٹروگراد کے مزدوروں اور سپاهیوں کی سوویت کی انتظامیہ کمیٹی اور مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے پہلے اجلاس کی مجلس صدارت کا ممبر تھا۔ اس نے منشویک پوزیشن اختیار کی اور

اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی مخالفت کی۔ بعد کو وہ معاشی کام میں لگ گیا۔ صفحہ ۱۴۳

لیبکنیخت (Liebknecht)، کارل (۱۸۷۱ء — ۱۹۱۹ء) — جرمن اور بین‌اقوامی مزدور تحریک کے ایک نمایاں کارکن، موقع پرستی اور عسکریت‌پرستی کے خلاف سرگرم مجاہد۔ پہلی عالمی جنگ میں شروع سے ہی قطعی طور پر "اپنی" حکومت کی قزاقانہ جنگ کی حمایت کے خلاف رہے اور پورے ریشتاغ میں واحد شخص تھے جس نے جنگی قرضوں کے خلاف ووٹ دیا۔ انقلابی "اسپارتاک یونین" کے ناظموں اور رہنماؤں میں سے تھے۔ جرمنی میں نومبر انقلاب کے دوران روزا لکسمبورگ کے ساتھ جرمن مزدوروں کے انقلابی ہراول کے سربراہ رہے۔ جرمن کمیونسٹ پارٹی کے بانیوں میں سے تھے اور جنوری ۱۹۱۹ء میں برلن کے مزدوروں کی بغاوت کی رہنمائی کی۔ بغاوت کے کچلے جانے کے بعد نوسکے کے گروہ نے ان کو وحشیانہ طور پر قتل کر دیا۔ صفحہ ۱۸۹

لینن، و۔ ای۔ (اولیانوف، و۔ ای۔) (۱۸۷۰ء — ۱۹۲۴ء) — صفحات ۲۱، ۲۲، ۶۲، ۸۰، ۱۵۰

لیوبیرساک (Lubersac)، ژان — فرانسیسی فوج کا افسر، شہزادہ، شاہ‌پرست، ۱۹۱۷ء — ۱۹۱۸ء میں روس میں فرانسیسی فوجی مشن میں تھا۔ صفحہ ۱۷۱

— م —

مارتوف، ل۔ (تسیدربام، یو۔ او۔) (۱۸۷۳ء — ۱۹۲۳ء) — منشویزم کا ایک لیڈر۔ فروری ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد منشویکوں — انٹرنیشنلسٹوں کے گروپ کا سربراہ تھا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت یونین کے کھلے دشمنوں کے کیمپ میں شامل ہو گیا اور ۱۹۲۰ء میں انتقال وطن کرلیا۔

صفحات ۱۳، ۳۹، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۲۴، ۲۱۳، ۲۳۷، ۲۳۸

مارکس (Marx)، کارل (۱۸۱۸ء — ۱۸۸۳ء) — سائنسی کمیونزم کے بانی، ممتاز مفکر، بین‌اقوامی پرولتاریہ کے لیڈر اور معلم۔ صفحات ۱۵، ۱۹، ۳۸، ۵۹، ۸۵، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۹، ۲۲۰

ماسلوف، پ۔ پ۔ (۱۸۶۷ء — ۱۹۴۶ء) — ماہرمعاشیات اور سوشل ڈیموکریٹ۔ زرعی مسئلے پر کئی کتابیں لکھیں جن میں مارکس وادی پولیٹکل اکانومی کی بنیادی باتوں میں ترمیم کرنے کی کوشش کی — ۱۹۰۳ — ۱۷ء میں منشویک رہا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سیاسی سرگرمیوں سے علحدہ ہو گیا اور معلمی اور سائنسی کاموں میں لگ گیا۔ صفحہ ۱۸۴

میکڈانلڈ (Mac Donald)، جیمس ریمزے (۱۸۶۶ء — ۱۹۳۷ء) — برطانوی سیاست‌داں، انڈپنڈنٹ لیبر اور لیبر پارٹی کے بانیوں اور لیڈروں میں سے تھا۔ انتہائی موقع پرست سیاست پر عمل پیرا رہا۔ عالمی سامراجی جنگ کی ابتدا میں امن پرست پوزیشن اختیار کی، پھر سامراجی بورژوازی کی کھلم کھلا حمایت کرنے لگا۔ ۱۹۱۸ء — ۱۹۲۰ء میں سوویت روس میں مداخلت کے خلاف برطانوی مزدوروں کی جدوجہد میں گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ صفحات ۱۸۳، ۲۳۰

میکلین (Maclean)، جان (۱۸۷۹ء — ۱۹۲۳ء) — انگلستان کی مزدور تحریک کا نمایاں کارکن۔ پہلی عالمی جنگ سے پہلے برطانیہ کی سوشلسٹ پارٹی کے بائیں بازو سے وابستہ ہوگیا اور اسکاٹ‌لینڈ میں اس کا ایک لیڈر ہو گیا۔ جنگ کے دوران اس‌نے انٹرنیشنلسٹوں کی پوزیشن اختیار کی۔ صفحہ ۱۸۹

ویب (Webb) ، بیاٹریس (۱۹۴۳ ء — ۱۸۵۸ ء) اور سڈنی (۱۸۵۹ء — ۱۹۴۷ ء) — مشہور انگریز سماجی کارکن ، اصلاح پسند اور فیبئن سوسائٹی کے ممبر تھے ۔ انھوں نے انگلستان کی مزدور تحریک کی تاریخ و نظرئے پر مشترکہ طور سے کئی کتابیں لکھیں ۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران انھوں نے سوشل شاونزم کا راستہ اختیار کیا ۔ صفحہ ۱۹۳

— ھ —

ہنڈرسن (Henderson) ، آرتھر (۱۹۳۵ ء — ۱۸۶۳ ء) — برطانوی لیبر پارٹی اور برطانوی ٹریڈیونین تحریک کا ایک لیڈر ۔ ۱۹۱۰ ء — ۱۹۰۸ ء اور ۱۹۱۷ ء — ۱۹۱۴ ء میں لیبر پارٹی کے پارلیمانی گروپ کا صدر رہا ۔ عالمی سامراجی جنگ کے دوران سوشل شاونزم کا حامی ہو گیا ۔ صفحات ۱۸۲ ، ۱۹۳

ہنڈن برگ (Hindenburg) ، پال (۱۹۳۴ ء — ۱۸۴۷ ء) — جرمن فوجی اور ریاستی کارکن ، فیلڈمارشل ، اور جرمن سامراج کے رجعت پرست اور شاونسٹ عناصر کا نمائندہ ۔ عالمی سامراجی جنگ کے دوران مشرقی محاذ پر جرمن فوج کا کمانڈر تھا اور پھر چیف آف اسٹاف ہو گیا ۔ صفحہ ۲۱۶

— ی —

یاکوبی (Jacoby) ، یوگان (۱۸۷۷ ء — ۱۸۰۵ ء) — جرمن جرنلسٹ ، سیاسی کارکن اور بورژوا ڈیموکریٹ ۔ ۱۸۷۲ ء میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں شامل ہوا ۔ مارکس اور اینگلس نے اس کو پرولتاری تحریک کے طرفدار ڈیموکریٹ کی حیثیت دی ۔ صفحہ ۲۱۶

پڑھنے والوں سے

دارالاشاعت ترقی آپ کا بہت شکر گذار ہوگا اگر آپ ہمیں اس کتاب کے ترجمے، ڈیزائن اور طباعت کے بارے میں اپنی رائے لکھیں۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کوئی مشورہ دے سکیں تو ہم ممنون ہوں گے۔

ہمارا پتہ: زوبوفسکی بلوار۔ نمبر ۲۱
ماسکو، سوویت یونین

21, Zubovsky Boulevard, Moscow, USSR